زندہ تاریخ

ہیلری کلنٹن

سابق امریکی خاتون اول اور سینیٹر ہیلری کلنٹن کی خودنوشت

PDF KI DUNYA

میری والدہ مثالی خانہ ساز قسم کی خاتون تھی۔ میں چشم تصور میں انہیں ہمیشہ متحرک ہی دیکھتی ہوں۔ کبھی بستر بچھاتے ہوئے کبھی برتن صاف کرتے ہوئے اور کبھی کھانا چنتے ہوئے۔ بچوں کے لئے ان کے پاس ہمیشہ وقت ہی وقت ہوا کرتا تھا۔ 1960ء تک انہوں نے گاڑی چلانی نہیں سیکھی تھی لہٰذا وہ ہاتھ گاڑی سے ہمیں ادھر ادھر لے جایا کرتی تھیں میرا بھائی نسبتاً زیادہ مہم جو واقع ہوا تھا ایک بار اسی شوق کے ہاتھوں وہ برف کی گہرائی میں دفن ہو کر مرتے مرتے بچا۔ میری والدہ نے بروقت جائے حادثہ پر پہنچ کر اس کی جان بچائی آوارہ گردی کرتے کرتے جب وہ دور نکل جاتا تو اکثر پولیس اسے گھر تک پہنچاتی لیکن عجیب بات یہ تھی کہ وہ پولیس کی گاڑی میں بیٹھنے کے بجائے پیدل چل کر گھر آتا کیونکہ والدہ کا حکم تھا کہ اجنبی گاڑی میں قدم نہ رکھا جائے میرا کتب بینی کا شوق بھی والدہ کی دین ہے جو مجھے ہر ہفتے لائبریری لے جایا کرتی تھیں۔ میں 5 برس کی تھی جب ہمارے گھر میں ٹی وی آیا لیکن ہمیں زیادہ دیر تک ٹی وی دیکھنے کی اجازت نہ تھی حساب کی تعلیم میں نے اپنے والد سے حاصل کی میری والدہ بچوں سے ناروا سلوک اور نسلی امتیاز کے سخت خلاف تھیں ہمیں یہی سبق دیا گیا کہ ہم دوسرے بچوں سے مختلف ہرگز نہیں میں اپنے والدین کی اقدار پرستی کی کھینچا تانی میں پروان چڑھی جس کا اظہار میرے سیاسی عقائد سے ہوتا ہے۔ میری والدہ بنیادی طور پر ڈیموکریٹ تھی اور والد صاحب کٹر قسم کے ریپبلکن تھے۔ روپے پیسے کے اعتبار سے وہ فراخ دل نہیں تھے اور نقد لین دین پر کامل یقین رکھتے تھے مفلسی کے خوف نے ان کی زندگی کو رنگین بنایا نئے لباس کی خریداری گھریلو بحث و تمحیص موضوع بن جاتی۔ والد یہ چاہتے تھے کہ کوئی بھی چیز ضائع نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کبھی میں یا میرے بھائی ٹوتھ پیسٹ کا ڈھکنا بند کرنا بھول جاتے تو وہ اسے باتھ روم کی کھڑکی سے باہر پھینک دیتے اور ہمیں باہر جا کر اسے اٹھا کر واپس لانا پڑتا۔ وہ ایسا اس لئے کرتے تھے تاکہ ہمیں یہ آگاہ کرسکیں کہ چیزوں کی قدر کیسے کی جاتی ہے میرے والد سخت ضرور تھے مگر وہ ہم سے محبت بھی کرتے تھے۔ وہ ہم لوگوں کو جیب خرچ نہیں دیتے تھے۔ اسلئے جب میں تیرہ برس کی ہوئی تو میں نے ایک پارک میں نگرانی والی ملازمت قبول کر لی۔ جب ہم پارک رج کے علاج میں منتقل ہوئے تو ایک روز می نے نوٹ کیا کہ میں باہر کھیلنے کیلئے نہیں جا رہی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے ان سے شکایت کی کہ دیگر بچے مجھے تنگ کرتے ہیں ایک بار میں روتی ہوئی گھر واپس آئی انہوں نے پوچھا تو میں نے بتایا کہ سوزی نامی ایک لڑکی نے مجھے مارا ہے اس پر می نے مجھے بڑے زور سے ڈانٹا۔

''ابھی وہیں واپس جاؤ اور اگر اس بار سوزی تم کو مارے تو تمہیں اجازت ہے کہ تم بھی اس کو مارو۔ تمہیں اب اپنے پیروں پر کھڑے ہو جانا چاہئے۔ اس گھر میں بزدلوں کے لئے کوئی جگہ نہیں''۔ میں گھر سے باہر نکلی۔ می مجھے ڈائننگ روم کی کھڑکی سے دیکھ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد میں واپس آئی اور میں نے می سے کہا۔ اب میں لڑکوں کے ساتھ بھی کھیل سکتی ہوں اور سوزی میری سہیلی بن جائے گی۔''

سوزی واقعی میری دوست بن گئی اور آج بھی وہ میری دوست ہے۔ میں اسکول میں پڑھائی اور کھیل کے ہر معاملے میں آگے رہتی۔ شکر ہے کہ مجھے سکول کے زمانے میں بھی اچھے اساتذہ ملے۔ پانچویں جماعت میں آنے تک سکول میں میری شہرت ایک ''ٹام بوائے'' کی ہو چکی تھی جو لڑکوں کو کسی بھی شرارت کا منہ توڑ جواب دے سکتی تھی۔ اس لئے ہماری کلاس ٹیچر مسز کراز جب کلاس سے باہر جاتیں تو مجھے کلاس کا خیال رکھنے کو کہہ جاتیں۔ چھٹی جماعت کی ٹیچر ایلزبتھ کنگ ہمیں گرامر کی خوب مشق کراتیں مگر وہ ہم میں تخلیقی جوہر پیدا کرنے کے لئے ہمیں خوب سوچنے اور لکھنے کو کہتیں۔ میں نے انہی کے اکسانے پر اسائنمنٹ کے لئے پہلی خودنوشت لکھی تھی۔ وائٹ ہاؤس سے جانے کے بعد سکول کے زمانے کی لکھی ہوئی خودنوشت مجھے پرانے کاغذات میں رکھی ہوئی مل گئی۔ اسے

PDF KI DUNY

قسط نمبر 2

کینیا کے سائی قبیلے سے میں نے ایک محاورہ سنا کہ "جو کچھ تم ماں کی گود سے نہیں سیکھتے وہ تمہیں دنیا سکھا دیتی ہے" 1960ء کے اواخر تک میرا سیاسی شعور اور دنیا دونوں میں وسعت آنے لگی تھی۔ جون ایف کینیڈی نے صدارتی انتخابات میں فتح حاصل کی تو میرے والد پر تشنج کی کیفیت طاری ہو گئی۔ انہوں نے رچرڈ نکسن کی حمایت کی تھی۔ میرے استاد کینوین (Kenvin) نکسن کے طرفدار تھے۔ الیکشن کے دوسرے روز مسٹر کینوین نے ہمیں وہ خراشیں دکھائیں جو بقول ان کے جسم پر اس وقت آئی تھیں جب انہوں نے پولنگ بوتھ پر ڈیموکریٹ نمائندگان سے سوالات کیے (موصوف کو غالباً دھاندلی کا شبہ ہوا تھا) یہ دکھ کر بیٹسی اور میرے غصے کی انتہا نہ رہی اور میرے والد کو پختہ یقین ہو گیا کہ کینیڈی کی فتح شکاگو کے میئر رچرڈ ڈیلیز کی مشکوک گنتی کی مرہون منت تھی۔ سکول میں لنچ بریک کے دوان ہم نے میئر موصوف کے دفتر میں بذریعہ فون شکایت درج کرانے کا فیصلہ کیا ہماری ملاقات ایک نفیس خاتون سے ہوئی جس نے ہمیں تسلی دی کہ میئر صاحب تک ہماری شکایت پہنچا دی جائے گی۔

چند روز بعد ہمیں خبر ملی کہ ریپبلکن حضرات دھاندلی کو ثابت کرنے کے لئے رضا کاروں کی تلاش میں ہیں تا کہ رائے دہندگان کی فہرستیں چیک کی جا سکیں۔ بیٹسی اور میں نے فوراً اپنی خدمات پیش کر دیں ہم نے مطلوبہ جگہ پہنچ کر فہرستیں حاصل کیں۔ اس حلقے منزل تک لے جانے اور وہاں سے واپس لانے کی ہمیں یقین دہانی کرائی گئی۔ اس طرح اجنبی جگہ پر نامانوس افراد سے ہمارا سامنا ہوا۔ ہمیں ہدایت کی گئی کہ گھر گھر جا کر ووٹروں سے سوال کیا جائے اور فہرست کی سچائی پرکھی جائے میں نے بے خوفی سے احمقانہ انداز میں اپنی تفتیش کا آغاز کر دیا۔ فہرست میں درج شدہ ایڈریس پر پہنچنے میں میں کامیاب ہو گئی مگر جب میں دروازوں پر دستک دی تو مجھے بیہودہ آوازوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اکثر نے تو چلا کر دفاع ہو جانے کو کہا۔ میں ایک بار میں پہنچی تا کہ فہرست کے مطابق ووٹروں کی موجودگی چیک کر سکوں مگر مجھے اپنے سوالات کے جواب میں اظہار حیرت اور خاموشی کے سوا کچھ نہ ملا۔ آخر بار ٹینڈر نے مجھے ہدایت فرمائی کہ بار کا مالک موجود نہیں۔ لہٰذا مجھے اس وقت تشریف لانی چاہئے جب مالک موجود ہوں مجھے خوشی اس بات کی ہو رہی تھی کہ میں میئر کی بد دیانتی ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی مگر جب میں نے گھر لوٹ کر ساری روداد والد صاحب کے گوش گزار کی تو وہ غصے سے پاگل ہو گئے۔ غیر محفوظ مقام پر میرا تن تنہا جانا ان کے لئے ناقابل برداشت تھا انہوں نے فیصلہ کن انداز میں کہا کہ ہمارے چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہو گا، کینیڈی بہرحال صدر بن کر رہے گا۔

ہائی سکول کے آغاز میں مجھے اپنی عمر سے بڑی دکھائی دینے کا شوق تھا۔ اس سلسلے میں مجھے بالوں کا انداز تبدیل کرنا پڑا۔ جب مجھے آرائش گیسو کی ضرورت محسوس ہوتی تو ماں مجھے اپنی مہربان دوست امیلیا تولینڈ کے گھر لے جاتیں۔ وہاں باورچی خانے میں دونوں سہیلیوں کی گفتگو بھی جاری رہتی اور میرے بالوں کی تراش خراش سے بھی نمٹ لیا جاتا۔ امیلیا کسی زمانے میں مشاطہ رہ چکی تھی تاہم میں نے اپنی ماں سے درخواست کی کہ وہ مجھے کسی "سچ مچ" کے بیوٹی پارلر میں لے جائے۔ لہٰذا ہم اشیائے خوردنی کے سٹور کے پچھواڑے قائم شدہ بیوٹی پارلر میں پہنچے۔ میں نے "ماہر تجمیل" کو ایک تصور دکھائی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے اس تصویر جیسا بنا دیا جائے ماہر فن مصروف ہو گیا۔ ساتھ ہی وہ میری والدہ سے گفتگو بھی کرتا جاتا تھا۔ اچانک اس نے میرے سر کی دائیں جانب سے بالوں کی ایک بڑی سی لٹ کاٹ ڈالی میری چیخ، نکلتے نکلتے رہ گئی وہ اپنی کاروائی کا جائزہ لینے پر مجبور ہو گیا اور تاسف بھرے لہجے میں لب کشا ہوا۔ "میری قینچی پھسل گئی ہو گی اب مجھے دوسرا حصہ بھی اس کے برابر کرنا ہو گا"۔ میں نے دلی صدمے سے اپنی زلفوں کو غائب ہوتے دیکھا اس ہنرمندی کے نتیجے میں میرا سر آرٹی چوک (Arti Choke) جیسا نظر آنے لگا۔ والدہ مجھے تسلیاں دے رہی تھی، مگر میں جانتی تھی کہ میری زندگی برباد ہو گئی ہے۔ میں کئی روز تک گھر میں قید ہو کر رہ گئی تھی، آخر کار میں نے سوچا کہ مصنوعی بالوں کی چٹیا سے قینچی پھسل جانے والے حادثے کو چھپایا جا سکتا ہے میں نے اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے بعد مسرور و مطمئن ہو کر درس گاہ جا پہنچی میری دیرینہ دوست رکی Ricky میری چٹیا کھینچ لیا کرتی تھی۔ اس روز جب رکی نے حسب عادت چٹیا کھینچی تو مصنوعی چٹیا ہی اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ آج بھی ہم میں دوستی کا رشتہ محض اس لئے قائم ہے کہ اس روز رکی نے میری اذیت میں مزید اضافہ کرنے کے بجائے یہ کہہ کر مذکورہ چٹیا میرے حوالے کر دی، سوری یار! میں نے تمہارے سر کی کھال اتار لی۔" یوں دوسروں کے سامنے میں مکمل تماشا بننے سے بچ گئی۔

1960ء کے میرے ہائی سکول کے دور اور فلم گریس Grease یا ٹی وی شو "سنہرے ایام" (Happy Days) میں گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ میں مقامی کلب کی صدر چنی گئی۔ مجھے ٹین آئیڈل (Teen Ideal) سے بھی نوازا گیا جس میں دو لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ ہمارے سکول میں طلباء کے واضح طور پر مختلف گروہ تھے، جن میں ان کے معاشرتی مقام کا اظہار ہوتا تھا۔ بعض جگہیں ایسی تھیں جہاں جانے کی میں جرأت نہیں کر

PDF KI DUNY

قسط نمبر 3

ویلز لے درس گاہ برائے خواتین نے نہ صرف مجھے عمر بھر کا ساتھ دینے والے دوست فراہم کیے۔ بلکہ قلب و نظر میں وسعت بھی عطا کی۔ فرنٹ لائن ٹی وی نے ہماری کلاس کو "کریم آف دی کریم" قرار دیا جو کانوں میں رس گھولنے والا فقرہ تھا۔ مذکورہ درس گاہ نے خواتین کو آزادانہ فیصلے کرنے اور ہر میدان میں کود پڑنے کے قابل بنا دیا۔ مخلوط تعلیمی درس گاہ میں غالباً یہ ممکن نہ تھا کیونکہ لڑکوں کی عدم موجودگی سے ہمارے فرار کے راستے بند تھے اور ہر چیلنج کا مقابلہ ہمیں خود کرنا پڑتا تھا۔ کلاس میں بن سنور کو پہنچنے کی فکر بھی دامن گیر نہیں ہوا کرتی تھی۔ جب میں نے 1965ء میں داخلہ لیا تو درس گاہ طالبات کے والدین کی نیابت کا کردار ادا کیا کرتی تھیں۔ دو بجے تا ساڑھے پانچ بجے کے علاوہ کمروں میں لڑکوں کا داخلہ ممنوع تھا صرف اتوار کے روز مہمانوں کی آمد کا باقاعدہ اندراج ہوتا اور ہمیں یہ بھی بتا دیا جاتا کہ آنے والا مرد ہے یا عورت۔ مونث کے لئے وزیٹر (Vistor) کا لفظ استعمال کیا جاتا اور مذکر کے لئے کالر (Caller)۔ رفتہ رفتہ ماحول نسبتاً آزاد ہو گیا اور کالج انتظامیہ کے رویئے میں نرمی آ گئی اور ہم سے "بالغوں" کا سا سلوک ہونے لگا۔ لیکن آج جب میں مخلوط تعلیمی ادارے میں لڑکوں اور لڑکیوں کو محو راز و نیاز دیکھتی ہوں تو سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہوں کہ ان کو تعلیم کی طرف توجہ دینے کا وقت کب ملتا ہو گا۔

میں اپنی تعلیم کے پہلے سال ہی میں نوجوان ریپبلکنز کی صدر چن لی گئی تاہم جنگ ویتنام اور سول رائٹس کے متعلق میرے دل میں شکوک و شبہات گھر کر رہے تھے۔ میں نے نیو یارک ٹائمز کا مطالعہ بھی شروع کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ مجھے احساس ہونے لگا کہ میرے خیالات ریپبلکن پارٹی سے ہم آہنگ نہیں ہیں، لہٰذا میں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا میری دوست اور نائب صدر بیٹسی گرفتھ صدر بن گئی اور اس کا رشتہ ریپبلکن پارٹی سے استوار رہا۔

آج کی نوجوان امریکی نسل کو یہ سمجھانا بہت مشکل ہے کہ اس دور میں ہم پر جنگ ویتنام کا کس قدر پریشان کن بوجھ تھا۔ ہمارے والدین نے دوسری عالمی جنگ کا زمانہ دیکھا تھا اور پرل ہاربر پر بمباری کے بعد عوام کے بلند حوصلوں اور ذہنی ہم آہنگی کی داستانیں ہمارے گوش گزار ہوا کرتی تھیں، یعنی پوری قوم جنگ پر متفق تھی: تاہم ویتنام کے متعلق قوم اتفاق رائے سے محروم تھی۔ اس طرح ہمارے احساسات بھی الجھنوں کا شکار تھے یہی موضوع دوست احباب میں زیر بحث رہتا اس سلسلے میں سرکاری ڈرافٹ سے اتفاق اور اس کی مخالفت کرنے والوں سے بھی ہم آگاہ تھے۔

یہ بحث بھی ہوتی کہ اگر ہم مرد ہوتیں تو کیا کرتیں۔ بہر حال یہ غیر یقینی اور گومگو کی کیفیت بڑی بیزار کن تھی۔ ویتنام کے موضوع نے نہ صرف جنگی رویئے کی (نئی) وضاحت کر دی، بلکہ فرائض و حب الوطنی کے متعلق بھی اسی تناظر میں اظہار خیال ہونے لگا سوال یہ تھا کہ کیا تم امریکی مفادات کے خلاف ناانصافی پر مبنی جنگ لڑ کر ملکی وقار میں اضافہ کر رہے ہو؟ یا اگر اس سے گریز کرتے ہو تو کیا تم حب الوطنی سے محروم ہو؟ میں ایسے لاتعداد طلباء سے واقف ہوں جنہوں نے اس جنگ کے خلاف احتجاج کیا لیکن وہ سوال کے بغیر حکم ماننے والوں یا تعمیل ارشاد کے بعد سوال کرنے والوں ہی کی طرح وطن سے محبت کرنے والے تھے غور و فکر کرنے والوں کے پاس اس کا آسان جواب نہیں تھا اور اظہار حب الوطنی کے مختلف طریقے تھے بعض قلمکاروں نے سارے واقعے کو 1960ء کی ضرورت قرار دے کر اس عہد کی شدت اذیت کو کم کرنے کی کوشش کی ہے تاہم بعض حضرات اس تکلیف دہ تاریخ کو از سر نو لکھنا پسند کریں گے اور ساری بحث کو غیر ضروری قرار دینے کی کوشش بھی فرمائیں گے لیکن میرے خیال میں ویتنام کی بڑی اہمیت تھی اور اس نے ہمارے ملک کو ہمیشہ کے لئے بدل کے رکھ دیا۔

1968ء کا سال ملکی اور میرے ذاتی سیاسی ارتقا کے لئے اہم ثابت ہوا۔ لنڈن جانسن کی صدارت سے کنارہ کشی، مارٹن لوتھر کنگ جونیئر اور رابرٹ کینیڈی کا قتل پھر جنگ ویتنام کا بے چینی سے بھرپور عروج ...... میں گولڈ واٹر گرل سے جنگ کے خلاف احتجاج کرنے والے ڈیموکریٹک سیاست دان میکارتھی کی ہم نوا ہو چکی تھی۔ منی سوٹا کے مذکورہ سینیٹر نے جانسن کی صدارتی مہم کو آغاز میں چیلنج کیا تھا۔ اگرچہ میں جانسن کی ان کامیاب خدمات کی مداح تھی جو اس نے اندرون ملک انجام دی تھیں تاہم مذکورہ جنگ کی حمایت اس کی تباہ کن غلطی تھی۔ میں نے اس معاملہ میں جوش و خروش سے حصہ لیا۔

4 اپریل 1968ء کو ڈاکٹر کنگ کے قتل نے میرے غم و غصے میں بے پناہ اضافہ کیا۔ بعض شہروں میں آتش فساد بھڑک اٹھی۔ دوسرے روز میں نے احتجاجی اور ماتمی مظاہرہ میں شرکت کی اور امریکہ کے آنے والے مستقبل کا سوگ منایا۔ ویلز لے میں داخلہ لینے سے پیشتر میں صرف اپنے باپ کے کاروباری اور گھریلو ملازم افریقہ نژاد امریکیوں سے واقف تھی۔ میں نے ڈاکٹر کنگ کی تقریر بھی سن رکھی تھی تاہم کالج جانے تک میرا کوئی سیاہ فام دوست نہیں تھا۔ گرین وینمنسن آزاد ذہن کی مالک طالبہ میری پہلی دوست بنی تاہم یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ ہمیں اپنے اپنے سیاہ سفید پس منظروں کا احساس ضرور تھا مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ میری دوست نے اپنے والدین سے کہا

PDF KI DUNY

لئے قانون شکنی کی نوبت تک آئی ۔ قانون لاگو کرنے والے بعض اوقات، آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے مخالفت کرنے والوں اور مجرموں میں امتیاز کرنے میں ناکام رہے نکسن انتظامیہ کے عہد میں جاسوسی اور کاؤنٹر انٹیلی جنس کا جال اندرون ملک اس حد تک پھیل گیا کہ لگتا تھا جیسے ہماری حکومت اپنے ہی لوگوں کے خلاف برسر پیکار ہو۔ ہماری درسگاہ میں زیر تعلیم طلباء وطالبات ملکی حالات سے مضطرب تھے۔ ان کو تامل کیا جاتا تھا کہ درس گاہ کے ماحول سے باہر نکل کر تعلیمی نظریات کو عملی جامہ پہنائیں لیکن 1970ء کے اپریل میں حقائق نے اس وقت دم توڑ دیا جب بلیک پینتھرز کے آٹھ افراد پر ان کے لیڈر بوبی Bobby سمیت، نیوہیون New Heven میں قتل کا مقدمہ چلایا گیا۔ ہزاروں غصیلے مظاہرین کو یقین تھا کہ یہ سب حکومت اور ایف بی آئی کا ''کھیل'' ہے لہٰذا انہوں نے شہر پر یلغار کر دی۔ کیمپس میں یوم مئی کے موقع پر پینتھرز کے حق میں مظاہرے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اچانک 27 اپریل کی رات کو ہماری انٹرنیشنل لائبریری میں شعلے بھڑک اٹھے طلباء نے پانی بھری بالٹیوں سے آگ پر قابو پایا لیکن بیشتر کتب نذر آتش ہو گئیں ۔ ہمارے ڈین مسٹر پولاک کو سال بھر کے لئے 24 گھنٹے چوکیداری کا اہتمام کرنا پڑا۔

صدر نکسن نے کمبوڈیا میں امریکی فوج بھیجنے کا اعلان کیا جو جنگ ویتنام کو پھیلانے والی بات تھی۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف یوم مئی کے مظاہرے میں شدت آ گئی بلکہ بلیک پینتھرز کے حق میں منصفانہ کارروائی کی شدید مخالفت کی۔ ییل انتظامیہ نے صبر وتحمل کا رویہ اپنایا۔ عزت مآب کوفن صاحب حکمرانوں پر تنقید کی وجہ سے قومی لیڈر بن گئے۔ موصوف سیاہ فاموں پر چلائے جانے والے مقدمات میں انصاف پروری کے حامی تھے۔ 4 مئی کو نیشنل گارڈز نے اوہائیو یونیورسٹی کے چار طلباء کو گولیوں سے اڑا دیا ان کی لاشوں کا منظر میرے لئے ناقابل برداشت تھا میں روتی چلاتی باہر نکل گئی جہاں پروفیسر فرٹز کیسلر نے مجھے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ ''میرے لئے یہ خونی مناظر غیر معمولی نہیں۔''

میں نے قانون کے مطابق طلباء کے کنونشن سے خطاب کرنا تھا جہاں میں نے اپنے جذبات کا کھل کر اظہار کیا اور دلائل سے ثابت کر دیا کہ جنگ ویتنام کا پھیلاؤ غیر آئینی ہے اور مذکورہ طلباء کی ہلاکت نے ییل کے اسٹوڈنٹس کو کسی حد تک متاثر کیا ہے۔ نکسن نے مظاہرہ کرنے والے طلباء کو ''بے مغز'' قرار دیا تھا تاہم ہمارے قول وفعل سے اس کی نفی ہو گئی۔

میرین رائٹ سیاہ فام خاتون نے 1963ء میں ییل سے قانونی سند حاصل کی اور مسِس پی بار میں شامل ہونے والی پہلی سیاہ فام وکیل کا اعزاز حاصل کیا۔ موصوفہ میرے لئے مثالی کردار بن گئی، کیونکہ اس نے اپنی زندگی کو بارہا خطرے میں ڈال کر شہریوں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ میرین سے میرا تعارف اس کے خاوند پیٹر ایڈلمین کے ذریعے ہوا۔ بعد ازاں پیٹر کے توسط سے میری ملاقات سمارٹ اور مسحور کن شخصیت کے حامل ورنن جورڈ Vernon Jordon سے ہوئی جو بعد میں میرا اور میرے خاوند کا قابل اعتماد دوست بنا۔

مجھے اپنے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کے لئے نوکری کی تلاش تھی۔ میرین نے میرے لئے مہاجرین کے بچوں کی صحت وتعلیم پر تحقیق کا اہتمام کیا۔ اس تحقیق کے دوران مجھے ان مفلس بچوں کی ضروریات کا حقیقی احساس ہوا۔ یہ بچے تنگی ترشی میں بنیادی ضروریات سے محروم زندگی بسر کر رہے تھے اور والدین کی شفقت ومحبت سے بھی محروم نہیں تھے۔

1970ء اپنے دوسرے تعلیمی سال میں، میں نے اس بات پر بھرپور توجہ دینے کا فیصلہ کیا کہ قانون، بچوں کو کیسے متاثر کرتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے ''فیملی لا'' میں بچوں کے حقوق وضروریات کو تحفظ دیا گیا ہے، والدین کے فیصلوں کو سوائے چند مستثنیات کے حتمی قرار دیتا ہے لیکن 1960ء کی عدالتوں نے ایسے دیگر حالات بیان کئے جن میں والدین کے علاوہ بچوں کے حقوق بھی پائے جاتے ہیں مجھے اساتذہ نے تحریک دی کہ میں بچوں کے معاملات کا گہرا مطالعہ کروں اس طرح میں نے مطالعاتی مرکز میں بچوں کی صحت کے متعلق بھی تحقیق کام کیا میرے ایک شریک کار نے ثابت کیا کہ بچوں کے حقوق کی پامالی کی صورت میں ان کو خصوصی وکیل درکار ہوتا ہے۔

''قانون کے زیر سایہ بچے''۔ کے عنوان میں میرا پہلا مضمون 1974ء میں ہاورڈ ایجوکیشنل ریویو میں شائع ہوا۔ یہ مضمون میرے اپنے تجربات ومشاہدات کا نتیجہ تھا۔ قابل صد افسوس حقیقت یہ ہے کہ بعض والدین بچوں کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہیں۔ میں نے ان بچوں کی بے رحمی سے پٹائی ہوتے دیکھی۔ ان کو جلایا گیا یا قید تنہائی میں رکھا گیا۔ اب ریاست کا فرض ہے کہ بچوں کو محبت بھرا گھریلو ماحول فراہم کرے۔

اکثر مجھے اپنی ماں کا خیال آیا جسے بری طرح نظر انداز کیا گیا تھا اور دوسرے خاندانوں کے شفقت بھرے ماحول نے اس خلا کو پر کیا جس میں میری والدہ ڈوب گئی تھی اور بعد میں میری ماں نے اپنے عمل سے اس کا بدلہ اتارا۔

مذکورہ مضمون لکھنے کے 20 برس بعد قدامت پرست پیٹ بکانن لیبرلین کوئیل اور بکائن جیسی ہستیوں نے میرے

قسط نمبر5

بل کلنٹن سے پہلی ملاقات

بل کلنٹن سے میری پہلی ملاقات 1970ء میں اس وقت ہوئی جب میں نے ییل (Yale) لاء سکول میں داخلہ لیا۔اس دور میں بلاشبہ بل کلنٹن کونظر انداز کرنا ایک مشکل کام تھا۔وہ ان دنوں بل لاء سکول پہنچے تھے اور رھوڈز کے اسکالرکی بجائے کوئی بحری قزاق لگتے تھے۔وہ ایک بلند قامت،خوبصورت انسان تھے۔سرخی مائل داڑھی کے علاوہ انتہائی احتیاط سے سنوارے ہوئے بال بھی ان کی شخصیت کا حصہ تھے۔

میں نے انہیں سب سے پہلے لاء اسکول لاونج میں طلباء کے ایک گروہ سے خطاب کرتے ہوئے دیکھا۔میں جب ان کے قریب پہنچی تو ان کو کہتے ہوئے سنا۔اورصرف یہی نہیں ہم نے سائز میں دنیا کے سب سے بڑے ''تربوز'' بھی اگائے ہیں۔

میں نے اپنی دوست سے پوچھا۔''یہ کون ہے؟''اس نے جواب دیا۔یہ بل کلنٹن ہیں۔ان کا تعلق آرکنساس سے ہے اوروہ ہمیشہ ایسی ہی باتیں کرتے رہتے ہیں۔

کیمپس میں میرا بل کلنٹن سے کئی بار آمنا سامنا ہوامگر ہماری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب میں ایک رات لائبریری میں مطالعہ میں مصروف تھی۔بل اس وقت ہال میں کھڑے ہوئے دوسرے طالب علم سے مصروف گفتگو تھے۔میں نے محسوس کیا،وہ مجھے مسلسل گھورر ہے ہیں۔میں اپنی ڈیسک سے اٹھ کران کے پاس گئی اوران سے کہا۔''اگرآپ مسلسل مجھے دیکھتے رہیں گےتو میں ادھرادھر دیکھنا شروع کردوں گی۔ہمیں ایک دوسرے سے اپنا تعارف کرا دینا چاہئے۔میں ہیلری روڈھم ہوں۔اس لمحے کلنٹن اس بری طرح گھبرا گئے تھے کہ وہ اپنا نام بھی بھول گئے تھے۔

میری کلنٹن سے دوبارہ بات چیت اس وقت تک نہیں ہوئی جب 1971ء کے موسم بہار میں ہماری کلاسوں کا اختتام نہیں ہوگیا۔اتفاق سے میں اورکلنٹن کلاس میں ایک ساتھ باہر نکلے۔انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں جارہی ہوں۔میں نے جواب دیا میں نئے سمیسٹر کی کلاسوں میں شرکت کے لئے دستخط کرنے رجسٹرار کے دفترتک جارہی ہوں۔بل نے مجھ سے کہا کہ وہ بھی رجسٹرار کے دفتر تک جارہا ہے۔ہم جب قطار میں لگ کر رجسٹرار تک پہنچےتو رجسٹرار نے بل کو دیکھ کرکہاتم یہاں کیا کررہے ہو،تمہارا نام تو پہلے ہی رجسٹر ہو چکا ہے مجھے اسے وقت بے ساختہ ہنسی آگئی جب بل نے کہا کہ وہ میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا ہے میں نے انہیں اس وقت اپنی اس پارٹی میں مدعو کرلیا جومیرے ساتھیوں نے اس رات میرے کمرے میں منعقد کررکھی تھی۔

اس رات بل ہماری پارٹی میں آئے،مگر زیادہ وقت خاموش رہے۔میں یہی سمجھی کہ وہ شرمیلے ہیں۔اس موقع پر مجھے اس بات کی کوئی امید نہیں تھی کہ شوہراور بیوی کی حیثیت سے ہماراکوئی جوڑابھی بن سکے گا۔اس تقریب کے بعدایک ہفتے کے لئے میں تعطیل پرچلی گئی۔

ان دنوں میرا ایک بوائے فرینڈ تھا اورہم نے شہر سے باہر ویک اینڈ گزارنے کا پروگرام بنا رکھا تھا،جب اتوارکو ویک اینڈ گزار کر میں ییل واپس آئی تو بل نے مجھے فون کیا۔مجھے خراب موسم کی وجہ سے سردی لگ چکی تھی اور میں بری طرح کھانس اور چھینک رہی تھی۔

''تمہاری آوازاتنی خراب کیوں ہورہی ہے؟''اس نے کہا۔''پھر 30 منٹ کے بعد بل نے میرے دروازے پر دستک دی۔وہ اپنے ساتھ مرغی کا سوپ اورسنگترے کا جوس لے کرآئے تھے۔بل میرے کمرے میں داخل ہوئے اورگپ شپ شروع کردی۔بل نے افریقی ممالک کی سیاست سے امریکی ریاست اورمغربی موسیقی تک پر بات کرڈالی۔

میں نے بل سے پوچھا کہ وہ میری پارٹی میں اتنے خاموش کیوں تھے۔بل نے جواب دیا،کیونکہ میں آپ کے ور آپ کے دوستوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتا تھا۔میں نے اس دن کے بعد سے محسوس کرنا شروع کردیا کہ آرکنساس سے تعلق رکھنےوالا یہ نوجوان اس تاثر سے قطعی مختلف ہے جو پہلی ملاقات کے بعد میں نے اس کے بارے میں قائم کیا تھا۔اس دن کے بعد سے بل نے مجھے سے اپنے نظریات اورخیالات کے متعلق زیادہ سے زیادہ گفتگوکرنی شروع کردی۔میں ان کے سوچنے اوردیکھنے کے اندازکوپسند کرنے لگی تھی ایک اورچیز جس نے مجھے متاثر کیاوہ بل کے ہاتھ تھے ان کی کلائیاں بہت پتلی پتلی اورنازک تھیں ایسی انگلیاں عموماً پیانو بجانے والے یا سرجنوں کی ہوتی ہے جب پہلی بار ایک طالب علم کی حیثیت سے میں نے انہیں دیکھا تھا تو مجھے وہ ایک کتاب کے ورق الٹتے ہوئے بہت اچھے لگے تھے،ہم دونوں ہی ایک دوسرے کوپسند کرنے لگے تھے میں نے قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد اپنے عزائم کے بارے میں انہیں بتایا ایک قانون دان کی حیثیت سے میں بچوں سے متعلق امورکی وکالت اورشہری آزادیوں کے امور میں اس کا ساتھ بھی دے سکوں گی یا نہیں؟ یہ میں نہیں جانتی تھی؟

UrduPoint.com
PDF KI DUNYA

قسط نمبر 7

کلنٹن بحیثیت گورنر

کلنٹن کی 1976ء میں بحیثیت گورنر آرکنساس پہلی فتح غیر متوقع نہیں تھی۔اس سے پیشتر وہ مئی میں ابتدائی الیکشن میں فتح یاب ہو چکا تھا اور ریپبلکن کا کوئی امیدوار اس کے مدمقابل نہیں تھا تاہم اس سال کا اہم ترین واقعہ جمی کارٹر اور جیرالڈ فورڈ کے مابین صدارتی مقابلہ تھا۔جمی کارٹر سے ہماری ملاقات ہو چکی تھی۔اس نے بل کی حمایت کے لئے 1974ء میں اپنے دو نمائندے بھیجے تھے۔گویا قومی سیاسی منظرنامے پر اس کی نگاہ تھی۔اس نے اپنا تعارف مجھے ان الفاظ میں کرایا تھا۔"ہے!میں جمی کارٹر ہوں اور امریکہ کا صدر بننے والا ہوں۔"اس لمحے سے میں نے اس کی گفتگو توجہ سے سننی شروع کر دی تھی۔وہ جانتا تھا کہ واٹرگیٹ کے بعد والے سیاسی حالات سے باہر نکلنے کے امکانات روشن ہیں۔جو جنوبی ریاستوں کو متاثر کر سکتے ہیں اس میں صدارتی مہم کے لئے مطلوبہ اعتماد بھی تھا۔اسے یہ بھی علم تھا کہ صدر فورڈ کا نکسن کو معاف کر دینا ڈیموکریٹس کے مفاد میں ہوگا۔

میٹنگ کے بعد کارٹر نے مجھ سے کہا۔"میرے لئے کوئی نصیحت وغیرہ"میں نے جواب دیا۔"لوگوں کو بار بار کہا جائے کہ آپ صدر بننے والے ہیں۔"یہ سن کر کارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔"ضرور"

الیکشن میں بل کی یقینی شمولیت کی بنا پر ہم نے کارٹر کی ہم میں بے فکری سے حصہ لیا۔ازاں بعد 2 ہفتے کی سیر و تفریح کے لئے ہم گرینکا کے شہر باسک ٹاؤن جا پہنچے جہاں کے خونی مناظر کو پکاسو نے اپنی تصاویر کا موضوع بنایا تھا۔1937ء میں فاشسٹ ڈکٹیٹر جنرل فرانکو نے ہٹلر کی فضائیہ کو مدعو کر کے شہر کو ملیامیٹ کرا دیا تھا۔پکاسو نے ان خوفناکیوں کو تصاویر میں قید کر لیا۔میں نے جب مذکورہ علاقے کی سیر کی تو اگرچہ عمارات کی تعمیر ہو چکی تھی تاہم فرانکو کے جرائم میرے دل و دماغ پر نقش ہو گئے۔ہم واپس آئے تو بل کو آرکنساس میں صدارتی مہم کا سربراہ بنا دیا گیا اور مجھے انڈیا میں اہم کام سونپا گیا جو ریپبلکن کے زیر اثر ریاست تھی۔کارٹر کو یقین تھا کہ اس کا زراعت سے تعلق رکھنے والا پس منظر رائے دہندگان کو متاثر ضرور کرے گا۔انڈیا میں مجھے تلخ تجربات بھی ہوئے۔ایک روز میں نے کارکنان کی میٹنگ میں صورت حال کی وضاحت طلب کی۔پہلے تو سب خاموش رہے۔میرے اصرار پر ایک شخص نے اٹھ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور غصیلے لہجے میں کہا۔"بکواس بند کرو،یہ کام ہمارا ہے اور ہم ہی اسے انجام دیں گے"۔

میں نگاہوں کا مرکز تھی۔میرا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تاہم میں نے حوصلہ کر کے اپنی گردن آزاد کرائی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔"مسٹر!پہلی بات یہ ہے کہ آئندہ مجھے چھونے کی جرأت نہ کرنا اور دوسری یہ کہ اگر تم اتنی پھرتی سے میرے سوالات کا جواب دیتے جتنی پھرتی تم نے ابھی دکھائی ہے تو میرا کام آسان ہو چکا تھا میرے گھٹنے کانپ رہے تھے،تاہم میں اٹھ کر باہر چلی گئی انڈیا میں کارٹر کو فتح نصیب نہ ہو سکی تاہم بحیثیت مجموعی جیت کارٹر ہی کی رہی اٹارنی جنرل کی حیثیت سے بل کی تنخواہ 26 ہزار پانچ سو ڈالر ہو چکی تھی مجھے خدشہ تھا کہ بحیثیت وکیل میں اپنے خاوند کے راستے میں حائل نہ ہو جاؤں،لہٰذا میں نے پرائیویٹ ادارے میں ملازمت اختیار کر لی۔

"روز لاء فرم" کے حصے دار وِنز فوسٹر سے میری واقفیت بھی تھی۔میں نے فوسٹر کے تعاون سے وکلاء کے مفاد میں بہت کام کیا تھا۔1976ء کے الیکشن کے بعد ونز فوسٹر اپنے ایک شریک کار کے ہمراہ نوکری کی پیشکش لے کر میرے پاس آیا جو ہر لحاظ سے مناسب تھی یعنی اٹارنی جنرل کی بیوی کی حیثیت سے میرے لئے وہ کام غیر قانونی نہیں تھا مذکورہ ادارے میں کوئی خاتون وکیل نہیں تھی۔1940ء میں صرف ایک خاتون کلرک نے ادارے میں ملازمت کی تھی۔بہر حال ادارے کے 15 وکلاء سے میرا تعارف کرایا گیا اور میں نے لٹی گیشن سیکشن میں کام کا آغاز کر دیا،جس کا سربراہ فل کیرول بہترین وکیل،خوشگوار شخصیت کا مالک انسان اور بہترین دوست ثابت ہوا منحصر یہ کہ بوقت ضرورت اس پر بھروسہ کیا جا سکتا تھا بل اور ونز بچپن کے دوست تھے اور اس دوستی کے ڈانڈے آباؤ اجداد کے زمانے سے جا ملتے تھے۔بل نے جب اٹارنی جنرل کا الیکشن لڑا تھا ونز اس کا طاقتور حمایتی تھا اپنا پہلا مقدمہ میں نے خود لڑا،جس میں ایک مدعی کے خلاف میں نے کینبن کمپنی کا دفاع کیا۔ہوا یوں کہ ایک شخص نے ڈنر کے لئے کینبن کھولا تو اس میں چوہے کی دم نکلی۔مدعی کے بقول نے اس بند ڈبے کی خوراک تو نہ کھائی،مگر اس کی طبیعت اس قدر مکدر ہو گئی کہ وہ اپنی محبوبہ کا بوسہ نہ لے سکا مقدمے کی کارروائی کے دوران بھی مذکورہ مدعی رومال میں تھوکتا رہا اور اس کی حالت بڑی خراب دکھائی دیتی رہی۔کمپنی نے زرتاوان دینے سے دو وجوہات کی بنا پر انکار کر دیا۔پہلی یہ کہ ڈبے کی خوراک مدعی کے معدے میں نہیں گئی تھی،لہٰذا نقصان کی ذمہ داری خوراک پر عائد نہیں ہوتی تھی،دوسری زیر بحث شئے دنیا کے بیشتر ممالک میں بطور خوراک استعمال کی جاتی تھی میں اگرچہ قدرے پریشان سی تھی تاہم مقدمے کی کارروائی ہمارے حق میں رہی اور مدعی کو معمولی سی رقم دے کر مقدمہ خارج کر دیا گیا

PDF KI DUNYA

ایک عام ماں کی طرح گلی محلے میں وو‌ٹروں سے محو کلام ہوتی اور ان میں گھل مل جاتی۔ اس کا بڑا خوشگوار اثر ہوا اور 1982ء میں نسبتاً زیادہ تجربہ کار اور سنجیدہ گورنر آرکنساس کو ملا بل نے کام کا آغاز پہلے جوش وخروش سے کیا۔ آرکنساس ایک غریب ریاست تھی اور کرنے کو بہت کچھ تھا میں تندہی سے اپنے خاوند کا ساتھ دیا حفظان صحت کے لئے مراکز کھول گئے دیہاتی علاقے میں ڈاکٹروں نرسوں کی خدمات کو عام کیا گیا سابقہ گورنر وہائٹ کی پالیسیوں کے برعکس ریاست میں تعلیمی اداروں پر سب سے زیادہ توجہ دی گئی ایجوکیشن سٹینڈرکمیٹی کا قیام عمل میں آیا جس کی سربراہی مجھے سونپی گئی میں نے کافی لیت ولعل کے بعد یہ ذمہ داری قبول کی۔

سکولوں کی حالت سدھارنے کے لئے ٹیکس میں اضافہ ضروری تھا جو "سیاسی رسک" کے زمرے میں آتا تھا۔ اس میں ہمیں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر بل تعلیمی اصلاحات کا فیصلہ کر چکا تھا اور میں صدق دل سے اس کے ساتھ تھی بعض اوقات مجھے تضحیک کا نشانہ بھی بننا پڑا ایک بڑی میٹنگ میں لائیڈ جارج نے تو یہاں تک کہا کہ شاید ہم غلط کلنٹن کا انتخاب کر بیٹھے ہیں بہر حال تمام تر مخالفوں کے باوجود ہمیں کامیابی نصیب ہوئی اور بل کی گورنری کے اختتام پر ایسا منصوبہ سامنے آیا جس سے تعلیمی معیار بلندیوں کو چھونے لگا اس وقت میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جب صدر ریگن کے ایجوکیشن سیکرٹری ٹریل بیل (Terrel Bell) نے تعلیمی نظام کے سلسلے میں آرکنساس کی تعریف کرتے ہوئے بل کو پر اثر ایجوکیشن لیڈر کے نام سے یاد کیا۔

اس کامیابی کی خوشی پر اس وقت اوس پڑ گئی جب بل کا بھائی راجر منشیات کیس میں ملوث پایا گیا۔ پولیس چیف نے بل کو مطلع کیا کہ راجر کو کس وقت بھی گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ گورنر نے جواباً قانونی تقاضے پورے کرنے کی ہدایت کی راجر جیل جا سکتا تھا یا کوکین کے استعمال سے اس کی موت بھی واقع ہو سکتی تھی تاہم بل نے ورجینیا کو اس ناخوشگوار خبر سے ناآشنا رکھا اور آخر کار راجر گرفتار ہو گیا ورجینیا کو یہ دکھ تھا کہ ہم نے عملاً اسے اندھیرے میں رکھا راجر کو سزا ہوئی تاہم سزا بھگتنے سے پیشتر وہ "اصلاحی مشاورت" کے لئے راضی ہو گیا۔ بل کو پہلی بار پتہ چلا کہ راجر اپنے والدین سے سخت متنفر تھا اور باپ کی شراب نوشی نے بیٹے کو برباد کر دیا تھا اس خاندانی مصیبت کا ہمیں مردانہ وار مقابلہ کرنا تھا ایسی مصیبتیں عموماً شادیوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔

1987ء میں ڈیموکریٹک پارٹی کے چند سرکردہ افراد نے بل کو قائل کرنا شروع دیا کہ رونلڈ ریگن کے عہدہ صدارت کے اختتام پر 1988ء میں وہ خود صدارتی امیدوار کی حیثیت سے امنے آئے۔ ہم میاں بیوی کا خیال تھا کہ ڈیل بمپرز Dale Bumpers مناسب ترین امیدوار ہوگا اور وہ صدارت کے لئے میدان میں آجائے گا۔ اس کا گورنری کا ریکارڈ بہت اچھا تھا تاہم مارچ میں اس نے اس کے برعکس فیصلہ کیا۔

بل کی دلچسپی بڑھ گئی، تاہم میں اس کے خلاف تھی۔ ہمارے سامنے بش تھا، جسے شکست دینا مشکل نظر آرہا تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور وجہ بھی تھی کہ بل 1986ء میں چوتھی مرتبہ گورنر بنا تھا تا ہم وہ ڈیموکریٹک چیئرمین کے عہدے پر فائز نہیں ہوا تھا۔ ہمارے خاندانی حالات بھی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ بل کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا میں نے اسے فیصلے کے لئے آخری تاریخ دے دی لیکن بل کے صدارتی مہم میں حصہ نہ لینے کی بڑی وجہ ہماری بیٹی چیلسی ثابت ہوئی۔

کارل ویگنر ایک تجربہ کار ڈیموکریٹ تھا جو اتفاق سے ایک بچی کا باپ بھی تھا۔ اس نے بل کو دلیل پیش کی کہ وہ چیلسی کو عملی طور پر یتیم کر دے گا۔ ہم نے چھٹیوں کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ چیلسی نے جب اس سلسلے میں باپ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔ "بیٹی! اگر میں صدارتی امیدوار بن گیا تو ہم چھٹی پر نہیں جا سکیں گے"۔
پھر میں اور ماما آپ کے بغیر چھٹیاں منانے چلے جائیں گے"۔ چیلسی نے جواب دیا جس سے بل نے فیصلہ کر لیا کہ وہ صدارتی الیکشن میں حصہ نہیں لے گا۔

چیلسی شعور کی آنکھ کھول چکی تھی اور ہم نے اسے آنے والے وقت کے لئے تیار کر دیا تھا، لیکن وہ اپنے مزاج کی انوکھی لڑکی تھی۔ ایک روز میں مرغابیوں کے شکار کے لئے چلی گئی۔ چیلسی کو خبر ہوئی تو اس نے کہا۔ "ماما! آپ معصوم مرغابیوں کو مارنے کے شوق میں مجھے چھوڑ کر چلی گئیں"۔ میں نے اسے منانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ مگر وہ سارا دن مجھ سے روٹھی رہی۔

1990ء میں بل ایک بار پھر گورنر منتخب ہوا تو ملک بھر کے ڈیموکریٹس نے اسے صدارتی انتخاب میں حصہ لینے کے لئے قائل کرنا شروع کر دیا۔

جارج ایچ ڈبلیو بش کی خلیجی جنگ میں کامیابی سے انکار کی گنجائش نہیں تاہم ملک کے اندر بطور خاص اقتصادی پالیسی تسلی بخش نہیں تھی۔ ستمبر 1989ء میں جب بش (سینئر) نے ورجینیا میں گورنروں کی کانفرنس بلائی تھی تو مجھے ان سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا تھا۔ مجھے افسوس ہوا کہ وہ امریکیوں کے بیشتر مسائل سے بے خبر تھا۔ نوزائیدہ بچوں کے معاملات سے تو وہ بالکل نابلد تھا تایا کہ اس معاملے میں ہمارا نمبر اٹھارہواں ہے اور جاپان، کینیڈا اور فرانس ہم

قسط نمبر 9

حریفوں نے ہم پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ بل نے اپنے عہد گورنر میں ''روز لاء فرم'' کو بہت زیادہ مالی فائدہ پہنچایا تا کہ اس کی بیوی کی آمدنی میں اضافہ ہو سکے۔ یہ الزام تراشی بے بنیاد تھی اور اس سلسلے میں طویل بحث ہوئی۔ میں یہودیوں کے فعال کردار کے حق میں تھی جسے خواتین نے بے حد سراہا تاہم تنقید نگاروں نے بہت زہر اگلا۔ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ ہماری بیٹی چیلسی پر اس کا کیا اثر ہوگا، کیونکہ بعض نقادوں نے مجھے باغی قرار دیا اور بعض نے امریکی ماؤں کے لئے مجسم توہین۔ میرے خیال میں تنقید کی سچائی کو فوراً تسلیم کر لینا چاہئے اور فضولیات کو ان کے حال پر چھوڑ کر آگے چل دینا مناسب رویہ ہوتا ہے میں خواتین کے کردار میں بنیادی تبدیلی کی داعی تھی اور یہ بھی جانتی تھی کہ اگر بل جیت گیا تو مجھے اہم فریضہ ادا کرنا ہوگا۔

میں نے اپنی آرائش اور اپنے لباس پر کبھی توجہ نہیں دی تھی اور اب میری ہر شئے بحث کا موضوع بننے لگی، لہٰذا میرے احباب نے مجھے سجانا سنوارنا شروع کر دیا۔ اصل میں وہ مجھے فرسٹ لیڈی کے روپ میں پیش کر رہے تھے۔ میرے بالوں کے انداز پر خصوصی توجہ دی گئی۔ میرے لئے یہ بالکل نیا جہان تھا اور رفتہ رفتہ میں اس سے لطف اندوز ہونے لگی۔ اپنے تجربے کی روشنی میں، میں نے یہی مناسب سمجھا کہ مختلف عہدوں سے سبکدوش ہو جاؤں۔ اس طرح قانونی اور خیراتی اداروں کی رکنیت اور سربراہی سے مجھے مستعفی ہونا پڑا۔

اس دوران چیلسی، بل اور میں نے کینیڈا میں چھٹیاں گزارنے کا پروگرام بنایا۔ غور و فکر کے بعد ہم نے نتیجہ نکالا کہ بل بہترین صدر ہوگا۔ بل بھی ہر لحاظ سے تیار تھا اور کامیاب مہم چلانے کی منصوبہ بندی کر سکتا تھا۔ ہار جانے کی صورت میں ہمیں یہ اطمینان تو ہوتا کہ ہم نے ملکی ترقی کے لئے حتی الامکان کوشش ضرور کی یہ خیال فیصلہ کن دلیل بن 1991ء کی صدارتی مہم میں پیش آنے والی مشکلات کا اندازہ اس وقت ہو گیا تھا جب میری ملاقات تجربہ کار ٹی وی پروڈیوسر ہال برونو Hal Bruno سے لاس اینجلس میں ہوئی۔ وہ صدارتی امیدواروں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے مجھے عاقلانہ نصیحت کی ''کسی پر اعتبار کرنے میں بہت محتاط رہنا۔ یہ ان تمام حالات سے قطعاً مختلف ہے جن سے تم گزر چکی ہو''۔

خیر! ان معاملات میں اعتبار تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ ستمبر 1991ء میں جب فیصلہ ہو گیا کہ بل صدارتی انتخابات میں بطور امیدوار حصہ لے گا تو ہم نے قابل اعتماد احباب کے ساتھ مہم کا آغاز کر دیا اور کریگ سمتھ کو ابتدائی سربراہی سونپی گئی۔ 2 اکتوبر میں بل کے مشیروں میں بہت اضافہ ہو گیا اور اگلے روز کی تقریر کا مسودہ تیار ہونے لگا۔ ڈی ایل سی (ڈیموکریٹک لیڈر شپ کونسل) کے تجربہ کار حضرات ہر پہلو کا جائزہ لینے لگے۔ بل نے اپنی سابقہ تقاریر کا جائزہ لیا۔ ادھر ادھر فون کھڑکائے۔ چیلسی کی عمر 11 برس ہو چکی تھی۔ وہ پھرکی کی طرح کمروں میں گھومتی پھر رہی تھی۔ آخر کار صبح 4 بجے تقریر تیار ہو گئی اور بعد از دوپہر، نئے جوش اور ولولے سے لیس بل کلنٹن نے ٹی وی کیمروں کا سامنا کرتے ہوئے لٹل راک Little Rock میں اعلان کیا کہ وہ صدارتی امیدوار کی حیثیت سے الیکشن میں حصہ لے گا۔ میں اس کی دائیں اور چیلسی بائیں طرف کھڑی تھی۔ اس نے بش انتظامیہ کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا۔ ''متوسط طبقے کے پاس اپنے بچوں کے لئے بہت کم وقت بچتا ہے اور زیادہ وقت نوکریوں کی نذر ہو جاتا ہے ان کی آمدنی کم اخراجات آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں حفظان صحت رہائش اور بچوں کی تعلیم پر آمدنی کا زیادہ حصہ خرچ ہو جاتا ہے غربت و مفلسی کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے گلی کوچوں کا ماحول دگرگوں ہے خاندانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے ہمارا ملک غلط سمت میں جا رہا ہے لیڈر شپ اور وسعت نظر کا مکمل فقدان ہے۔ ہم ایسی رہنمائی فراہم کریں گے جو امریکہ کے خوابوں کی تعبیر ہوگی متوسط طبقے کے حق میں ہم جنگ لڑیں گے اور اپنے عظیم ملک کے ہر فرد میں احساس ذمے داری بیدار کر کے اسے عظیم تر بنا دیں گے تقریر کا مقصد اپنے رائے دہندگان کو یقین دلانا تھا کہ بل اپنے حریف بش (سینئر) کو شکست سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ ابتدائی راؤنڈ میں ذرائع ابلاغ نے بل کو کوئی خاص توجہ نہ دی۔ اسے مردانہ وجاہت کا مالک مگر ناتجربہ کار چھیالیس سالہ بیرونی مداخلت کار وغیرہ قرار دیا جاتا رہا، تاہم وقت کے ساتھ ساتھ جب بل کا پیغام عوام الناس کو متاثر کرنے لگا تو بش کے حمایتیوں کے کان کھڑے ہوئے۔ اگر میری چوالیس سالہ زندگی کا حصول تعلیم کا دورانیہ قرار دیا جائے تو صدارتی مہم کے 13 ماہ کو دور آگہی کہنا پڑے گا۔ اپنی تمام تر تیاریوں کے باوجود ہم صورت حال کے مقابلے کے لئے تیار نہیں تھے۔ قومی پریس ہمارے پس منظر سے ناواقف تھا لہٰذا ہمیں اپنے شرکائے کار پر مکمل بھروسہ کرنا تھا جو واقعی بھروسے کے قابل تھے آرکنساس کی ٹیم تو ہماری اپنی تھی روڈنی سیلٹر کیرول ولس، ہیلیسی رائٹ، شیلا برونف مین، ڈونا مکلارٹی اور دیگر احباب نے پہلا آرکنساس صدر چننے میں گویا جان کی بازی لگا دی میرے ذاتی سٹاف نے بڑا اہم کردار ادا کیا جس میں سرفہرست میگی ولیمز تھی جو مکمل ضبط نفس کے ساتھ ہر قسم کے حالات کا سامنا کر سکتی تھی۔ پیٹی سولیس، کیپریشیا اور کیلی کریکٹ ہیڈ نے آٹھ برس کے قیام وہائٹ ہاؤس کے دوران بھی میرا ساتھ دیا۔ انہوں نے مشکل ترین وقت

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 10

بل نے اس ہفتے کے دوران میں لاتعداد تقاریر کیں اور بڑی تقریر کی تیاری میں جٹا رہا۔ اسے ایک ایک فقرے کی نوک پلک سنوارنے کی عادت ہے۔ اس نے اپنے تقریر نویس ڈیوڈ کسمیٹ کے علاوہ دیگر افراد سے بھی مشاورت کی۔ ہمیں فادر ٹیم ہیلے کا وہ یادگار خط بھی موصول ہوا جو موصوف نے لکھا تو ضرور لیکن اسے ''سپرڈ ڈاک'' نہ کر سکا ملک بھر میں جرائم کی شرح بتدریج بلند ہو رہی تھی۔ بے روزگاری عروج پر تھی اور بش انتظامیہ کو اس کا قطعاً ادراک نہیں تھا لہٰذا بل کی کامیابی کے امکانات روشن تھے۔

ہم میاں بیوی اس بات پر متفق تھے کہ حفظان صحت کا بحران سرفہرست ہونا چاہیے کیونکہ عوام میں ''میڈیکل بل'' ادا کرنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ اس سلسلے میں دردناک کہانیاں سننے کو ملیں۔ بل کو توقع نہیں تھی کہ حفظان صحت کا معاملہ اقتصادیات کو بھی پیچھے چھوڑ جائے گا، تاہم ایسا ہو چکا تھا اور بل نے شرکاء کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی اس سلسلے میں بل نے ستمبر میں مدلل تقریر کی جس میں دفاتر کے سرخ فیتے، کاغذی کارروائی اور ہر امریکی کو طبی سہولتیں فراہم کرنے پر مفصل روشنی ڈالی ہمارے لئے یہ بہت بڑا چیلنج تھا تاہم ہمیں یقین تھا کہ اگر 3 نومبر کو عوام نے بل کے حق میں ووٹ ڈالے تو اس کا ایک ہی مطلب ہوگا کہ امریکی عوام نے تبدیلی کو صدق دل سے پسند کر لیا ہے۔

مہم کے آخری 24 گھنٹے ہم نے متعدد ریاستوں کے دورے میں گزارے۔ اگرچہ مجھے فتح کی امید تھی، تاہم بل تھوڑے گھبرائے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد صدر جارج بش سینئر کا فون آیا۔ انہوں نے انتخابی نتائج تسلیم کر لئے تھے۔ انہوں نے بل کلنٹن کو انتخابی مرحلہ جیتنے پر مبارکباد دی۔ پھر بل اور میں گورنر ہاؤس کے مینشن میں اپنے اپنے بیڈروم میں چلے گئے وہاں ہم نے سب سے پہلے انتخابی مرحلہ جیتنے پر خدا کا شکر ادا کیا۔

انتخابی مرحلہ جیتنے کے بعد گورنر ہاؤس کا باورچی خانے والا بڑا ٹیبل ایک اہم مقام بن گیا۔ جہاں پر بل کلنٹن کو اپنی انتظامیہ کی تشکیل کے فیصلے کرنے تھے۔

اب ہمیں چیلسی کے لئے واشنگٹن میں ایک نیا سکول بھی دیکھنا تھا جہاں اس کا داخلہ کرانا تھا۔ وہ اپنے والد کے صدر بن جانے کی خبر پر بہت خوش تھی۔ وہ ابھی ابھی ٹین ایج میں داخل ہوئی تھی ہمیں وائٹ ہاؤس میں چیلسی کے لئے ایک نارمل زندگی کا بندوبست بھی کرنا تھا کیونکہ اب چیلسی بے فکری سے ادھر ادھر نہیں جا سکتی تھی بلکہ اسے 24 گھنٹے سیکرٹ سروس کی حفاظتی نگرانی میں رہنا تھا ہم اپنے کتے سوکس کو بھی واشنگٹن لے جانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

میں نے اپنی وکالت سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ امریکہ میں خاتون اول کی تربیت کے لئے کوئی معقول ادارہ یا انتظام موجود نہیں۔ آپ کو بس خاتون اول کا عہدہ اس لئے مل جاتا ہے کیونکہ آپ کسی صدر کی اہلیہ ہوتی ہیں۔ بل کلنٹن سے پہلے بھی آنے والے صدر اپنے خیالات اور اپنے رجحانات ساتھ لائے تھے وہ صدور اپنے خواب اپنی پسند ناپسند اور اپنے اپنے شکوک بھی وائٹ ہاؤس لائے تھے۔

مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اب بطور خاتون اول مجھے کیا کردار ادا کرنا ہوگا۔ گزشتہ برسوں میں خاتون اول کا کردار محض علامتی بن کر رہ گیا تھا۔ ہر خاتون اول کو ایک آئیڈیل امریکی عورت کا کردار نبھانا ہوتا تھا۔

وائٹ ہاؤس میں آنے والے دیگر صدور کی طرح میرا اور بل کلنٹن کا رشتہ محبت اور احترام پر مبنی تھا۔ ایک دوسرے کے لئے ہماری محبت اور احترام میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو سکتی اس وقت تک ہماری شادی کو 17 برس ہو چکے تھے اور اتنے طویل عرصے میں ہم ایک دوسرے کے بہترین مگر سخت ناقد اور بہترین دوست بھی تھے۔

ہم لٹل راک سے 16 جنوری 1993 کو روانہ ہوئے۔ لٹل راک کے چھوٹے سے ایئرپورٹ پر ہمارے ہزاروں دوستوں اور حامیوں کا اجتماع موجود تھا۔ میں اس بڑے اجتماع کو دیکھ کر سخت خوشی کے احساس سے دوچار ہو رہی تھی۔

بل کلنٹن اپنے حامیوں کو دیکھ کر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ اس کے بعد ہم اپنے چارٹرڈ ہوائی جہاز میں سوار ہو گئے۔ جب ہمارا ہوائی جہاز فضا میں بلند ہوا تو لٹل راک کی روشنیاں بادلوں کے نیچے چھپ گئیں۔

جہاز اپنی پوری رفتار سے آگے کی جانب پرواز کر رہا تھا۔ ہم سب سے پہلے منزل مقصود پر پہنچے۔ یہ جگہ ورجینیا میں ہے۔ یہاں سے ہمیں واشنگٹن کے لئے بس کے ذریعے پہنچنا تھا۔ یہ فاصلہ 121 میل طویل تھا۔

اگلی صبح ہماری ملاقات مستقبل کے نائب صدر الگور اور ان کی اہلیہ ٹپر سے ہوئی۔ ہم جس بس میں روانہ ہوئے اس کے دونوں طرف ہزاروں افراد ہماری ایک جھلک دیکھنے کے لئے موجود تھے۔

جب ہم واشنگٹن پہنچے تو آسمان بالکل صاف تھا مگر موسم سرد ہو گیا تھا۔ ہم وائٹ ہاؤس کے لنکن میموریل تک مقررہ وقت سے پانچ منٹ قبل پہنچ چکے تھے۔ میں ٹین ایج میں بھی صدارتی امیدواروں کی تقریریں سن چکی تھی اور آج ایک

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 11

حلف برداری

حلف برداری کی تقریب کے بعد بل کی خواہش تھی کہ وہ وائٹ ہاؤس میں دیئے جانے والے تمام گیارہ عشائیوں میں شرکت کریں ۔ مگر ہم اتنے تھک چکے تھے کہ رات دو بجے سونے کے لئے چلے گئے ۔صرف چند گھنٹوں کی نیند کے بعد بیڈروم کے دروازے پر ہونے والی دستک نے ہمیں جگا دیا بل بستر سے اٹھ بیٹھے اور میں تاریکی میں اپنا چشمہ تلاش کرنے لگی اس اثناء میں ایک شخص بیڈروم میں داخل ہوا۔اس نے اپنے ہاتھوں میں ایک سلور ٹرے اٹھا رکھی تھی ۔ بعد میں پتا چلا وہ سابق صدر بش اپنے بیڈروم میں بریک فاسٹ کا آغاز صبح ساڑھے پانچ بجے کیا کرتے تھے مگر امریکہ کے بیالیسویں صدر سے اس ویٹر کو یہ الفاظ سننے پڑے ۔"اے تم یہاں کیا کر رہے ہو، اتنی صبح تمہیں کمرے میں کون نظر آ رہا ہے؟"

بٹلر جیسے ہی گیا میں نے اور بل کلنٹن نے زوردار قہقہہ لگایا اور دوبارہ بستر میں گھس کر سونے کی کوشش کرنے لگے۔ میں نے سوچا کہ وائٹ ہاؤس کے نئے باسیوں یعنی ہم لوگوں کو سرکاری اور نجی طور پر اہم انتظامات بروئے کار لانا ہوں گے ۔گزشتہ 20 برسوں کے دوران وائٹ ہاؤس پر ری پبلکن ہی برسراقتدار رہے تھے اور ایک طرح سے یہ ان کے مقبوضہ علاقوں کی طرح ہو گیا تھا۔یہاں رہنے والے صدور اور ان کی بیگمات ہمارے والدین کی نسل سے تعلق رکھتے تھے ۔یعنی انتہائی ادھیڑ عمر یا بوڑھے ۔صدر ریگن اور ان کی اہلیہ نینسی ریگن رات کا کھانا ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھ کر کھاتے تھے ۔ جبکہ صدر بش اور ان کی اہلیہ باربرا صبح سویرے اٹھ کر اپنے کتوں کے ساتھ چہل قدمی کرتے تھے ۔اس کے بعد وہ اخبارات کا مطالعہ کرتے ۔اس کے بعد وہ اپنے بیڈروم میں لگے ہوئے پانچ ٹیلی ویژن سیٹس پر مارننگ نیوز شوز دیکھا کرتے تھے ۔ خاص طور پر گزشتہ بارہ برسوں کے درمیان وائٹ ہاؤس کا سٹاف ان امور اور ٹائم ٹیبل کا عادی ہو گیا تھا۔جنوری 1981ء میں جب جمی کارٹر نے وائٹ ہاؤس چھوڑا تب سے یہاں بچے تو رہے ہی نہیں ۔کم از کم یہاں بچے کل وقتی بنیادوں پر نہیں رہے اس لئے یہاں کے اسٹاف اور ہمارے خاندان کے لائف اسٹائل میں ہمیں فرق محسوس ہو رہا ہے۔

اگلے روز وائٹ ہاؤس میں ہزاروں افراد ملنے کے لئے آئے۔ ان میں سے بعض کو لاٹری کے ذریعے منتخب کیا گیا تھا۔وہ لوگ سورج نکلنے سے قبل ہی قطاروں میں کھڑے تھے تا کہ صدر اور نائب صدر اور نائب صدر سے مل سکیں۔ ان لوگوں کی قطار اتنی طویل تھی کہ وہ مشرقی گیٹ سے جنوبی پورٹیکو تک چلی گئی تھی ۔ مجھے بڑا عجیب لگا کہ وہ لوگ اتنی سخت سردی میں ہمیں مبارکباد دینے آئے ہیں ان میں سے بہت سے ایسے بھی تھے جو وائٹ ہاؤس کے باہر تھے اور اندر نہیں آ سکتے تھے ہم لوگ تھوڑی دیر کے لئے باہر بھی گئے اور ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اس سخت سردی میں ہم سے ملنے اور مبارکباد دینے آئے ۔

اس سہ پہر کو تھوڑی دیر فراغت ملنے کے بعد میں نے اور بل کلنٹن نے رسمی لباس تبدیل کئے اور اپنا نیا گھر دیکھنے لگے ۔ہم اپنے اہل خاندان اور دوستوں کے ساتھ یہاں ابتدائی ایام گزارنا چاہتے تھے ۔

وائٹ ہاؤس کے سیکنڈ فلور پر دو گیسٹ روم بنے ہوئے ہیں ۔ایک کا نام کوئین روم اور دوسرے کا نام لنکن کا بیڈروم ہے جبکہ تھرڈ فلور پر سات گیسٹ روم بنے ہوئے ہیں ۔

ایک شام میں بل کلنٹن اور لنڈا نے ولیس سٹنگ ہال کے فیملی باورچی خانے کا جائزہ لیا۔بل اور ہیری مختلف کیبنٹس کھول کر دیکھنے لگے ۔ میں نے فریج کھولا تو وہ خالی تھا۔البتہ اس میں ووڈکا کی آدھی بھری ہوئی بوتل رکھی ہوئی تھی ۔ہم نے نئے صدر، ملک اور اپنے مستقبل کے نام پر ٹوسٹ کرتے ہوئے وہ بوتل بھی خالی کر دی ۔

ہمارے والدین بھی بستروں میں چلے گئے تھے ۔ جبکہ چیلسی اور اس کی سہیلیاں بھی خاموش ہو چکی تھیں ۔ وہ بھی دن بھر کی مصروفیت سے خاصی تھک چکی تھیں ۔ مجھے خوشی تھی کہ چیلسی کو یہاں کے نئے ماحول میں ڈھلنے میں زیادہ وقت نہیں ہوئی ۔ میں عام طور پر بھوت پریت پر یقین نہیں رکھتی مگر لنکن کے بیڈروم میں ٹھہرنے والے مہمانوں نے یہ شکایات کی تھیں کہ انہیں کمرے میں نہایت ٹھنڈک کا احساس ہوتا رہا اور یہ کہ انہوں نے لنکن کی روح کو کمرے میں چلتے ہوئے دیکھا ہے ۔ میں ان باتوں پر یقین نہیں کرتی مگر یہاں بعض گزشتہ صدور کی یادیں نہایت گہری ہیں اور کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ وائٹ ہاؤس پر ان کے آسیب کا سایہ ہے اور کبھی کبھی یہ بھٹکتی ہوئی روحیں رقعہ بھی چھوڑ جاتی ہیں۔ ہیری لولنڈ کو لنکن والا کمرہ ملا۔ جب وہ سونے کے لئے بستر میں چلے گئے تو انہیں ایک تکیے کے نیچے سے ایک کاغذ ملا جس پر لکھا ہوا تھا۔

"ڈیئر لنڈ ا میں یہاں پہلی بار آیا تھا اور دوبارہ واپس آؤں گا۔"

©۔جملہ حقوق بحق ادارہ اردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C)-www.UrduPoint.com

قسط نمبر 12

امریکی صدر کا دفتر

وائٹ ہاؤس امریکی صدر کا دفتر اور اس کی رہائش گاہ ہونے کے ساتھ ساتھ قومی میوزیم بھی ہے۔ اس کی تنظیمی ثقافت بالکل کسی فوجی یونٹ کی طرح ہے۔ برسوں سے ہر چیز لگے بندھے اصولوں کے تحت انجام دی جارہی ہے یہاں کا ہیڈ مالی صدر ٹرومین کے زمانے سے وائٹ ہاؤس میں کام کررہا ہے یہاں کے ہر سٹاف کو اس بات کا علم ہے کہ انہیں صدر اور اس کے اہل خانہ کی ضروریات زندگی فراہم کرنی ہے اور یہ سلسلہ ہر نئے صدر کے ساتھ جاری رہے گا۔

صدر بل کلنٹن کے پہلے دور صدارت میں سابق صدر بش سینئر ایک بار یہاں آئے۔ ان کی سرکاری تصویر لگائی جا رہی تھی۔ انہوں نے ایک بٹلر جارج واشنگٹن بتی جونیئر کو دیکھا جو یہاں 25 برس سے زیادہ عرصے سے کام کررہا ہے۔ سینئر بش نے اس بٹلر سے دریافت کیا۔

"جارج تم اب تک یہیں ہو؟" اسپر اس جہاندیدہ بٹلر نے بڑے ادب سے سینئر بش نے اس بٹلر سے دریافت کیا۔

"جارج تم اب تک یہیں ہو؟" اس پر اس جہاندیدہ بٹلر نے بڑے ادب سے سینئر بش کو مخاطب کرکے کہا۔

"جی جناب .....صدور آتے اور چلے جاتے ہیں مگر جارج ہمیشہ یہیں رہتا ہے"۔

وائٹ ہاؤس میں دیگر اداروں کی نسبت تبدیلی بہت آہستگی اور دیر سے آتی ہے۔ اس وقت وہاں فون سسٹم قدیم طرز کا تھا۔ ہمیں اگر کال کرنی ہوتی تو ہمیں ٹیلی فون ریسیور اٹھا کر آپریٹر کو نمبر بتانا پڑتا۔ میں رفتہ رفتہ اس کی عادی ہوگئی مجھے ان آپریٹرز کی تعریف کرنی پڑی ہے جو مختلف اوقات میں سوئچ بورڈ پر بیٹھ کر اپنے فرائض انجام دیتے ہیں بعد میں جب فون کا نظام اپ گریڈ کرکے جدید بنایا گیا تب بھی ان آپریٹرز کے ذریعے ہی اپنے فون کے نمبر ملوایا کرتی تھی۔

میں یہ بھی جانتی تھی کہ میں اس بات کی بھی عادی نہیں ہوسکوں گی کہ میرے بیڈ روم کے باہر دروازے پر سیکرٹ سروس کا اہلکار موجود رہے۔ ماضی کے صدور ان چیزوں کے عادی رہے تھے اور اسی حوالے سے سیکرٹ سروس اہلکار بھی چوکس واقع ہوئے تھے۔

میں نے جب ایک سیکرٹ سروس ایجنٹ سے کہا کہ وہ بجائے بیڈ روم کے دروازے پر موجود رہنے کے گراؤنڈ فلور پر سیڑھیوں کے قریب کیوں نہیں چلا جاتا تب اس نے بڑے ادب سے مجھے جواب دیا تھا کہ:

"اگر آدھی رات کو صدر کو دل کا دورہ پڑجائے تب کیا ہوگا؟" اس پر میں نے جواب دیا تھا۔

"صدر کی عمر 46 برس اور ان کی صحت بالکل ٹھیک اور انہیں دل کا دورہ نہیں پڑے گا"۔ بہر حال سیکرٹ سروس والوں کی ذمہ داری ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ صدر اور اس کے اہل خانہ کی حفاظت کا ہر ممکن انتظام کریں۔ اسی لئے انہیں اور ہمیں ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھنا تھا۔ انہیں اپنا کام انجام دینا تھا اور ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا تھا۔

سیکرٹ سروس والے گزشتہ بارہ برسوں سے اسی شیڈول کے عادی تھے۔ میری ان لوگوں سے اس حوالے سے بہت گفتگو ہوتی رہی ہے۔ ایک ہیڈ ایجنٹ ڈون لکن نے کہا کہ وہ ہمارے جذبات کی قدر کرتا ہے مگر سیکرٹ سروس والوں کو صدر کی حفاظت کے لئے حلف اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے اس کی بات سن کر میں چیلسی اور بل کلنٹن ان کی ہمت، ایمانداری اور پیشہ وارانہ مہارت کے قائل ہوگئے۔ یہ ایجنٹس ہمارے دوست بھی بنتے چلے گئے۔

میگی ولیمز چاہتی تھی کہ وہ انتخابی مہم کے خاتمے کے بعد فلاڈیلفیا واپس چلی جائے اور اپنا پی ایچ ڈی مکمل کرے لیکن مجھے اس کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے اس کی بڑی منت سماجت کرکے اسے مجبور کیا کہ وہ کچھ عرصے کے لئے رک جائے اور انتظامیہ میں شریک ہوکر میری چیف آف سٹاف بن جائے پہلے وہ نہ مانی لیکن پھر میں نے اسے منا لیا۔

وائٹ ہاؤس کا بیشتر سٹاف ایسٹ ونگ کے باہر اپنی ذمہ داریاں ادا کرتا تھا۔ ایسٹ ونگ میں دفتر کیلئے دو منزلیں بنی ہوئی ہیں۔ یہاں مہمانوں کو بٹھانے کا الگ کمرہ بھی موجود ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا مووی تھیٹر بھی ہے۔ جیک کینیڈی وہ پہلی خاتون اول تھیں جنہوں نے اپنے لئے سب سے پہلے پریس سیکرٹری مقرر کیا جب کہ روزلین کارٹر کا سٹاف ڈائریکٹر چیف آف اسٹاف کی حیثیت سے بھی صدر کے سٹاف سے روزانہ ملاقات کیا کرتا۔ نینسی ریگن نے اپنے دور میں اپنے سٹاف کا حجم اور بڑھا لیا تھا۔

ویسٹ ونگ وہ جگہ ہے جہاں اوول آفس ہے۔ یعنی امریکی صدر کا دفتر۔ اس کے علاوہ یہاں روزویلٹ روم ہے۔ کیبنٹ روم ہے اور سب سے اہم یہ کہ ویسٹ ونگ میں ہی سچویشن روم بھی ہے جہاں انتہائی اہم اور خفیہ اجلاس منعقد ہوتے ہیں اور یہیں سے مواصلات کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ اسی جگہ وائٹ ہاؤس کا میس واقع ہے جہاں

PDF KI DUNY

قسط نمبر 13

سیکرٹ سروس

ایسے ہی دلچسپ مسائل سے روزویلٹ کی اہلیہ ایلینور بھی دوچار ہوئی تھیں۔ اپنی خودنوشت میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ چاہتی تھیں کہ وائٹ ہاؤس کی لفٹ میں وہ اکیلی سوار ہوں اور اوپر جائیں یا نیچے اتریں۔ اسی طرح وہ بھی اپنے کام خود سے کرنے کی خواہش مند تھیں جو عام طور پر صدور کی بیگمات نہیں کیا کرتیں۔

جیکولین نے مجھے یہ بتایا کہ سیکرٹ سروس کا کام صدر اور اس کے اہل خانہ کی حفاظت کرنا ہے۔ اس لئے چیلسی کو یہ بتایا جائے کہ وہ ان سیکرٹ سروس ایجنٹس کا احترام کرے کیونکہ ان ایجنٹوں نے اس بات کا حلف اٹھایا ہے کہ وہ صدر اور اس کے اہل خانہ کی ہر قیمت پر حفاظت کریں گے۔

سیکرٹ سروس والے صدر اور ان کے اہل خانہ کی شناخت کے لئے کوڈ نام استعمال کرتے ہیں۔ ہر فرد کا ایک خفیہ نام ہوتا ہے۔ بل کلنٹن کا کوڈ نام ''ایگل'' تھا۔ مجھے ہیلری کو ''ایور گرین'' کا نام دیا گیا تھا جبکہ چیلسی کو ''انرجی'' کہا جاتا تھا۔ بظاہر یہ نام بڑے عجیب لگتے ہیں مگر ہماری حفاظت کے لئے یہ اقدام ضروری تھے۔

جیکولین نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ کرشماتی اور خوبصورت شخصیت کے حامل سیاست دانوں میں لوگ خطرناک حد تک دلچسپی لیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کینیڈی کی طرح بل کلنٹن بھی مقناطیسی کشش رکھتے ہیں اس لئے بل کلنٹن کو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

جیکولین نے مجھ سے کہا تھا کہ تعطیلات منانے کے لئے کیمپ ڈیوڈ چلے جایا کریں جہاں ہمارے دوست بھی ہمارے ساتھ قیام کر سکتے ہیں۔ یہاں کھوجی نظروں اور معروف شخصیات کا پیچھا کرنے ان کی تصاویر بنانے والے فوٹو گرافروں (پاپارازیوں) سے بھی محفوظ رہیں گے۔ میں جیکولین کے ساتھ دو گھنٹے تک گپ شپ کرتی رہی جب میں ان سے رخصت ہونے لگی تو جیکولین نے کہا کہ مجھے جب بھی کوئی مشورہ درکار ہو، میں انہیں فون کر سکتی ہوں۔ اس نے کہا کہ میں ان سے رابطے میں رہا کروں۔ اس ملاقات کے سولہ ماہ بعد جیکولین کینسر میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئیں مگر ان کے مشورے مجھے آج بھی یاد ہیں۔

میں نے بطور خاتون اول پہلا انٹرویو نیویارک ٹائمز کو دیا تھا۔ یہ انٹرویو میرین بروس نے لیا تھا۔ یہ انٹرویو ریڈ روم میں ہوا۔ ہم انیسویں صدی کے بنے ہوئے صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے اور یہ صوفہ آتشدان کے قریب رکھا ہوا تھا۔ نیشنل گورنرز ایسوسی ایشن کا عشائیہ بہت شاندار تھا۔ مہمانوں کی نہایت عمدہ اور ذائقہ دار امریکی کھانوں سے تواضع کی گئی۔ میں نے میرین بروس کو انٹرویو میں بتایا کہ ہم وائٹ ہاؤس کے ایگزیکٹو مینشن میں سگریٹ نوشی پر پابندی عائد کر رہے ہیں اور یہ پابندی ایسٹ اور ویسٹ ونگ پر بھی لاگو ہوگی میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ اب کچن میں کوئی بھی پکا کرے گی واضح رہے کہ بش فیملی کے دور میں کوبھی وغیرہ پکنا بند ہوگئی تھی میں نے اپنے انٹرویو میں یہ بھی کہا تھا کہ وائٹ ہاؤس کے پریس کور کا موقف تھا کہ مجھے ایک ایسی صحافی کو انٹرویو نہیں دینا چاہئے تھا جس کی بیٹ (شعبہ) میں وائٹ ہاؤس شامل ہی نہیں میں اپنی ذاتی زندگی میں ایک بیوی، ایک ماں، ایک بیٹی، ایک بہن ایک بہو، طالب علم، وکیل، قانون کی پروفیسر، بچوں کے حقوق کی ترجمان، سیاسی مشیر اور سب سے بڑھ کر ایک عام شہری بھی تھی۔ مگر اب میں خاتون اول بن کر دوسروں کے لئے ایک علامت بن چکی تھی جو میرے لئے نیا تجربہ تھا۔

جولائی 1992ء میں نیویارک میں ہونے والے ڈیموکریٹک کنونشن میں بل کلنٹن کو جب بطور امیدوار صدارت نامزد کیا گیا تھا تب سے ہم سیکرٹ سروس کی زیر نگرانی یا زیر حفاظت تھے اور میں اپنے آپ کو ان حفاظتی اقدامات کا عادی بنانے کی کوشش کرتی چلی جا رہی تھی۔ مجھے سڑکوں پر چہل قدمی اچھی لگتی تھی۔ مجھے اپنی سائیکل چلانے میں مزہ آتا تھا۔ میں نے سیکرٹ سروس والوں سے کہا کہ ان کا ایک ایجنٹ عام کپڑوں میں میرے پیچھے پیچھے سائیکل چلاتا رہے۔ مجھے تو بعد میں معلوم ہوا کہ اس دوران بھی سیکرٹ سروس والوں کی ایک بڑی سیاہ وین میرے اطراف موجود رہا کرتی تھی۔ اس وین میں ایجنٹس اور اسلحہ بھی موجود ہوتا تھا۔ اکثر اوقات لوگ مجھے پہچان بھی نہیں سکتے تھے۔

ایک بار صبح کے وقت واشنگٹن گھومنے کے لئے آئے ہوئے ایک خاندان نے مجھے پہچانے بغیر مجھ سے کہا کہ میں ان کی ایک تصویر کھینچ دوں، میں تیار ہوگئی۔ وہ واشنگٹن یادگار کے سامنے کھڑے ہوگئے اور میں نے ان کیمرے سے ان کی تصویر کھینچ لی۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگی تو مجھے آواز سنائی دی۔

''یہ خاتون تو جانی پہچانی لگ رہی ہیں شاید......'' میں وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ مجھے نہیں معلوم کہ انہیں یہ پتا چلا یا نہیں کہ ان کے کیمرے سے انہیں کی تصویر کھینچنے والی عورت کون تھی۔

19 مارچ کو جب ہم 20 افراد بل کلنٹن کے اقتصادی پیکیج کی کانگریس سے منظوری کی خوشی میں لنچ کر رہے تھے تو ماحول بڑا خوشگوار تھا۔ یہ وائٹ ہاؤس کا میس تھا۔ میں بہت آسودہ اور مطمئن محسوس کر رہی تھی۔ میرے ذہن میں

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 14

والد کا انتقال

اگلے روز میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ مجھے اپنے والد سے بچپن سے بڑی شدید محبت تھی۔ میرے والد گھر آتے تو میں باہر نکل کر ان سے لپٹ جایا کرتی۔ انہوں نے مجھے بیس بال، باسکٹ بال اور فٹ بال کھیلنا سکھایا۔ میں امتحان میں اچھے نمبر لانے کی کوشش کرتی تا کہ وہ مزید خوش ہوں۔

میرے والدین 1987ء میں لٹل راک منتقل ہوئے تھے۔ ان کے پڑوس میں ایک میل نرس لیری کربو اور ڈاکٹر ڈلرڈ ڈینسن رہتے تھے جو نیورولوجسٹ تھے۔ یہ لوگ میرے والدین کے بہترین دوست بن چکے تھے۔ یہ سب جب بھی اکٹھے ہوتے تو سیاست اور اسٹاک مارکیٹ کی صورتحال پر سیر حاصل گفتگو کرتے۔ یہ دونوں امی کو گھر کے کام کاج میں بہت مدد اور تعاون فراہم کرتے۔

جب بھی میں اور بل کلنٹن لٹل راک آتے تو ملٹری اور سیکرٹ سروس والے لیری کربو اور ڈاکٹر ڈلرڈ کے گھر کو اپنے کمانڈ سینٹر کے طور پر استعمال کرتے۔ ایک رات میرے والد اور والدہ ٹی وی پر ایک پروگرام دیکھ رہے تھے جو ہم جنس پرستوں کے بارے میں تھا۔ ابا نے ہم جنس پرستوں کے حوالے سے جب اپنی شدید ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو امی نے ان سے کہا۔

’’تمہارا ڈلرڈ اور لیری کے بارے میں کیا خیال ہے؟‘‘

’’تمہارا کیا مطلب ہے‘‘ ابا نے پوچھا۔

تب میری والدہ نے انہیں بتایا کہ ان کے بہترین دوست اور پڑوسی ایک ہم جنس پرست جوڑا ہے اس بات کو جان کر ابا کو شدید حیرانی ہوئی تھی۔ جن دنوں وہ بیمار تھے تو ان کے یہی پڑوسی ان کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے۔

اپنے والد کی آخری رسوم میں شرکت کے لئے میں بل کلنٹن اور چیلسی کے ساتھ اگلی صبح لٹل راک کے لئے روانہ ہوئی۔ آخری رسوم فرسٹ یونا یٹنڈ میتھوڈسٹ چرچ میں ادا کی گئیں۔ اس موقع پر ہمارے اہل خاندان اور دوست احباب کی بڑی تعداد شریک تھی۔ اس موقع پر بل کلنٹن نے میرے والد کے لئے شاندار تعزیتی الفاظ ادا کئے تھے۔

میرے والد کی تدفین واشبرن اسٹریٹ کے قبرستان میں عمل میں آئی۔ یہ نہایت سرد دن تھا ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی میں اپنے والد کی قبر کے کنارے ماضی کی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

مجھے اپنے والد سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے کا نہایت صدمہ تھا۔ مجھے یاد تھا کہ وہ اپنے داماد بل کلنٹن کے صدر بننے پر کتنے خوش ہوئے تھے۔ حالانکہ میرے والد ری پبلکن اور بل کلنٹن ڈیموکریٹ تھے تاہم انہیں بل کے صدر بننے کی بہت خوشی تھی، وہ چیلسی کو بڑا ہوتے دیکھ کر بھی بہت خوش ہوتے تھے۔ جب بل اپنے سسر کے لئے تعزیتی الفاظ لکھ رہے تھے تب بھی ہم لوگ ماضی کے دنوں کو یاد کر رہے تھے چیلسی کو یہ بات یاد تھی کہ اس کے نانا نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ گریجویشن کر لے گی تو وہ اسے لیموزین کار میں اپنے ساتھ لے کر گریجویشن کی تقریب میں شرکت کے لئے جائیں گے۔

میرے والدین نے بہت سے خواب دیکھ رکھے تھے جو اب کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتے۔ مگر میں اپنی زندگی کی اس حوالے سے شکر گزار تھی کہ میرے والد نے اپنے بہت سے خواب مجھے دیئے۔

میری، چیلسی اور بل کلنٹن کی خواہش تھی کہ ہم ایسٹر کی تعطیلات کیمپ ڈیوڈ میں گزاریں۔ ہم نے اپنے قریبی عزیزوں اور دوستوں کو اس مقصد کے لئے مدعو بھی کر لیا تھا کہ میرے والد کے انتقال کے غم کو کیمپ ڈیوڈ کے پر فضا اور پرسکون ماحول میں کسی حد تک دور کیا جا سکے۔

ایسٹر کا تہوار نہایت سرد اور برساتی تھا۔ میں اپنی والدہ کے ساتھ بوندا باندی میں طویل چہل قدمی کے لئے نکل گئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ میرے ساتھ وائٹ ہاؤس میں رہنا چاہیں گی انہوں نے کہا کہ وہ کچھ عرصہ میرے ساتھ ضرور رہنا چاہیں گی مگر بعد میں وہ اپنے گھر میں رہنا پسند کریں گے۔ انہوں نے اس پر میرا شکریہ ادا کیا کہ میں نے ڈلرڈ ڈینسن اور لیری کربو کو بھی کیمپ ڈیوڈ میں مدعو کیا۔

ایسٹر کی سروس کے دوران بھی مجھے میرے والد بہت یاد آئے۔ وہ اس موقع پر میرے دونوں بھائیوں کے ساتھ بلند آواز میں حمدیہ کلمات ادا کرتے تھے۔ میں نے بھی اس روز بلند آواز میں حمدیہ کلمات ادا کئے۔ میرے لئے یہ صدمہ بڑا شدید تھا مگر مجھے خود کو سنبھالنا تھا اور اپنے دیگر امور بھی نمٹانے تھے۔

اتوار کی شام جب میں وائٹ ہاؤس پہنچی اور اپنے بیڈ روم گئی تو مجھے گڑبڑ کا احساس ہوا۔ جب میں نے اپنے سوٹ کیس کھولے تو بعض اشیاء اپنی جگہ پر موجود نہ تھیں۔ ہمارے بستر کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی چیزیں بھی وہاں موجود نہ تھیں۔ میرے کمرے کے ٹی وی اور کیبنٹ میں بھی ایک چپ کا لگا ہوا تھا۔ میں نے فوری طور پر وائٹ ہاؤس کے عملے کو اس بات کی اطلاع دی اور پوچھا کہ ہماری غیر موجودگی میں ہماری چیزیں کہاں گئیں مجھے کیری ڈلٹر نے بتایا

PDF KI DUNY

قسط نمبر 15

بطور والدین

کلنٹن اور میں بطور والدین ہر تقریب میں چیلسی کے سکول جایا کرتے تھے۔ بل کلنٹن اپنی بیٹی کو آٹھویں جماعت کے الجبرہ کا سبق حل کرنے کا طریقہ بتاتے تھے۔ اگر بل بھی چیلسی سے ملنے نہ جا سکتے تو چیلسی اپنے مسائل یا الجبرے کے سوالات بل کلنٹن کو فیکس کر دیا کرتی تھی۔ پھر دونوں باپ بیٹی اس موضوع پر کھل کر گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ ہم اس بات کی پوری کوشش کرتے تھے کہ چیلسی کی پرائیویسی برقرار رہے، انہی دنوں چیلسی کو شدید الرجی ہو گئی جس سے اس کا گلا خراب ہو گیا۔ اس معاملے کو بھی ہم نے چھپانے کی کوشش کی کیونکہ یہ اس کا نجی معاملہ تھا۔
چیلسی جب الرجی کی تکلیف ختم ہونے کے بعد صحت یاب ہو گئی تو میں اسے امریکن بیلے تھیٹر دکھانے نیویارک لے گئی۔ میں امریکہ کی خاتون اول بن کر بہت کچھ سیکھنے کی مرحلے سے گزر رہی تھی۔ کسی گورنر کی اہلیہ ہونا اور امریکی صدر کی بیوی ہونے میں بہت فرق ہے۔ آپ کے اردگرد کے لوگ آپ کو ہر قیمت پر خوش رکھنے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات یہی لوگ آپ کے جذبات کا درست اندازہ نہیں لگا سکتے۔ خاتون اول جو کچھ کہتی ہے اس کی گونج ہر طرف سنائی دیتی ہے۔ اسے بہت زیادہ محتاط رہنا پڑتا ہے۔
ایک بار میں تنہا دورے پر تھی تو میرے اسٹاف نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں وہاں دوران قیام کون سا مشروب پینا پسند کروں گی۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے ڈائیٹ ڈکٹر پیپر پینا بہت پسند ہے۔ بعد ازاں میں جب بھی کہیں جاتی اور اپنے کمرے میں موجود فرج کا دروازہ کھولتی تو اندر ڈائیٹ ڈاکٹر پیپر کی بوتلیں بھری نظر آتیں۔
وائٹ ہاؤس منتقل ہونے سے قبل مجھے یا بل کلنٹن کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہاں ایک "وائٹ ہاؤس ٹریول آفس" بھی ہے۔ جو صدر یا خاتون اول کے سفر کے لئے جہاز چارٹر، ہوٹلوں میں سے پہلے سے بکنگ اور کھانوں کے آرڈرز دیتا ہے جبکہ صدر کے ساتھ سفر پر جانے والے صحافیوں کی ضروریات کا خیال بھی رکھتا ہے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہمارے سفری خرچ کی وجہ سے ہم پر کسی قسم کی الزام تراشی کی جائے۔ ان دنوں ایک آڈٹ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ 18 ہزار ڈالرز کا کوئی سراغ نہیں مل رہا کہ یہ رقم کس مد میں کب خرچ کی گئی۔ چنانچہ اس انکشاف کے بعد ٹریول آفس کے عملے کو فارغ کرنے کی سفارش کر دی گئی۔
19 مئی 1993ء کو جب ٹریول آفس کے عملے کو فارغ کرنے کا صدر کے پریس سیکرٹری نے اعلان کیا تو وہاں موجود ذرائع ابلاغ کے نمائندوں نے سخت ردعمل کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ یہ فیصلہ میڈیا کے مالی مفادات کے پیش نظر کیا گیا تھا تاہم میڈیا کے نمائندوں نے اسے ٹریول آفس میں موجود اپنے دوستوں کے خلاف انتقامی کارروائی باور کیا۔
جون 1993ء میں واشنگٹن پوسٹ نے بل کلنٹن کے حقیقی والد ولیم بلائیتھ کے بارے میں یہ خبر شائع کر دی کہ ولیم نے بل کی والدہ سے شادی سے قبل بھی دو شادیاں کر رکھی تھیں۔ بل ان دنوں شہر سے باہر تھے۔ میں نے فوری طور پر بل کو اس بارے میں مطلع کر دیا۔ اس کے بعد بل اور میں نے ورجینیا (اپنی ساس) سے یہ بات کی۔ انہیں بھی اپنے شوہر کے ماضی کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔ یہ بات ہمارے خاندان میں کسی کو معلوم نہ تھی۔ اخبار کے مطابق یہ انکشاف بل کلنٹن کے بھائی ہونے کے دعویدار نے کیا۔
بل کلنٹن کے بارے میں یہ خبر "یوم والد" (فادرز ڈے) کے موقع پر شائع کی گئی۔ اس خبر کی اشاعت سے مجھے یہ پریشانی تھی کہ میری ساس ورجینیا کا سرطان ان دنوں شدت اختیار کر چکا تھا اور وہ ایسی خبروں کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تھی۔
انہی دنوں بل کلنٹن کو گروپ سیون ممالک کے سربراہی اجلاس میں شرکت کے لئے ٹوکیو جانا تھا۔ مجھے بھی بطور خاتون اول ان کے ساتھ جاپان جانا تھا خاتون اول بننے کے بعد یہ میرا پہلا غیر ملکی دورہ تھا۔ میں بل کی گورنری کے زمانے میں بھی جاپان کا دورہ کر چکی تھی اس سے قبل میں جاپانی شہنشاہ کے محل کو باہر سے دیکھ چکی تھی مگر اب ہمیں وہاں بھی شہنشاہ اور ملکہ کی جانب سے دیئے گئے عشائیے میں شریک ہونا تھا۔ مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ اس دورے میں میری والدہ بھی ہماری شریک سفر تھیں۔
جاپان کے دورے سے واپسی پر 20 جولائی کو میں اور چیلسی آرکنساس گئے۔ وہاں میں نے اپنی والدہ کو ان کے گھر پر چھوڑا اور اپنے دوستوں سے ملاقات بھی کی۔ اگست میں بل کلنٹن کے ساتھ چھٹیاں گزارنے میں مارتھا زوائن یارڈ گئی۔ صدر کینیڈی اور صدر جانسن کے عہد صدارت میں وزیر خارجہ رہنے والے رابرٹ میکنامارا کے گھر میں ہم نے قیام کیا۔ یہ ایک چھوٹا سا مگر پرسکون علاقے میں بنا ہوا مکان تھا۔ دو بیڈ روم کا یہ مکان ایک ساحلی چٹان پر بنا ہوا تھا میں نے اس گھر میں خوب جی بھر کے نیند پوری کی اور ساحل پر جا کر خوب تیرتی رہی اس طرح مہینوں کی ٹینشن چند روز میں ختم ہو گئی اس دورے کی دعوت ہمیں این اور ورنن جورڈن نے دی تھی۔ اسی دوران 19 اگست

PDF KI DUNY

قسط نمبر 16

رات کے آخری پہر جب نیند بھی پورے عروج پر ہو اور اس دوران فون کی گھنٹی بجے تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟ مجھے تو آدھی رات کو سوتے ہوئے فون کی گھنٹی کی آواز بلاشبہ دنیا کی نہایت ہی ناگوار آواز لگتی ہے۔

6 جنوری 1994ء کی آدھی رات کو ہمارے بیڈروم میں موجود فون کی گھنٹی بجنے لگی، دوسری طرف ڈک کیلی تھا جو بل کلنٹن کو بتانا چاہ رہا تھا کہ بل کی والدہ کا ہاٹ اسپرنگز کے مکان میں سوتے ہوئے انتقال ہوگیا ہے۔

رات کا بقیہ حصہ جاگنے اور عزیزوں کو اطلاع دینے میں گزر گیا۔ بل نے رات ہی میں اپنے بھائی راجر سے دو مرتبہ بات کی، پھر بل نے اپنی ایک دوست پیٹی ہوکرائز سے کہا کہ وہ ڈک کے ساتھ مل کر تدفین کے انتظامات کروائے۔

میں نے چیلسی کو بیدار کر کے اسے اس کی دادی کے انتقال کی خبر دی۔ وہ اپنی دادی سے شدید محبت کرتی تھی۔ میں اسے اپنے بیڈروم میں لے آئی۔ وہ اپنی دادی کو محبت سے ننجر کہہ کر مخاطب کرتی تھی چیلسی ایک سال کے عرصے کے دوران ہی اپنے نانا اور دادی سے محروم ہو چکی تھی۔

صبح ہونے سے قبل ہی وائٹ ہاؤس کے پریس اسٹاف نے میری ساس ورجینیا کے انتقال کی خبر جاری کر دی تھی۔ ہم نے جب ٹی وی آن کیا تو اس میں پہلی خبر ہی ان کے انتقال کے بارے میں تھی۔ بل کی پرورش ان کی والدہ نے کی تھی اور وہ ان سے خاصی محبت کرتے تھے۔ بل تو اسی روز آرکنساس چلے گئے، جبکہ میں بعض عزیزوں اور دوستوں کے سفری انتظامات میں لگی رہی اور اگلے روز چیلسی کے ساتھ ہاٹ اسپرنگز پہنچی۔

میری ساس کی آخری رسومات میں شرکت کے لئے معروف اداکارہ اور گلوکارہ باربرا اسٹریسینڈ بھی آئی تھی۔ ورجینیا کے گھر میں بہت سارے لوگ موجود تھے۔ ہم چائے پینے کے ساتھ ساتھ ورجینیا کی زندگی کے بارے میں بات چیت کرنے لگے ان دنوں میری ساس کی خودنوشت بھی طباعت کے مرحلے میں تھی میری ساس کا جنازہ روانہ ہوا تو وہاں کے لوگ راستوں کے دونوں جانب احتراماً کھڑے ہو گئے کنونشن سینٹر میں آخری رسوم کی ادائیگی کے بعد ہوپ کے قبرستان میں ورجینیا کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی قبر کے پہلو میں ان کے والدین اور پہلے شوہر بل بلائیتھ کی قبریں بھی تھیں۔

ہوپ ایئرپورٹ سے ایئرفورس ون ہمیں لے کر واشنگٹن آ گیا۔ جہاز میں ہمارے متعدد عزیز اور دوست بھی موجود تھے جو بل سے اظہار تعزیت بھی کر رہے تھے۔ اگلے چند دنوں میں بل کلنٹن کو یورپ کے دورے پر روانہ ہونا تھا جہاں وہ برسلز اور پراگ جا کر نیٹو کی توسیع کے امکانات پر مذاکرات کرنے والے تھے اس کے علاوہ انہیں ماسکو جا کر روس کے صدر بورس یلسن سے ملاقات کر کے نیٹو میں توسیع کے حوالے سے ان کی تشویش کو بھی دور کرنا تھا۔

میرا پروگرام یہ تھا کہ میں 13 جنوری کو ماسکو پہنچ جاؤں گی۔ ورجینیا کی تدفین کے موقع پر بل نے مجھ سے کہہ دیا تھا کہ میں چیلسی کو بھی ماسکو لے آؤں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ غم کے اس ماحول میں چیلسی وائٹ ہاؤس میں اکیلی چھوڑ دی جائے۔

میں جب ماسکو ایئرپورٹ پر اتری تو میری طبیعت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی۔ مجھے متلی محسوس ہو رہی تھی، شاید لینڈنگ کی وجہ سے ایسا تھا۔ چیلسی نے تو کیپریشیا مارشل کے ساتھ ایک کار میں بیٹھ گئی جبکہ میں ماسکو میں امریکی سفیر کی اہلیہ ایلس کے ساتھ سرکاری لیموزین کار میں سوار ہوگئی۔ بورس یلسن کی اہلیہ نینا یلسن سے ملاقات کے لئے جاتے وقت بھی میری طبیعت متلا رہی تھی۔ ایسے میں سرکاری موٹر گاڑیوں کے قافلے کو رکوایا بھی نہیں جا سکتا لیموزین میں نہ تو کوئی تولیہ تھا اور نہ کوئی نیپکن وغیرہ، نہ ہی وہاں کوئی کپ یا گلاس موجود تھا۔

میری دھیان ہٹانے کے لئے ایلس مجھے راستوں کی مختلف چیزیں دکھاتی جا رہی تھی۔ اس نے میری طبیعت کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا۔ جب ہم امریکی سفیر تھامس پکرنگ کی رہائش گاہ پہنچے تو اس وقت تک میری طبیعت کچھ بہتر ہو چکی تھی۔

میں فوری غسل خانے میں چلی گئی۔ شاور لینے سے مجھے اور سکون ملا۔ پھر میں نے اپنے کپڑے تبدیل کئے۔ اس کے بعد دانتوں پر برش کیا، اب میں ایک بار پھر تیار ہو چکی تھی۔ میں نینا یلسن سے ٹوکیو کے دورے میں ملاقات کر چکی تھی، وہ پیشے کے اعتبار سے سول انجینئر رہ چکی تھی اور وہ بڑی پرمزاح خاتون ہیں۔

روس کے اس پہلے دورے کا مقصد یہ تھا کہ بل کلنٹن اور بورس یلسن کے درمیان تعلقات کو مضبوط کیا جائے تا کہ وہ تحلیل شدہ سوویت یونین کے جوہری اسلحے کے ڈھیر اور نیٹو کی مشرقی یورپ کے ممالک کی طرف توسیع جیسے امور پر مثبت انداز میں قدم آگے بڑھا سکیں۔

جس وقت ہمارے شوہر صاحبان اپنے مذاکرات میں مصروف تھے، میں اور نینا ماسکو کے ایک ہسپتال کا دورہ کرنے گئیں۔ وہاں ہمارے دورے سے قبل تازہ تازہ رنگ و روغن کیا گیا تھا۔ مجھے وہاں امریکی ہیلتھ سسٹم پر تبادلہ خیال

PDF KI DUNY

قسط نمبر 17

نیلسن منڈیلا سے ملاقات

واشنگٹن رواجوں کا شہر کہلاتا ہے۔ یہاں ایک مشہور تقریب کا رواج عام ہے جو گریڈ یرون ڈنر کہلاتی ہے اور اس میں صدر امریکہ اور خاتون اول دونوں شریک ہوتے ہیں۔ اس ڈنر میں واشنگٹن کے چیدہ صحافی ہی شریک ہوتے ہیں۔ 1975ء تک صحافیوں کے اس کلب میں کسی خاتون صحافی کو رکنیت نہیں دی گئی تھی۔ 1992ء میں وائٹ ہاؤس کی رپورٹر ہیلن تامس گریڈ یرون کلب کی پہلی خاتون صدر منتخب کی گئی یہ ڈنر تقریب عام طور پر آف دی ریکارڈ ہوتی ہے اور اس میں شریک صحافی اس بارے میں خبریں یا تبصرے شائع نہیں کرتے۔ البتہ پروگرام کی جھلکیاں اور دلچسپ فقروں کی خبر ضرور شائع کی جاتی ہے۔

صحت پالیسی کے بارے میں (متعدد وجوہ کے باعث جس کا اعلان نہیں ہو سکا تھا) ہمارے اقدامات کی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔ ہمیں کبھی کبھی ایسا لگتا تھا جیسے اس جانب اٹھایا گیا ہمارا ہر قدم ہمیں دو قدم پیچھے لے جا رہا ہے ایوان تجارت اور ایسوسی ایشن آف مینوفیکچررز کا موقف تھا کہ کسی ادارے میں اگر 50 سے زائد افراد ملازم ہیں تو وہ وہاں ہیلتھ پالیسی اور ہیلتھ انشورنس کے منصوبے کو تسلیم کرلیں گے ان دونوں گروپس کو ری پبلکن کی بھرپور حمایت حاصل تھی۔

ایک طرف واشنگٹن میں صحت پالیسی پر تنازع جاری تھا تو دوسری جانب انہی دنوں اقوام متحدہ نے ہیٹی میں فوجی اقتدار کے خلاف پابندیوں کا اعلان کر دیا۔ ادھر ہیٹی سے امریکہ کی طرف آنے والے مہاجروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ بل کلنٹن نے نائب صدر رچرڈ ہیلگورے سے کہا کہ وہ جنوبی افریقہ کے صدر نیلسن منڈیلا کی صدارت کی تقریب میں شرکت کے لئے امریکی وفد لے کر چلے جائیں اس وفد میں ہیلگور کی اہلیہ ٹپر اور میں بھی شامل تھی میرے لئے اس تقریب میں شرکت ایک اعزاز تھا میں 1980ء کے عشرے میں جنوبی افریقہ کے بائیکاٹ کے حامیوں میں شامل تھی مجھے امید تھی کہ وہاں نسل پرست حکومت ایک روز بین الاقوامی دباؤ کے آگے ضرور جھک جائے گی۔

فروری 1990ء میں جب نیلسن منڈیلا نے قید خانے سے قدم باہر نکالا تو بل نے سب سے پہلے چیلسی کو جگایا تاکہ وہ ٹی وی پر اس بارے میں دکھائی جانے والی فلم دیکھ سکیں۔

امریکہ سے جوہانسبرگ تک 16 گھنٹے کی پرواز ہے۔ جہاز میں میرے ساتھ موجود رفقا ساری رات تاش کھیلتے رہے۔ کچھ لوگ موسیقی سنتے رہے اور کچھ جنوبی افریقہ میں ہونے والی اس تاریخی تبدیلی کے بارے میں تبادلہ خیال کرتے رہے۔

27 برس تک قید میں رہنے کے بعد نیلسن منڈیلا کو جب آزادی ملی تو نیلسن منڈیلا وہاں کے پہلے سیاہ فام صدر منتخب ہو گئے۔ جنوبی افریقہ کی جدوجہد آزادی امریکہ کی شہری حقوق کی تحریک سے متاثر ہو کر شروع کی گئی تھی۔

جوہانسبرگ جنوبی افریقہ کا ایک جدید اور خوبصورت شہر ہے۔

اپنے قیام کے پہلے روز شام کو مارکیٹ تھیٹر میں ہم نے ایک شو دیکھا۔ اس کے بعد ہم ایک بوفے میں شریک ہوئے جہاں روایتی افریقی کھانے اور سلاد سے ہماری تواضع کی گئی۔ اس وقت تک نیلسن منڈیلا نے بطور صدر حلف نہیں اٹھایا تھا۔ ہمارے وفد کو پریٹوریا لے جایا گیا۔ وہاں امریکی نائب صدر ہیلگور نے جنوبی افریقہ کے اس وقت کے سفید فام صدر ڈی کلارک سے ملاقات کی۔ ٹپر اور میں نے ڈی کلارک کی اہلیہ اور حکومتی وزراء کی بیگمات کے ساتھ ناشتہ کیا۔

نیلسن منڈیلا کی صدارت کی حلف برداری کی تقریب میں 50 ہزار افراد نے شرکت کی۔ جس وقت جنوبی افریقہ کی فضائیہ کے طیارے فلائی پاسٹ کا مظاہرہ کر رہے تھے، اس وقت ہمارے وفد میں شریک کولن پاول (موجودہ امریکی وزیر خارجہ) کے آنسو نکل پڑے تھے۔ چند سال قبل تک یہی طیارے جنوبی افریقہ کی نسل پرست انتظامیہ کی قوت کا مظہر تھے اور اب یہی طیارے اپنے ملک کے سیاہ فام کمانڈر انچیف کا خیر مقدم کر رہے تھے۔

نیلسن منڈیلا نے اپنی تقریر میں نسل پرستی اور جنس کی بنیاد پر کسی امتیازی سلوک کی مذمت کی۔ جب ہم اس تقریب سے رخصت ہونے لگے تو میں نے دیکھا کہ ممتاز امریکی شخصیت جیسی جیکسن خوشی سے بے تاب ہو کر رونے لگے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔

”کیا آپ نے کبھی تصور کیا تھا کہ ہم لوگ ایک روز یہ منظر بھی دیکھ سکیں گے؟“

اس کے بعد ہمارے وفد کو ایوان صدر لے جایا گیا۔ وہاں کا ماحول نہایت خوشگوار ہو چکا تھا۔ اب وہاں فوجی وردیوں میں ملبوس اہلکاروں کے بجائے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے ثقافتی طائفے اپنا اپنا پروگرام پیش کر رہے تھے۔ وہاں مختلف سربراہان مملکت اور سربراہان حکومت بھی آئے ہوئے تھے۔

PDF KI DUNY

قسط نمبر 18

ملکہ ایلزبتھ سے ملاقات

برطانوی ملکہ ایلزبتھ نے ہمیں شاہی بحری جہاز ایچ ایم ایس بریٹانیا میں ایک رات قیام کرنے کی دعوت بھی دی۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ اس دورے سے مجھے برطانیہ کے شاہی خاندان کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملے گا۔ میں گزشتہ سال شہزادہ چارلس سے نائب صدر ایلگور کی ایک ڈنر پارٹی میں ملاقات کر چکی تھی۔ وہ ایک پر مزاح، ذہین اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔

جب میں اور بل کلنٹن شاہی بحری جہاز بریٹانیا میں سوار ہوئے تو ہمیں ملکہ پرنس فلپ اور مادر ملکہ کے پاس لے جایا گیا۔ انہوں نے اس موقع پر کافی سے ہماری تواضع کی۔ جب میں نے اپنی ٹرپ ڈائریکٹر کیلی کیری ہیڈ کا تعارف کرایا تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ مادر ملکہ نے کیلی سے کہا کہ وہ چاہے تو ان کے ساتھ ڈار کر سکتی ہے۔ کیلی نے جواب دیا کہ اگر اس کی مصروفیت میں سے وقت نکلا تو ڈنر میں شرکت کر کے اسے یقیناً خوشی ہوگی۔

پھر کیلی میرے کیبن میں آئی اور وہاں اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں نے اسے کہا کہ وہ مادر ملکہ کے ساتھ ڈنر کرے۔ اسکے پاس اس موقع پر پہننے کا مخصوص لباس بھی موجود نہ تھا چنانچہ میں نے اپنے سوٹ کیس کھول کر اپنے کپڑے نکال لئے اور پھر ایک موزوں جوڑا کیلی کے حوالے کیا تا کہ اسے پہن کر وہ ڈنر میں شریک ہو سکے۔

ڈنر کے دوران میں مرکزی ٹیبل پر ملکہ ایلزبتھ کے شوہر پرنس فلپ اور برطانوی وزیراعظم جان میجر کے درمیان بیٹھی تھی۔ اس مرکزی ہال میں پانچ سے زائد مہمان شریک دعوت تھے۔

مہمانوں میں سابق برطانوی وزیر اعظم مسز مارگریٹ تھیچر بھی موجود تھیں۔ ایک اور سابق برطانوی وزیر اعظم سرونسن چرچل کی بیٹی میری سومز بھی مہمانوں میں شامل تھیں۔ وزیر اعظم جان میجر مجھے مختلف مہمانوں کے بارے میں بتاتے جا رہے تھے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جب وہ نوجوانی میں نائجیریا میں کام کے سلسلے میں مقیم تھے تو ان کی گاڑی کو حادثہ پیش آگیا تھا جس کے نتیجے میں انہیں مہینوں تک تکلیف برداشت کرنی پڑی تب کہیں جا کر وہ ٹھیک ہو سکے۔

پرنس فلپ کے برابر میں، میں تھی تو ان کے برابر میں بلجیم کی ملکہ پاؤلا تشریف فرما تھیں پرنس فلپ کبھی مجھ سے اور کبھی ان سے باتیں کرتے رہے۔

ملکہ ایلزبتھ بل کلنٹن کے ساتھ تشریف فرما تھیں۔ انہوں نے بڑا خوبصورت تاج پہن رکھا تھا۔ اور جب جب وہ بل کلنٹن کی بات پر ہنستیں تو تاج کی جگمگاہٹ دیکھنے کے قابل ہوتی۔ ملکہ اپنی نرمی اور شباہت میں مجھے میری والدہ کی طرح محسوس ہوئیں۔

جب چیلسی نو برس کی تھی تو میں اور بل اسے لندن کی سیر کرانے لے گئے تھے۔ اس کی شدید خواہش تھی کہ وہ ملکہ ایلزبتھ اور شہزادی ڈیانا سے ملاقات کر سکے۔ اس دورے میں ان دونوں شخصیات سے ہم اس کی ملاقات نہ کرا سکے تھے۔ البتہ میں اسے لے کر انگلستان کے بادشاہوں اور ملکاؤں کے بارے میں ایک دستاویزی تاریخی نمائش دکھانے لے گئی تھی۔

وہاں چیلسی نے ہمارے ساتھ ایک گھنٹہ گزارا اور مختلف بادشاہوں اور ملکاؤں کے بارے میں جرج معلومات پڑھتی رہی۔ نمائش دیکھنے کے بعد چیلسی نے مجھ سے کہا تھا۔

''ممی میرا خیال ہے کہ بادشاہ یا ملکہ ہونا ایک بہت مشکل کام ہے''۔

ڈنر کے اگلے روز صبح میری شہزادی ڈیانا سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات رائل نیوی میں پر ایک تقریب میں ہوئی۔ اس وقت تک انہوں نے شہزادہ چارلس سے طلاق نہیں حاصل کی تھی۔ وہ وہاں موجود اپنے مداحوں کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتی رہیں وہ بے پناہ خوبصورت شخصیت کی مالک تھیں اگر چہ ان سے اس تقریب میں ملاقات مختصر نوعیت کی تھی مگر میں انہیں پسند کرنے لگی تھی۔

شہزادی ڈیانا نے ایڈز کے بارے میں عوامی شعور بیدار اور بارودی سرنگوں کے نقصانات کے بارے میں بھرپور انداز میں کام کیا۔ وہ ایک اچھی ماں بھی تھیں۔ ہماری ملاقاتیں جب بھی ہوئیں تو ہم نے اس موضوع پر گفتگو کی کہ عوام کی نظروں میں اہم شخصیات کو اپنے بچوں کی پرورش کس انداز میں کرنی چاہئے۔

اسی سہ پہر کو ہم نے بریٹانیا کے ذریعے دوبارہ انگلستان (انگلش چینل) کی سیر بھی کی۔ اس موقع پر مختلف بحری جہاز بھی موجود تھے۔ بعدازاں فرانسیسی ساحل سے کچھ فاصلے پر لنگر انداز امریکی طیارہ بردار بحری بیڑے یو ایس ایس جارج واشنگٹن پر سوار ہوئے۔ کسی بھی طیارہ بردار بحری جہاز پر یہ میرا پہلا دورہ تھا۔ یو ایس ایس جارج واشنگٹن ایک تیرتا ہوا شہر ہے جس کی آبادی چھ ہزار ملاحوں اور میرینز پر مشتمل ہے۔

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 19

دورۂ پاکستان

مارچ 1995ء میں پاکستان اور بھارت کے 12 روزہ دورے پر کلنٹن میرے ساتھ نہ تھے، البتہ چیلسی میرے ساتھ تھی۔ اس کے علاوہ میرے ساتھ وائٹ ہاؤس کا سٹاف، محکمہ خارجہ، میڈیا اور سیکرٹ سروس کے اہلکار تھے۔ 11 مسافروں کو لے کر جیٹ طیارہ ریوز ایئر فورس بیس سے روانہ ہوا تو 17 گھنٹے کی طویل پرواز کے بعد اسلام آباد کے ہوائی اڈا پر اترا تو وہاں طوفانی بارش ہو رہی تھی۔ دراصل ہمارے فارن آفس نے جنوبی ایشیاء میں امریکہ کی گہری دلچسپی ظاہر کرنے کیلئے مجھ سے اس خطے کا دورہ کرنے کی درخواست کی تھی۔ کیونکہ ان دونوں کی گوناگوں مصروفیات کے باعث صدر یا نائب صدر کے لئے برصغیر کے دورہ پر جانا نہیں تھا۔ میرے دورہ سے لوگوں کو یہ باور کرانا مقصود تھا کہ دنیا کا یہ خطہ امریکہ کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور بل کلنٹن استحکام جمہوریت کے لئے کی جانے والی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مزید یہ کہ وہ فری مارکیٹ کو توسیع دینے اور انسانی حقوق خصوصاً خواتین کے حقوق کو فروغ دینے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں میں نے جنوبی ایشیاء کے کئی ملکوں کا دورہ کیا تاہم ہر ملک میں میرے قیام کی مدت بڑی مختصر تھی ان دونوں متشددانہ کارروائیوں اور عدم استحکام کے باعث ان ملکوں کا ماحول خاصا پراگندہ تھا میرے دورہ پاکستان سے تین ہفتے پیشتر بعض دہشت گردوں نے امریکی قونصلیٹ کے کارکنوں کو لے جانے والی گاڑی پر حملہ کر کے دو آدمی ہلاک کر دیئے تھے۔ اس کے علاوہ 1993ء میں ٹریڈ سنٹر میں تخریبی کارروائی کے منصوبہ سازوں میں شامل یوسف رمزی کو گرفتار کر کے چند روز قبل امریکہ بھیج دیا گیا تھا۔ اس قسم کے واقعات کے باعث سیکرٹ سروس والوں کو میرے دورہ کی بابت زبردست تشویش لاحق تھی ان کی کوشش تھی کہ میری نقل وحرکت عوام سے دور اور سرکاری مقامات تک محدود رکھی جائے۔

پہلی بار اگلی صبح مارگلہ ہلز پر سورج طلوع ہوا تو میں نے پہلی بار اسلام کو دیکھا جو مجھے بہت پسند آیا۔ یہ ایک منظم شہر اور جدید فن تعمیر کا نادر نمونہ تھا۔ حصول آزادی کے بعد جنوبی ایشیا کے کئی ملکوں میں غیر ملکی امداد سے جو کئی نئے دارالحکومت بنائے گئے۔ میرے خیال میں اسلام آباد ان میں سب سے خوبصورت اور جاذب نظر ہے۔ میں اسلام آباد کی مسحور کن فضا میں اس قدر کھو گئی کہ مجھے احساس ہی نہ رہا کہ اس وقت میں جنوبی ایشیاء کے دورے پر ہوں تھوڑی دیر بعد میں صدر پاکستان، بیگم نسرین لغاری سے ملاقات کے لئے ایوان صدر پہنچی تو میری ساری خوش فہمیاں دور ہو گئیں وہ پردہ کی سخت پابندی کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے شوہر کی حلف برداری کی تقریب میں بھی شریک نہیں ہوئیں اور عام ناظرین کی طرح اس تقریب کو اپنے ٹیلی ویژن پر دیکھنا پسند کیا۔ انتہائی بیش قیمت لباس میں ملبوس بیگم لغاری نے بڑی روانی کے ساتھ انگریزی میں گفتگو کی تو میں بڑی متاثر ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اسلامی احکام اور خاندانی روایات کے مطابق پردہ کرتی ہیں کبھی کبھار باہر جانا پڑے تو نقاب اوڑھ کر جاتی ہیں میں ان کے ساتھ ایوان صدر کی دوسری منزل پر رہائشی حصہ میں گئی تو صرف خاتون معاونین اور سیکرٹ سروس والے میرے ساتھ جا سکے نسرین لغاری نے مجھ سے امریکہ کی بابت بہت سے سوال کئے۔ میں بھی ان کی زندگی کے متعلق بہت کچھ جاننے کی خواہاں تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کیا وہ پسند کریں گی کہ ان کے خاندان میں عورتوں کی آئندہ نسلیں مختلف طریقے سے زندگی بسر کریں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ان کی بیٹیاں جدید طرز زندگی کو اپنا چکی ہیں اور ان کی شادی شدہ بڑی بیٹی اس ڈنر میں شریک ہوگی جو گورنر پنجاب کی طرف سے آئندہ شب میرے اعزاز میں دیا جائے گا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا تضاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اب وہ بیٹی ہمارے ساتھ نہیں رہتی۔ سسرال میں اسے وہی کچھ کرنا پڑے گا جو اس کا شوہر چاہے گا چونکہ اس کے شوہر کو ایسی تقریبات میں اس کی شرکت پسند ہے اس لئے وہ ان میں شرکت کرتی ہے۔ البتہ میرے بیٹوں کی بیویاں اپنے شوہروں کی خواہش کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے پردہ کرتی ہیں۔

پاکستانی معاشرے کے تضادات اس وقت مزید اجاگر ہو گئے جب اگلے دن بے نظیر بھٹو نے میرے اعزاز میں لنچ دیا اور اس میں درجنوں روشن خیال خواتین نے شرکت کی۔ ان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین اور سرگرم سیاسی کارکنوں کے علاوہ ایک پائلٹ، ایک گلوکارہ، ایک بینکار اور پولیس میں ڈی ایس پی کے عہدہ پر فائز خاتون شامل تھیں ان کے عزائم بلند اور اپنے کیریئر کو کامیاب بنانے کی زبردست تڑپ موجود تھی وہ سب پاکستان کی منتخب خاتون وزیراعظم کی مہمان تھیں۔

مجھے بے نظیر بھٹو کو قریب سے دیکھنے اور ان کے ساتھ مکالمہ کرنے کا موقع ملا۔ وہ ایک ذہین اور پرکشش شخصیت کی مالک ہیں۔ اس وقت ان کی عمر 45-46 برس ہوگی۔ انہوں نے پاکستان کے ایک ممتاز سیاسی خاندان میں جنم لیا۔ ہارورڈ اور آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ان کے والد ذوالفقار علی بھٹو 77-1971ء کے دوران پاکستان کے وزیراعظم رہے۔ وہ بڑے مدبر اور سب سے زیادہ مقبول عوامی رہنما تھے۔ 1977ء میں فوجی انقلاب کے ذریعے ان کا تختہ

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 20

دورۂ بھارت

اگلے روز ہم نئی دہلی کے لئے روانہ ہو گئے۔ میں بھارت کے دورے پر اس وقت سے جانے کی آرزومند تھی جب میں کالج میں زیر تعلیم تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ کبھی نہ کبھی انڈیا جا کر یا تو پڑھوں گی یا پھر پڑھاؤں گی۔ اور اب ربع صدی بعد میں بھارت کا پہلا سفر اختیار کر رہی تھی اور اس سفر میں مجھے اپنے ملک کی نمائندگی کرنی تھی۔

بل نے مجھے کہا تھا کہ میں بھارت ضرور جاؤں کیونکہ وہ بھارت سے اچھے تعلقات کے خواہاں تھے۔ میں بھی دنیا کی اس سب سے بڑی جمہوریہ کو دیکھنا چاہتی تھی۔

پہلے روز مجھے مدر ٹریسا کے یتیم خانے جانا تھا۔ ان دنوں مدر ٹریسا بھارت سے باہر گئی ہوئی تھیں۔ اس لئے سسٹر پریسلیا نے ہمیں یتیم خانے کا معائنہ کرایا۔ چیلسی اور میں نے وہاں بہت سی لڑکیاں دیکھیں جو مختلف عمروں کی تھیں۔ پریسلیا نے ہمیں بتایا کہ ان بچیوں کی مائیں انہیں خود چھوڑ جاتی ہیں کیونکہ وہ غربت کی وجہ سے انہیں پال نہیں سکتیں اس طرح پر سسٹر نے یہ بھی کہا کہ میری آمد کی وجہ سے مقامی حکام نے یتیم خانے کی طرف آنے والی کچھ سڑک کی استرکاری کر دی ہے۔

امریکی سفیر کی رہائش گاہ ''روزویلٹ ہاؤس'' میں بھارتی خواتین کے ساتھ ظہرانے پر ملاقات ہوئی جبکہ عشائیہ صدر شنکر دیال شرما کے ساتھ ہوا۔ اگلے روز وزیراعظم پی وی نرسمہا راؤ سے میری ملاقات طے تھی۔ اس کے علاوہ مجھے راجیو گاندھی فاؤنڈیشن میں حقوق نسواں کے موضوع پر خطاب بھی کرنا تھا۔ تاہم مجھے تقریر لکھنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔

میرے دورۂ بھارت میں پریس سے میرا تعلق مزید مضبوط ہوا۔ ہمارے وفد میں بھی صحافی شامل تھے۔ یہ بات طے شدہ تھی کہ دوران سفر ہوائی جہاز میں اور بعد میں ہوٹل میں ہماری ہونے والی سرگرمی آف دی ریکارڈ ہو گی۔ میرے ساتھ آنے والے صحافیوں کے لئے بھی یہ اچھا تجربہ تھا اور انہوں نے پہلی بار چیلسی کو اتنے قریب سے دیکھا تھا..... میرے ساتھ موجود صحافیوں نے کہا کہ وہ چیلسی سے گفتگو کر کے اس کے تاثرات لینا چاہیں گے۔ جب ہم تاج محل کی سیر کو گئے تب میں نے صحافیوں سے کہا کہ وہ چیلسی کی گفتگو ریکارڈ کر سکتے ہیں چیلسی نے کہا۔

''جب میں چھوٹی سی تھی تب اس جگہ (تاج محل) کا تصور میرے لئے پریوں کے کسی دیس کی طرح تھا۔ میں اس کی بہت سی تصویریں دیکھ چکی ہوں اور خوابوں میں بھی میں نے دیکھا کہ میں یہاں کی کوئی شہزادی ہوں۔ اور اب میں یہاں سچ مچ آ چکی ہوں اور یہ جگہ واقعی قابل دید ہے۔''

میرے دورۂ بھارت میں تاج محل کے دورے کے علاوہ ریاست گجرات کے شہر احمد آباد کا دورہ بھی بڑا یادگار تھا۔ پہلے ہمیں گاندھی جی کے آشرم کا دورہ کرایا گیا گاندھی عدم تشدد کے پرچارک تھے۔ اس لئے ایک عورت ایلا بھٹ نے انکے فلسفے سے متاثر ہو کر 1971ء میں ایک ادارہ قائم کیا جس کا نام سیوا ''سیلف ایمپلائیڈ وویمنز ایسوسی ایشن'' (SEWA) رکھا گیا۔ سینیٹر موئنیہان کی اہلیہ لز نے ایلا سے میرا تعارف کرایا تھا اور کہا تھا کہ میں اس کے ادارے کا دورہ ضرور کروں۔

سیوا کا دعویٰ ہے کہ بھارت میں اس کے ارکان کی تعداد ایک لاکھ 40 ہزار ہے۔ جن میں انتہائی غریب کم تعلیم یافتہ افراد اور خواتین بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ خواتین کی شادی کر دی گئی ہے اور وہ اپنے شوہروں کے گھروں میں رہ رہی ہیں۔ سیوا نے محروم طبقے اور خواتین کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لئے قرضے جاری کئے۔ ان کو تعلیم کی سہولت فراہم کی اور کاروبار چلانے کی تربیت بھی دی۔ اس طرح ہزاروں افراد سیوا کی وجہ سے برسرروزگار ہو چکے ہیں۔

گجرات کے دیہات میں میرے دورے کی اطلاع پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ اس لئے وہاں ایک ہزار سے زائد خواتین موجود تھیں کچھ خواتین محض میری وجہ سے نو دس گھنٹوں کی مسافت شدید گرمی میں پیدل طے کر آئی تھیں۔ ایک بڑے سے ٹینٹ میں ان خواتین کو اپنا منتظر دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے انہوں نے رنگ برنگی ساڑھیاں پہن رکھی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے وہاں انسانی دھنک بکھر گئی ہو۔ ان میں ہندو، مسلمان اور اچھوت سب ہی شامل تھیں چیلسی بھی انہی خواتین کے ساتھ بیٹھی رہی۔ مختلف خواتین ایک ایک کر کے مجھے بتاتی جا رہی تھیں کہ سیوا نے ان کی زندگیوں میں کیسا انقلاب برپا کر دیا ہے ایک عورت نے یہ بھی کہا کہ وہ اب اپنی ظالم ساس سے بالکل بھی خوف زدہ نہیں پھر ان خواتین نے ایلا بھٹ کے اشارے پر ایک ساتھ کھڑے ہو کر گجراتی زبان میں اظہار تشکر کیا۔ ان خواتین کے کھڑے ہونے سے مجھے لگا جیسے ٹینٹ میں رنگوں کی دیوار اٹھ کھڑی ہوئی ہو۔

اگلے روز نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو کے لئے جب ہمارا طیارہ پرواز کر رہا تھا تب بھی ان خواتین کے چہرے میری نگاہوں میں گھوم رہے تھے نیپال کے قدرتی مناظر دنیا کے خوبصورت ترین مقامات میں سے ایک ہیں۔ مجھ

PDF KI DUNYA

بازوؤں میں گاڑتی رہی۔ یہ نسخہ مجھے سیکرٹ سروس کے ایجنٹ نے بتایا تھا۔

رات کا کھانا شاہ حسین اور ملکہ نور کے ساتھ تھا۔ یہ عشائیہ ان کی سرکاری رہائش گاہ پر دیا گیا تھا۔ یہ روایتی محل نہ تھا بلکہ ایک بڑا آرام دہ گھر تھا۔ ہم چاروں نے ایک چھوٹی سی گول میز پر بیٹھ کر رات کا کھانا تناول کیا۔

ہم نے الہاشمیہ پیلس میں رات گزیار۔ یہ محل عمان شہر کے شمال مغرب میں ایک پہاڑی پر تعمیر کیا گیا ہے اور یہاں سے پہاڑیوں اور صحرائیوں کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

اردن سے ہماری اگلی منزل اسرائیل تھی جہاں وزیر اعظم آئزک رابن کی اہلیہ میری سالگرہ کا کیک لئے میری منتظر تھیں۔ یہ میری سالگرہ کا تیسرا کیک تھا۔ بل کلنٹن نے یہاں بھی اسرائیلی پارلیمنٹ سے خطاب کیا۔ وطن واپسی پر میں سوچ رہی تھی کہ اسرائیل امن اور تحفظ کے قریب آچکا ہے۔ ہمارا یہ دورہ بل کلنٹن کے خارجہ معاملات کے حوالے سے سنگ میل ثابت ہوا اب بل کلنٹن کی توجہ کا مرکز آئر لینڈ تھا جہاں گزشتہ کئی دہائیوں سے بدامنی اپنے عروج پر تھی اس کے علاوہ ہیٹی اور شمالی کوریا پر بھی ان کی توجہ مرکوز تھی۔

اکتوبر کے اواخر تک بل کلنٹن کی مقبولیت میں اضافہ ہو گیا میں بھی یہی چاہتی تھی کہ امریکی عوام اپنے صدر کو سیاست دان سے زیادہ ایک مدبر کی حیثیت سے پہچانیں۔

قبل ازیں دو اہم واقعات ہو چکے تھے۔ ستمبر میں ایک روز رات کے وقت ایک شخص نیا پنا چھوٹا سے طیارہ ایگزیکٹو مینشن سے ٹکرا دیا۔ اس وقت ہم بلیئر ہاؤس میں سو رہے تھے کیونکہ وائٹ ہاؤس میں ہمارے رہائشی حصوں میں ہیٹنگ اور ایئر کنڈیشننگ سسٹم کی تزئین و درستگی کا کام کیا جا رہا تھا اس حادثے میں جہاز کا پائلٹ ہلاک ہو گیا اور کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ بظاہر لگتا تھا کہ وہ دوسرے لوگوں کی توجہ حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس کا مقصد محض جان دینا نہیں تھا۔

29 اکتوبر کو میں سان فرانسسکو میں سینیٹر ڈائی این فائن اسٹائن کے ساتھ پیلس آف فائن آرٹس تھیٹر میں ایک تقریب میں شریک تھی۔ اتنے میں سیکرٹ سروس کا ایک ایجنٹ مجھے سائیڈ میں بنے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گیا۔ سیکرٹ سروس کے ہیڈ جارج راجر رہی۔ یہ نسخہ مجھے سیکرٹ سروس کے ایجنٹ نے بتایا تھا۔

رات کا کھانا شاہ حسین اور ملکہ نور کے ساتھ تھا۔ یہ عشائیہ ان کی سرکاری رہائش گاہ۔ پر دیا گیا تھا۔ یہ روایتی محل نہ تھا بلکہ ایک بڑا آرام دہ گھر تھا۔ ہم چاروں نے ایک چھوٹی سی گول میز پر بیٹھ کر رات کا کھانا تناول کیا۔

ہم نے الہاشمیہ پیلس میں رات گزاری۔ یہ محل عمان شہر کے شمال مغرب میں ایک پہاڑی پر تعمیر کیا گیا ہے اور یہاں سے پہاڑیوں اور صحرائیوں کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

اردن سے ہماری اگلی منزل اسرائیل تھی جہاں وزیر اعظم آئزک رابن کی اہلیہ میری سالگرہ کا کیک لئے میری منتظر تھیں۔ یہ میری سالگرہ کا تیسرا کیک تھا۔ بلم کلنٹن نے یہاں بھی اسرائیلی پارلیمنٹ سے خطاب کیا۔ وطن واپسی پر میں سوچ رہی تھی کہ اسرائیل امن اور تحفظ کے قریب آچکا ہے۔ ہمارا یہ دورہ بل کلنٹن کے خارجہ معاملات کے حوالے سے سنگ میل ثابت ہوا اب بل کلنٹن کی توجہ کا مرکز آئر لینڈ تھا جہاں گزشتہ کئی دہائیوں سے بدامنی اپنے عروج پر تھی اس کے علاوہ ہیٹی اور شمالی کوریا پر بھی ان کی توجہ مرکوز تھی۔

اکتوبر کے اواخر تک بل کلنٹن کی مقبولیت میں اضافہ ہو گیا میں بھی یہی چاہتی تھی کہ امریکی عوام اپنے صدر کو سیاست دان سے زیادہ ایک مدبر کی حیثیت سے پہچانیں۔

قبل ازیں دو اہم واقعات ہو چکے تھے۔ ستمبر میں ایک روز رات کے وقت ایک شخص نے اپنا چھوٹا سے طیارہ ایگزیکٹو مینشن سے ٹکرا دیا۔ اس وقت ہم بلیئر ہاؤس میں سو رہے تھے کیونکہ وائٹ ہاؤس میں ہمارے رہائشی حصوں میں ہیٹنگ اور ایئر کنڈیشننگ سسٹم کی تزئین و درستگی کا کام کیا جا رہا تھا۔ اس حادثے میں جہاز کا پائلٹ ہلاک ہو گیا اور کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ بظاہر لگتا تھا کہ وہ دوسرے لوگوں کی توجہ حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس کا مقصد محض جان دینا نہیں تھا۔

29 اکتوبر کو میں سان فرانسسکو میں سینٹر ڈگئی این فائن اسٹائن کے ساتھ پیلس آف فائن آرٹس تھیٹر میں ایک تقریب میں شریک تھی۔ اتنے میں سیکرٹ سروس کا ایک ایجنٹ مجھے سائیڈ میں بنے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گیا۔ سیکرٹ سروس کے ہیڈ جارج راجر سخت تکلیف دہ تھا۔ بل نے امریکہ کے لئے جو بھی بہتر سمجھا وہی قدم اٹھایا تھا۔ میں چاہتی تھی کہ بل کلنٹن کی صدارت کامیابی سے ہمکنار ہو۔ میں اپنے شوہر پر بھروسہ کرتی تھی اس لئے میں ان کی مددگار ساتھی بننا چاہتی تھی۔

انتخابی شکست کا زمانہ وائٹ ہاؤس میں ہمارا سب سے بدترین دور تھا۔ نومبر کی ایک بے کیف صبح میں اوول آفس میں بل سے ملاقات کے بعد اپنے دفتر میں پہنچی تو ایلیسنر روزویلٹ کی تصویر کے پاس رک گئی۔ میں ان کی بڑی مداح ہوں جن دنوں وہ خاتون اول تھیں اس زمانے کی ان کی بہت سی یادگار تصاویر میرے پاس محفوظ ہیں۔

میں موجود تھا۔ موت کا شکار ہونے والوں میں شامل تھا۔

اوکلاہاما میں ہلاک ہونے والے کی تعداد 168 تھی جن میں 19 بچے بھی شامل تھے۔ یہ بچے اس فیڈرل بلڈنگ کی دوسری منزل پر قائم ایک ڈے کیئر سینٹر میں موجود تھے۔ وہاں تباہی اور لاشوں کے مناظر بڑے دلگداز تھے۔

لوگ جاننا چاہتے تھے کہ اوکلاہاما میں بم دھماکے کی وجہ کیا ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لوگ یہ جاننا بھی چاہتے ہیں کہ مستقبل میں ایسے تخریبی واقعات کے سدباب کے لئے سرکاری سطح پر کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں مجھے بچوں کی زیادہ فکر تھی کیونکہ بچے یہ سوچنے لگے ہوں گے کہ اب ان کا تعلیمی ادارہ بھی محفوظ نہیں رہا۔

اس دھماکے کے چند روز بعد ہی بل کلنٹن نے اول آفس میں ایسے چند بچوں سے گفتگو کی جن کے والدین بھی فیڈرل بلڈنگ میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین تھے۔ اس ملاقات کو ریڈیو اور ٹی وی پر بھی نشر کیا گیا میں نے ان بچوں سے کہا کہ دنیا میں اگر چہ برے لوگ ہیں تو یہاں اچھے افراد کی کمی نہیں۔ میں نے یہ بھی کہا کہ دیگر والدین کی طرح آپ کے والدین بھی آپ سے بے حد محبت کرتے ہیں اور آپ کے تحفظ کے لئے وہ بھی فکر مند رہتے ہیں۔

بل کلنٹن نے بچوں سے کہا کہ حکومت اس دھماکے کے اصل ذمہ داروں کو گرفتار کر کے سزا دے گی۔ اس کے بعد مختلف بچوں نے اس دھماکے کے بارے میں اپنے اپنے تاثرات کا اظہار کیا ایک بچے نے ایسا سوال کیا جسے سن کر میرا دل درد سے بھر گیا اور میں اس سوال کا جواب نہ دے سکی۔ سوال یہ تھا کہ:

’’جن بچوں نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا تھا ان کو کسی نے مارنے کی کوشش کیوں کی؟‘‘ بل اور مجھے پتا تھا کہ یہ مناظر ریڈیو سے نشر اور ٹی وی سے دکھائے جا رہے ہوں گے۔

ہمارے اوکلاہاما جانے سے قبل ایک مشتبہ شخص گرفتار کر لیا گیا اس کا تعلق حکومت مخالف ایک عسکری گروپ سے تھا۔

چین میں اختلاف رائے رکھنے والوں کی گرفتاری کوئی انوکھی بات نہیں۔ ہیری دو بھی انہی میں سے ایک تھا۔ مجھے چین میں ہونے والی اقوام متحدہ کی چوتھی عالمی کانفرنس برائے خواتین میں شرکت کرنا تھی میں اپنے ملک کے وفد کے سربراہی کر رہی تھی۔

ہیری وو کو 19 جون 1995ء کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ وہ اس سے قبل چینی لیبر کیمپوں میں انیس برس قید رہ چکا تھا اور انی حقوق کے علمبرداروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس کی گرفتاری تازقستان سے ملحق چینی صوبے نجیانگ میں عمل میں آئی تھی۔ اس کے پاس چین کا دورہ کرنے کے لئے کار آمد ویزہ موجود تھا مگر اس پر جاسوسی کا الزام عائد کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ گرفتاری کے ساتھ ہی ہیری وو راتوں رات مشہور ہو گیا۔

اقوام متحدہ کی عالمی کانفرنس برائے خواتین سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔ ماں اور بچے کی صحت، مائیکرو فنانس، گھریلو تشدد، تعلیم نسواں، خاندانی منصوبہ بندی، عورتوں کے مسائل اور ان کے قانون حقوق جیسے موضوعات کو کانفرنس میں زیر بحث لایا جاتا تھا۔ یہ کانفرنس ہر پانچ برس بعد منعقد ہوتی ہے میں چاہتی تھی کہ میری شرکت سے دنیا کو اندازہ ہو جائے کہ مذکورہ موضوعات پر امریکی حکومت کی کیا پالیسیاں ہیں۔

میں عورتوں اور بچوں کے مختلف مسائل اور امور پر گزشتہ 25 برسوں سے کام کرتی رہی تھی۔ اگر چہ امریکی خواتین کو اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے بہت سے فوائد حاصل ہو چکے تھے۔ تاہم دنیا کے دیگر حصوں کی بہت ساری خواتین ان فوائد سے محروم تھیں۔ اس حوالے سے میں اور میرا اسٹاف اس کانفرنس کی بھرپور تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔

امریکی کانگریس کا خیال تھا کہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے امریکی وفد کو چین نہیں جانا چاہئے۔

اسقاط حمل کے حوالے سے ویٹ کن اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی شدید بے چینی پائی جاتی تھی اسی طرح چین نے تبت سے شرکت کے خواہش مند افراد پر بھی کانفرنس کے دروازے بند کر رکھے تھے۔ چین میں انسانی حقوق کی خراب صورتحال کی وجہ سے بھی امریکہ میں ہمارے مخالفین کا خیال تھا کہ امریکی وفد کو وہاں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔

بل کلنٹن نے امریکی وفد کے لئے ری پبلکن پارٹی کے رکن نام کین، مسز ڈورتھی این کیلی اور ڈاکٹر لیلیٰ الریاطی کا انتخاب کیا اس وقت اقوام متحدہ میں امریکی سفیر میڈیلین البرایٹ کو بھی وفد میں شامل کیا گیا تھا۔

اگلے چھ ہفتوں تک یہی مباحثہ جاری رہا کہ مجھے اس کانفرنس میں شرکت کرنی چاہئے یا نہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ چینی حکومت اس کانفرنس کو دنیا میں اپنا امیج بہتر بنانے کے لئے استعمال کرے گی اور اگر میں نے کانفرنس میں شرکت کی تو چین کا امیج مزید بہتر ہو جائے گا اور اگر میں نے وہاں شرکت نہ کی تو یہ چینی قیادت کے لئے سخت دھچکا ثابت ہوگا امریکی حکومت نے کہہ دیا تھا کہ اگر ہیری وو چین میں قید رہے تو ہیلری کلنٹن اس کانفرنس میں شرکت نہیں کریں گی تاہم میں نے ایک عام شہری کی حیثیت سے اس کانفرنس میں شرکت کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ان دنوں بھی امریکہ چین تعلقات مختلف امور کی بنا پر کشیدہ تھے۔ ان امور میں تائیوان کا مسئلہ، جوہری عدم پھیلاؤ،

PDF KI DUNY

قسط نمبر 23

ایک روز ایئر فورس کا جیٹ طیارہ امریکی وفد کو لے کر بیجنگ کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہ فلائٹ 14 گھنٹوں کی تھی۔ اس سفر میں چیلسی میرے ساتھ نہ تھی۔ وہ اپنے والد کے ساتھ واشنگٹن میں تھی کیونکہ اس کے اسکول کھلے ہوئے تھے۔ ہم نے رات کا کھانا ہوائی جہاز میں کھایا۔ اس کے بعد جہاز میں وفد کے ارکان نے خود کو کمبلوں میں لپیٹ لیا اور سونے کی تیاری کرنے لگے۔ جہاز کے اندرونی حصوں کی روشنیاں بجھا دی گئی تھیں۔ ہمارا جہاز اس وقت بحر الکاہل کے اوپر پرواز کر رہا تھا۔ میری تقریر لکھنے والی ٹیم اس وقت نیند کے مزے لینے کے بجائے مسودے پر فائنل نظر ثانی کر رہی تھی یہ میری تقریر کا پانچواں یا چھٹا مسودہ تھا۔

ایسے دوروں میں نیند ایک قیمتی شے بن جاتی ہے۔ ایسے مواقع پر مختلف میٹنگز اور ڈنرز کی وجہ سے نیند بمشکل پوری ہو پاتی ہے۔ ہمارا قیام "چائنا ورلڈ ہوٹل" میں ہونا تھا۔ یہ بیجنگ کا سب سے بڑا لگژری ہوٹل ہے جہاں غیر ملکی سرکاری وفود کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہوٹل پہنچنے تک آدھی رات گزر چکی تھی اور اگلی صبح یعنی منگل مصروفیت کا آغاز ہو جاتا تھا۔ اس لئے میں بمشکل نیند پوری کر سکی۔

کانفرنس کے لئے جس ہال کا انتخاب کیا گیا تھا وہ دیکھنے میں بالکل اقوام متحدہ کے ہال کی طرح لگتا تھا۔ میں اگر چہ اس سے پہلے ہزاروں مرتبہ تقریر کر چکی تھی مگر اس وقت میں خود کو نروس محسوس کر رہی تھی۔ میں اس موقع پر اپنے ملک کی نمائندگی کر رہی تھی اور میں نہیں چاہتی تھی کہ میرے ملک میرے شوہر یا خود میرا نام بدنام ہو۔ ہمارے وفد کے ارکان دیگر ممالک سے آئے ہوئے وفود کے ارکان سے رسمی گفتگو میں مصروف تھے میں نے ہال میں نظر دوڑائی تو مجھے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مختلف نسلوں اور رنگوں کے افراد نظر آئے۔ کچھ لوگ مغربی لباس میں ملبوس تھے تو کچھ نے اپنا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ شرکا کی اکثریت کے کانوں پر ہیڈ فون لگا ہوا تھا تا کہ وہ ہر تقریر کا ترجمہ سن اور سمجھ سکیں۔

میری تقریر بہت سادہ اور غیر مبہم الفاظ میں مبنی تھی۔ میں نے اپنی تقریر میں خواتین اور بچوں کو درپیش مختلف مسائل اور موضوعات پر کھل کر اظہار کیا۔

جب میں نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے "تھینک یو ویری مچ" ادا کیا تو کانفرنس کے شرکاء نے کھڑے ہو کر میری تقریر کا خیر مقدم کیا اور پرجوش انداز میں تالیاں بجنے سے ہال گونجنے لگا۔ بعض شرکاء نے مجھ سے مصافحہ بھی کیا۔ کچھ نے بلند آواز میں کانفرنس میں شرکت کرنے پر میرا شکریہ بھی ادا کیا۔ میری تقریر صرف 21 منٹوں پر محیط تھی۔ ہال کے باہر بھی بہت ساری خواتین میرے استقبال کے لئے موجود تھیں۔ میری تقریر پر چینی حکومت کا ردعمل بہت مثبت نہ تھا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ کانفرنس ہال میں کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن پر دکھائی جانے والی تقریر کو بلیک آؤٹ کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ یہی تقریر ان کے قومی چینل سے بھی نشر ہو رہی تھی۔ چینی حکومت نہیں چاہتی تھی کہ اس کے عوام میری تقریر کے مندرجات سے آگاہ ہو سکیں۔

امریکی شہر ہوائی سے چین آمد تک میں ٹھیک طرح سے اخبارات کا مطالعہ نہیں کر سکتی تھی۔ میرے سٹاف میں سے کسی نے کہا کہ مجھے انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹربیون کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ میں ابھی ہوٹل میں اپنے کمرے میں پہنچی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اخبار انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹربیون کا تازہ شمارہ تھا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اخبار کا وہ شمارہ ہوٹل تک کون لایا۔ امریکہ سے روانگی سے قبل ہی بریفنگ میں مجھے بتایا جا چکا تھا کہ میں چین میں گفتگو احتیاط سے کروں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میری گفتگو ریکارڈ کر لی جائے۔ خاص طور پر ہوٹل کا کمرہ بھی بک کئے جانے کا امکان تھا۔

مجھے نہیں معلوم کہ انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹربیون کا شمارہ وہاں اتفاقاً پہنچا یا اس میں چینی حکومت کی کسی نگرانی کا عمل دخل تھا تاہم اخبار پہنچنے پر ہم سب خوب ہنسے تھے۔

میرے سٹاف کو یقین تھا کہ ہماری نگرانی کی جا رہی ہے۔ انہوں نے خاموشی سے ٹی وی سیٹ، لیمپ اور دیگر اشیاء کا معائنہ کر لیا تا کہ وہاں کوئی خفیہ آلہ دریافت ہو سکے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ میرا اسٹاف زور زور سے گفتگو کرتا اس سے اس خواہش کا اظہار ہوتا کہ وہ ملک شیک یا پیزا کھانے کے خواہشمند ہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر ان کے کمرے میں ملک شیک یا پیزا آ جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ واقعی نگرانی ہو رہی ہے مگر ان کے لئے ملک شیک یا پیزا نہیں آیا۔

اگلے روز مجھے بیجنگ میں این جی او کے نمائندوں سے بھی خطاب کرنا تھا۔ میرے ساتھ امریکی وزیر صحت ڈونا طلالا موجود تھیں۔ اس روز بہت زور کی بارش ہو رہی تھی۔ ہمارا وفد اس بارش میں شہر کے شمال میں اس طرف روانہ ہوا جہاں چاول اور دھان کے کھیت لگے ہوئے تھے۔ چینی حکام اس تقریب میں بھی شرکت سے پریشانی کا شکار تھے۔

PDF KI DUNY

قسط نمبر 24

ایک عورت نے یہ بتا کر مجھے حیران کر دیا کہ وہ مجھے ٹی وی پر اس وقت دیکھ چکی ہے جب میں بھارت کے دورے کے دوران احمد آباد میں سیوا کے پروجیکٹ سائٹ کے معائنے کے لئے گئی ہوئی تھی۔

چلی بھی ایک طویل عرصے تک جنرل آگسٹو پوشے کی آمریت کا شکار رہا۔ بالآخر 1989ء میں پوشے کے اقتدار کا خاتمہ ہوگیا۔ اب وہاں صدر ایڈورڈ فیری کی جمہوری حکومت قائم ہو چکی تھی ان کی اہلیہ مارنا لراچی ڈی فیری مجھے بہت عزیز تھیں ان کا ذاتی سٹاف نہایت پیشہ وارنہ انداز میں انہیں مائیکرو فنانس اور تعلیمی اصلاحات کے حوالے سے مختلف منصوبوں میں بھر پور مدد فراہم کر رہا تھا۔

چلی کے دارالحکومت سانتیا گو میں مائیکرو کریڈٹ پروجیکٹ کے دورے میں ایک عورت سے میری ملاقات کرائی گئی۔ جس نے قرضہ لے کر ایک سلائی مشین خریدی اور کپڑوں کی سلائی کا کام شروع کر دیا اس نے مجھے بتایا کہ اب وہ خود کو ایک آزاد پرندے کی طرح محسوس کرتی ہے اس کی یہ بات سن کر میں نے سوچا کہ کاش تمام عورتیں اسی طرح آزادی سے اپنی زندگیاں گزارنے کے قابل ہو سکیں۔

برازیل کے صدر فرنانڈو ہنرک کارڈوسو 1994 میں برسر اقتدار آئے۔ ان کی اہلیہ رتھ کارڈوسو ماہر عمرانیات ہیں۔ وہ اپنے عوام خصوصاً یہی علاقوں میں رہائش پذیر خواتین کی حالت بہتر بنانے کے لئے اپنے شوہر کے شانہ بشانہ کام کر رہی تھیں۔ اس جوڑے سے میری ملاقات دارالحکومت برازیلیا کے صدارتی محل میں ہوئی میں رتھ سے برازیل کی خواتین کے بارے میں بات چیت کرنے لگی۔ وہاں تعلیم یافتہ خواتین کے لئے مختلف شعبہ زندگی میں آگے بڑھنے کے بے شمار مواقع موجود تھے۔

برازیل کے صدر اور ان کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ اپنے ملک کا تعلیمی نظام تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے یہاں تعلیم صرف امراء کے بچوں کے لئے مخصوص سمجھی جاتی تھی۔ مگر اب یہاں ایک عدم مساوات کو دور کرنے کی کوششوں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ یہاں کے ساحلی شہر میں، میں نے ایک میوزیکل شو بھی دیکھا۔ اگلے روز میں نے ایک میٹرنٹی ہوم کا دورہ کیا۔ وزیر صحت یہاں میرے گائیڈ تھے۔ میں نے دیکھا کہ یہاں نصف خواتین اپنے نومولود بچوں کے ساتھ داخل تھیں جبکہ بقیہ خواتین امراض نسواں کا شکار تھیں۔ وزیر صحت نے بتایا کہ امیر خواتین تو مانع حمل کے طریقے اختیار کر لیتی ہیں جبکہ غریب خواتین اسقاط حمل پر پابندی کے باوجود یہ طریقہ استعمال کرنے پر مجبوری ہو جاتی ہیں۔

میری اگلی منزل ایک لینڈ لاک ملک پیرا گوئے تھا۔ یہاں خواتین اول کی کانفرنس ہونا تھی۔ ہم نے اس کانفرنس میں یہ طے کیا کہ اپنے اپنے ممالک کے بچوں کی حفاظتی ٹیکے لگوائے جائیں گے اس کے علاوہ چھوٹی بچیوں کے سکول میں داخلے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی صدر جوان کارلوس اور ان کی اہلیہ ماریا ٹیریسا نے یہاں ایک دعوت کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔

UrduPoint.com

جب ہم بس میں سوار ہو کر صدارتی محل جا رہے تھے تو میری برابر والی نشست پر ایک سفید بالوں والی خاتون تشریف فرما تھیں۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں نے ان کو کہیں دیکھا ہے مگر کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔ میں نے ان کے ملک کے بارے میں جاننے کے لئے دوسرے انداز میں سوال کیا کہ ان کے ملک میں کیا صورتحال ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا۔

”سب ٹھیک ہے سوائے پابندی (ایمبارگو) کے“۔ میں دنگ رہ گئی۔ یہ تو کیوبا کے صدر فیڈل کاسترو کی خواہر نسبتی تھیں جو اپنے ملک کی نمائندگی کر رہی تھیں۔ شکر ہے کہ ان کے پاس محض بیٹھے رہنے سے کسی کو میرے اور کیوبا کے درمیان کسی تعلق کے شوشے چھوڑنے کا موقع نہیں ملا۔

ان ممالک کے دورے سے قبل اردن کی ملکہ نور، اسرائیلی وزیراعظم کی اہلیہ لیہہ رابن اور مصر کی سوزین مبارک اپنے شوہروں کے ساتھ واشنگٹن آ چکی تھیں تاکہ اس امن معاہدے پر دستخط کی تقریب میں شریک ہو سکیں جس کے ذریعے اسرائیل نے مغربی کنارے کے بعض شہروں سے اپنا فوجی قبضہ ختم کر دیا تھا۔

معاہدے پر دستخط کی تقریب سے قبل میں نے ان خواتین کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا۔ دوسری منزل پر یلو اوول روم میں لیہہ، سوزین، نور اور میں نے ایک دوسرے سے سہیلیوں کے انداز میں گفتگو جاری رکھی۔ اس تقریب میں ہمارے علاوہ ایک اور خاتون بھی شامل تھیں۔ یہ فلسطینی لیڈر یاسر عرفان کی اہلیہ سوہا عرفات تھیں مجھے سوہا سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ سوہا ایک ممتاز فلسطینی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں ان کی والدہ ریمنڈا طاول ایک معروف شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔ سوہا پیرس اور میں طویل عرصے تک کام کرتی رہی تھیں پھر انہوں نے یاسر عرفات سے شادی کر کے سب کو حیران کر دیا تھا کیونکہ یاسر عرفات ان سے عمر میں کافی بڑے تھے۔ حال ہی میں ان کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی تھی۔ ہم سب نے پوری کوشش کی کہ سوہا کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

PDF KI DUNY

قسط نمبر 25

امریکی تاریخ میں پہلی بار

بل کلنٹن کی ہمیشہ یہ خواہش رہی تھی کہ وہ ری پبلکن ارکان کے ساتھ مل کر کام کریں۔ مگر بل کلنٹن جو بجٹ پیش کرنا چاہتے تھے۔ وہ ہمارے مخالفین کو منظور نہ تھا۔ جس کی وجہ سے شدید تنازع پیدا ہو چکا تھا۔ وائٹ ہاؤس کے بہت سے ملازمین اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ وائٹ ہاؤس کے بہت سے ملازمین اپنے گھروں کو جا چکے تھے صرف سیکرٹ سروس کے اہلکار یہاں موجود تھے کیونکہ انہیں ''لازمی خدمات'' انجام دینے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ویسٹ ونگ کا اسٹاف بھی 430 سے کم کر کے صرف 90 افراد پر مشتمل رہ گیا تھا۔ میرے اسٹاف میں بھی صرف چار افرادرہ گئے تھے۔

اس تنازع پر ہر کوئی ایک دوسرے کو موردالزام ٹھہرانے لگا تھا۔ بہت سے سرکاری ملازمین کو تنخواہیں نہیں مل سکتی تھیں۔ بیواؤں اور دیگر افراد کو بھی ماہانہ مالی اعانت نہیں دی جاسکی تھی اس تنازع کی وجہ سے امریکہ میں چھ روز تک سرکاری دفاتر میں معمول کی کارروائیاں انجام نہ دی جاسکیں۔

امریکی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ سرکاری اداروں میں لگا تار چھ روز تک کام نہ ہو سکا ہو۔ بالآخر یہ معاملہ خوش اسلوبی سے حل کر لیا گیا۔ تاہم اس عرصے کے دوران ان لوگوں کو شدید ذہنی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

بل کلنٹن کے بجٹ پر حزب اختلاف کو اعتراض تھا۔ انہیں ماحولیات، تحفظ، تعلیمی فنڈ اور طبی سہولتوں کے حوالے سے بھی اعتراضات تھے۔ تاہم بل کلنٹن نے ان کی تجاویز پر اسی قلم سے ویٹو کے دستخط کئے جس سے 30 سال قبل لنڈن بی جانسن نے دستخط کئے تھے۔ اس کے باوجود بل نے ری پبلکن ارکان سے کہا کہ وہ وائٹ ہاؤس میں ان سے اب بھی بات چیت کے لئے تیار ہیں۔ مگر بات نہ بنی۔ 16 دسمبر کو امریکی حکومت کا رقم خرچ کرنے کا اختیار ایک بار پھر ختم ہو گیا اور بعض وفاقی محکموں میں جزوی شٹ ڈاؤن کی نوبت آ گئی۔ یہ تعطیلات کا زمانہ تھا اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے چیک بھی ادا نہیں کئے جاسکتے تھے اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے بل اور ان کے مختلف مشیروں کے باقاعدہ اجلاس جاری رہے اور میں نے بھی اپنی بساط بھر اپنے شوہر کی ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کی امریکہ میں اس شٹ ڈاؤن اور تعطل کے اصل ذمہ داری پبلکن ارکان تھے۔

اس شٹ ڈاؤن کے باوجود صرف ایک ادارہ بدستور اپنا کام انجام دیتا رہا۔ یہ ادارہ سینٹ کی ہیئرنگ کمیٹی تھا۔ یہ کمیٹی وائٹ واٹر اسکینڈل کے حوالے سے مختلف شہادتوں اور گواہوں کے بیانات ریکارڈ کرتا رہا تھا۔

4 جنوری 1996ء کو ڈیوڈ کینڈل مجھ سے ملنے آیا۔ یہ ہمارا فیملی فرینڈ بھی تھا اور مجھے تازہ ترین صورتحال سے آگاہ رکھنا بھی اس کی ذمہ داریوں میں شامل تھا۔ ہماری ملاقات دوسری منزل پر واقع فیملی روم میں ہوئی۔ یہ کمرہ ماسٹر بیڈ روم اور یلو اوول روم کے درمیان ہے۔ یہاں رونالڈ ریگن اور جارج بش ٹی وی دیکھا کرتے تھے۔ جبکہ ہیری ٹرومین اور فرینکلن روزویلٹ اس کمرے کو بطور خواب گاہ استعمال کر چکے تھے بل اور میں نے یہاں ٹی وی سیٹ اور تاش کھیلنے کے لئے ایک میز رکھوادی تھی۔ ساتھ ہی آرام دہ کوچ اور کرسیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

9 جنوری 1996ء کو وائٹ ہاؤس کے ملازمین نے گرین روم کو ایک عارضی ٹیلی ویژن اسٹوڈیو میں تبدیل کر دیا تاکہ باربرا والٹر زمیرا انٹرویو ریکارڈ کر سکے۔ جتنے عرصے میں تکنیکی عملہ تاریں اور لائٹ کا انتظام کرتا رہا اور میں اور باربرا ایک دوسرے سے گفتگو کرتے رہے۔ اس نے مجھ سے میری نئی کتاب کے علاوہ ہمارے اوپر لگائے جانے والے سنگین مالی بدعنوانیوں کے الزامات کے بارے میں دریافت کیا۔

جب میری کتاب ''اٹ ٹیکس اے ولیج'' شائع ہوئی تو اسے بھرپور پذیرائی حاصل ہوئی۔ اور بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے اسے ہاتھوں میں ہاتھ لیا۔ سان فرانسسکو میں جیمز کارول نے اپنے نئے ریسٹورنٹ میں میرے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔ اس موقع پر صرف ہمارے مخصوص شناسا شخصیات ہی کو دعو کیا گیا تھا۔ کتاب شائع ہونے پر مجھے پورے ملک کا دورہ بھی کرنا پڑا تھا۔

ادھر وائٹ واٹر کے حوالے سے ہمارے خلاف کینتھ اسٹار کی تحقیقات بھی جاری تھیں۔ مجھے اس بات کی فکر لاحق تھی کہ اس سے بل کلنٹن کی صدارت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بل بھی میرے بارے میں خاصے فکر مند تھے۔ وہ مجھ سے اکثر اظہار افسوس کرتے کہ اس تحقیقات کے بارے میں وہ میرا تحفظ کرنے سے قاصر رہے۔ چیلسی کو بھی میرے بارے میں فکر لاحق تھی میں اس کو تحفظ دینا چاہتی تھی اور وہ مجھے پرسکون رکھنا چاہتی تھی وہ بڑی ہو چکی تھی اور معاملات کو سمجھنے لگی تھی اسے میرے احساس کا بخوبی اندازہ تھا۔

بل کلنٹن کی سیاسی کامیابیاں بھی ان تحقیقات سے ہمارا پیچھا نہ چھڑا سکیں۔ بل کلنٹن کینتھ اسٹار کی تحقیقات کے حوالے سے خود کو بے اختیار محسوس کرتے تھے۔ ایک قانون دان ہونے کی وجہ سے میں قانونی طریقہ کار اور اس کی طوالت کو بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ مگر میں کئی ہفتوں تک ٹھیک طرح نہ کھا پا سکی اور نہ ہی صحیح طور پر اپنی نیند پوری کر

قسط نمبر 26

اپنی لیموزین میں بیٹھے وقت بھی میں نے وہاں موجود افراد کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ اس کے بعد میں وائٹ ہاؤس واپس چلی آئی۔ ڈپلومیٹک ریسونگ روم میں بل کلنٹن اور چیلسی میرا انتظار کر رہے تھے دونوں نے مجھے لپٹا لیا۔ اگلی رات میں واشنگٹن میں الفالفا کلب کے ڈنر میں بھی شریک تھی۔ بل کلنٹن بھی اس ڈنر میں میرے ساتھ شریک تھے۔

فرانس اور امریکہ کے تعلقات دیرینہ مگر قدرے الجھے ہوئے تھے۔ فروری 1996ء میں فرانس کے صدر کا امریکہ کے سرکاری دورے کا اعلان ہو چکا تھا۔ اس دورے میں ہمیں فرانسیسی صدر ژاک شیراک اور ان کی اہلیہ برناڈے سے ملاقات کرنا تھی۔

ژاک شیراک کا تعلق ڈی گال کی پارٹی سے ہے اور وہ قدامت پسند سیاست دان سمجھے جاتے ہیں۔ وہ 18 برس تک پیرس کے میئر بھی رہ چکے ہیں۔ وہ بڑی روانی سے انگریزی بولتے ہیں اور نوجوانی میں متعدد بار امریکہ کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔

سفارت کاری ایک بڑا مشکل کام ہے۔ خاص طور پر اپنے اتحادیوں سے تعلقات بحال رکھنے کے حوالے سے بھی یہ مشکل سمجھا جاتا ہے۔ عراق کے خلاف حالیہ امریکی جنگل کے دوران فرانس نے امریکی اقدامات کی کھل کر مخالفت کی تھی۔

ژاک شیراک کے اعزاز میں ایک سرکاری ڈنر بھی دیا جانا تھا اور مجھے اس موقع پر مینو کی بڑی فکر لاحق تھی۔ فرانسیسی اچھے کھانوں کی شوقین قوم سمجھی جاتی ہے۔ ہمارے امریکی نژاد شیف والٹر شیب نے مجھے یقین دہانی کرائی کہ وہ غیر ملکی مہمانوں کے لئے عمدہ اور لذیذ کھانے تیار کرے گا سرکاری ڈائننگ روم میں گول میزوں کو خوب اچھی طرح سجایا گیا تھا۔

فرانس کے صدر ژاک شیراک نے کہا کہ وہ امریکیوں اور امریکی کھانوں سے نہایت محبت کرتے ہیں۔ وہ عشائیے کے دوران میرے جائیں جانب تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنی نوجوانی کے دور میں وہ ہاورڈ جانسن ریسٹورنٹ میں کام کر چکے ہیں مجھے اور بل کلنٹن کو ژاک شیراک سے گفتگو کر کے بہت اچھا محسوس ہوا بعد میں، میں ایک بار ان کی اہلیہ کے ساتھ وسطی فرانس کے دورے پر بھی گئی۔

ژاک شیراک کی اہلیہ برناڈے فرانس کے سابق صدر جنرل چارلس ڈیگال کے اے ڈی سی کی بھتیجی ہیں۔ وہ 1971ء میں بلدیاتی حلقے کی رکن بھی منتخب ہوتی چلی آ رہی تھیں۔

اب چیلسی 16 برس کی ہو چکی تھی یہ ہمارے خاندان کے لئے سب سے اہم اور خوش کن لمحہ تھا۔ مجھے بڑی مشکل سے یقین آتا تھا کہ ہماری بیٹی اتنی جلدی اتنی بڑی ہو گئی۔ مجھے یہ کل کی بات لگتی تھی کہ وہ میری گود میں کھیلا کرتی تھی پھر اس نے پڑھنا سیکھا اور پھر ڈانس کے ابتدائی سٹیپس سیکھے تھے۔ وہ اب میرے قد کے برابر آ چکی تھی اور اس کی خواہش تھی کہ وہ بھی اپنا ڈرائیونگ لائسنس بنوالے۔ بل کلنٹن اسے ڈرائیونگ کے بارے میں بتاتے رہتے تھے۔

بل کلنٹن کو سیکرٹ سروس والے گالف کی گاڑیوں کے علاوہ کوئی گاڑی چلانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ میرے شوہر کو گاڑی چلانا نہیں آتی تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ بطور صدر ان کے ذہن میں مختلف باتیں اور موضوعات کا ڈھیر ہوتا تھا اس لئے گاڑی چلانے کے دوران وہ کسی بھی غلطی کا ارتکاب کر سکتے تھے اور خود کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔ مگر بل کلنٹن کو ایک باپ ہونے کے ناطے اپنی ذمہ داریوں کا احساس تھا۔ اس لئے وہ کیمپ ڈیوڈ میں سیکرٹ سروس اہلکاروں سے کار لے کر خود بھی چلاتے اور چیلسی کو ڈرائیونگ بھی سکھاتے تھے۔

ایک روز کیمپ ڈیڈ میں بل جب چیلسی کو گاڑی پیچھے کی طرف چلانے اور متوازن پارکنگ کا سابق دے چکے اور چیلسی اسپن لاج واپس آئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ اسنے کیا محسوس کیا۔ اس پر وہ ساختہ بولی۔

"ڈیڈی نے تو ڈرائیونگ بہت اچھی سیکھ رکھی ہے"

کسی صدر کی اولاد ہونا آسان نہیں۔ ایک تو اس بچے کی گمنامی ختم ہو جاتی ہے تو دوسری طرف اسے چوبیں گھنٹے حفاظتی انتظامات کے تحت زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ چیلسی جوں جوں بڑی ہوتی جا رہی تھی میرا اور بل کلنٹن کا خیال تھا کہ اسے ہر صورت میں عام آدمی کی طرح نارمل زندگی گزارنی چاہیے۔

میری اور بل کلنٹن کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ ہم اپنا شیڈول اس طرح مرتب کریں کہ رات کا کھانا ہم اپنے فیملی کچن میں چیلسی کے ساتھ کھا سکیں اور ویک اینڈ گزارنے کے پروگرام یا دیگر خاندانی دوروں کے بارے میں منصوبے طے کر سکیں۔ میری یہ کوشش ہوتی تھی کہ جب چیلسی ڈانس کی کلاس لے کر واپس آئے تو میرا زیادہ وقت اس کے ساتھ دوسری منزل پر گزرے۔ اور میں اس سے بات چیت بھی کرتی رہوں اگر میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے اس سے بات نہ کر پائی تو بھی میں اس کو ایک نظر دیکھ ضرور لیا کرتی تھی۔

PDFKIDUNYA

قسط نمبر 27

امریکہ میں اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا تھا کہ بوسنیا میں امریکی فوج کس لئے تعینات کیے گئے ہیں۔ بعض لوگوں کا موٴقف ہے کہ فوجیوں کا امن کی بحالی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ حالانکہ امریکی فوج اسرائیل اور مصر میں امن معاہدے کے بعد صحرائے سینا میں بھی تعینات رہی ہے جبکہ جنگ کوریا کے بعد غیر فوجی خطے (ڈی ملٹرائیز ڈزون) میں بھی امریکی افواج تعینات ہیں۔ کچھ لوگوں کا اعتراض یہ تھا کہ بوسنیا میں امریکی افواج کے بجائے صرف یورپی ممالک کی فوج کو امن کی بحالی کے لئے تعینات کیا جانا چاہئے تھا مختلف افسروں اور جوانوں سے ملاقات کے دوران ان کی آرا بھی جانتی اور سنتی رہی۔

ایک امریکی فوج نے مجھے بتایا کہ جہاں جہاں سے امریکی فوجی گزرتے ہیں۔ بچے انہیں دیکھ کر مسکراتے اور ہاتھ ہلاتے ہیں۔ اس فوجی کے مطابق وہ یہاں آ کر خوش ہے۔ میں نے یہاں مختلف علاقوں میں تباہی کے آثار کا مشاہدہ بھی کیا۔ کھیت کھلیان بمباری سے تباہ ہو چکے تھے موسم بہار کے آغاز کے باوجود اب کسی میں بھی کھیتی باڑی کرنے کی ہمت نہ تھی کیونکہ ہر کسی کو کھیتوں میں موجود بارودی سرنگوں کا خطرہ تھا۔

میں نے سرائیوو میں مختلف قومیتوں کے وفود سے بھی ملاقاتیں کیں اور ان کے حالات سنے۔ امریکی فوج کے ہیڈ کوارٹر کے کانفرنس روم میں بوسنیا کے رومن کیتھولک چرچ کے کارڈینل اور جمہوریہ سرب کے آرتھوڈوکس چرچ کے سربراہ سے بھی ملاقات ہوئی انہوں نے حالات کو معمول پر لانے کے بارے میں مجھے اپنی کوششوں سے بھی آگاہ کیا۔

کوسوو کے ہسپتال کے ٹراما وارڈ کے سربراہ نے مجھے بتایا کہ جب یہاں بجلی کی فراہمی منقطع تھی اور سامان کی قلت پیدا ہو چکی تھی اس وقت بھی ہی ہسپتال کھلا ہوا تھا۔ کروشیا کی ایک کنڈر گارٹن ٹیچر نے جس کا بارہ سالہ بیٹا جنگ کے دوران ارا جا چکا تھا مجھے بتایا کہ اس کی کلاس میں بچوں کی تعداد محدود رہ گئی ہے کیونکہ زیادہ تر بچے اپنے والدین کے ساتھ نقل مکانی کر چکے ہیں اور جو بچے موجود ہیں وہ اس خوف سے سکول نہیں آ رہے کیونکہ راستے میں اکثر و بیشتر پر تشدد کارروائیاں ہو جاتی ہیں۔

سربیا کے ایک صحافی کو ایک بوسنیائی مسلم خاندان کو بچانے کے جرم میں خود سربوں نے بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ اس صحافی نے بتایا کہ نفسیاتی زخم جسمانی زخم سے زیادہ نقصان دہ اور تکلیف پہنچانے والے ہوتے ہیں۔

میں نے امریکی فوجیوں کے کیمپوں کا دورہ کر کے وہاں کے حالات کا بھی مشاہدہ کیا اس پورے دورے کے دوران چیلسی امریکی فوجیوں اور ان کے اہل خانہ کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ وہ مختلف فوجیوں اور ان کے اہل خانہ سے مصافحے کرتی رہی اور انہیں آٹوگراف دیتی رہی ایک بار شو کے دوران ایک فوجی افسر نے چیلسی کو بھی حاضرین کی صف سے اسٹیج پر بلوا لیا۔ جب چیلسی اسٹیج پر پہنچی تو وہ افسر بولا۔

”آپ کا نام چیلسی ہے“ وہ ہنستی ہوئی بولی۔

”ہاں اسی جیسا نام ہے“ پھر فوجی افسر نے چیلسی سے کہا کہ جس طرح فوجی نعرہ لگاتے ہیں چیلسی ویسا ہی نعرہ لگا کر سنئے۔ اس پر چیلسی نے زور سے فوجیوں کا مخصوص نعرہ لگایا۔

چیلسی کے نعرہ لگانے پر وہاں موجود فوجیوں اور ان کے اہل خانہ نے چیلسی کی پرفارمنس پر زوردار تالیاں بجا کر داد دی۔ اصل میں چیلسی کو بھی بل کلنٹن کی طرح لوگوں میں جلد گھل مل جانے کی عادت ورثے میں ملی ہے۔

جب ہم اٹلی کے شہر اویانو پہنچے جہاں امریکی فوجیوں کا ایک بیس موجود ہے تو وہاں بھی چیلسی نے میرے ساتھ ایئر فورس کے پائلٹوں اور ٹیکنیشن کے ہمراہ گروپ تصویر بھی کھنچوائی جب ہم آگے بڑھنے لگے تو کسی فوجی نے سوال کیا۔ ”چیلسی تمہاری ڈرائیونگ کا کیا حال ہے؟“ چیلسی نے مڑ کر دیکھا تو ایک نوجوان کمانڈو کو دیکھا جس نے اس سے سوال کیا تھا چیلسی نے اسے مسکرا کر جواب دیا۔

”واشنگٹن ڈی سی آنا تو مجھ سے ہوشیار رہنا“۔

ان دوروں کا چیلسی اور مجھ پر بہت اچھا اثر پڑا۔ ہمیں اپنے فوجیوں پر بے حد فخر محسوس ہو رہا تھا۔ استنبول اور انقرہ جانے سے قبل ہم ترکی کے شہر انقرہ اور ترکی کے جنوبی ساحل پر واقع قدیم یونانی شہر افیسس (Ephesus) بھی گئے۔ اس روز سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور قدرتی مناظر بڑے دلفریب معلوم ہو رہے تھے۔

میں مارچ کے آخری روز واشنگٹن پہنچی میں جسمانی طور پر بہت تھکی ہوئی تھی۔ مگر اطلاعات اور تاثرات سے پوری طرح لبریز ہو چکی تھی۔ مجھے ان اطلاعات اور تاثرات کو بل کلنٹن تک بھی پہنچانا تھا۔ میں نے بوسنیا میں جن مسائل کا مشاہدہ کیا تھا ان کے پیش نظر مجھے واشنگٹن کے مسائل بہت چھوٹے معلوم ہونے لگے۔

3 اپریل 1996ء کو امریکی ایئر فورس کا ٹی 43 جیٹ طیارہ جس میں امریکی وزیر تجارت ران براؤن ان کے سٹاف اور امریکی تاجر رہنماؤں کا ایک وفد سفر کر رہا تھا۔ کروشیا کے ساحل کے نزدیک گر کر تباہ ہو گیا طیارہ طوفانی بارش کی

UrduPoint
PDF KI DUNYA

قسط نمبر 28

مجھے یاد آیا کہ جب میں دس برس کی تھی تب اپنے والد کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں جایا کرتی تھی۔ وہاں کے ایک بارٹینڈر سے میرے والد کی کافی بے تکلفی تھی۔ اس بارٹینڈر کی کلائی پر ایک مخصوص نشان (ٹیٹو) بنا ہوا تھا۔ میرے استفسار پر والد نے بتایا تھا کہ وہ بارٹینڈر دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکی فوج میں شامل تھا اور جرمنوں کے ہاتھوں جنگی قیدی بھی رہ چکا ہے۔ جرمن یعنی نازی جنگی قیدیوں اور یہودیوں کے بازوؤں پر مختلف نمبروں کے ٹیٹو چھاپ دیا کرتے تھے۔ اور بہت سے جنگی قیدیوں اور لاکھوں یہودیوں کو گیس چیمبروں میں موت کی سزا بھی دے دی گئی تھی۔ اور بہت سوں کو جبری کیمپوں میں رکھ کر ان سے مشقت کرائی جاتی تھی۔

میں جانتی تھی کہ میری دادی ڈیلا کے شوہر میکس روزنبرگ بھی یہودی تھے۔ مجھے یہ تصور کر کے ہی بڑی تکلیف ہوتی تھی کہ کسی کا محض اس کے مذہب کی بناء پر قتل کر دیا۔

پولینڈ کے رونالڈ ایس لارڈ فاؤنڈیشن جیوش کمیونٹی سینٹر میں 20 افراد سے میری ملاقات ہوئی جنہیں بہت بعد میں علم ہوا تھا کہ وہ مذہب کے اعتبار سے یہودی ہیں۔ پچاس کے پیٹے کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ اس کے حقیقی والدین نے اس کو قتل عام سے بچانے کے لئے اس عورت کے حوالے کر دیا جس نے اسے پالا پوسا اور جسے وہ اب تک اپنی حقیقی ماں سمجھتا رہا تھا۔

میڈیلین البرائیٹ بھی اس تجربے سے گزر چکی تھی۔ بڑے ہو جانے پر بھی میڈیلین کو معلوم نہ تھا کہ وہ یہودی ہے۔ اس کی پرورش کیتھولک انداز میں ہوئی تھی۔

میڈیلین کی سوانح لکھنے والے ایک صحافی نے بتایا تھا کہ میڈیلین کے اجداد میں سے تین افراد نازیوں کے ایک جبری مشقت والے کیمپ میں موت کے منہ میں چلے گئے تھے۔ میڈیلین کا خاندان چیکوسلواکیہ سے پہلے انگلینڈ آیا اور امریکی شہر ڈینور چلا آیا۔ یہیں میڈیلین نے ہائی سکول کا امتحان پاس کیا اور بعد میں ویلزلی میں داخلہ لے لیا۔

میں اور میڈیلین نے جمہوریہ چیک کے صدر ویکلاو ہاویل سے ملاقات کی۔ ویکلاو ہاویل ڈرامہ نگار تھے اور انسانی حقوق کی خاطر جدوجہد کرنے پر انہیں بھی برسوں قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا پڑیں۔ 1989ء میں ایک عزم انقلاب ''ویلوٹ انقلاب'' کے ذریعے کمیونسٹ چیکوسلواکیہ جمہوریہ بن گیا۔ اور ویکلاو ہاویل اس جمہوریہ کے پہلے صدر بنے۔ تین سال بعد چیکوسلواکیہ دو حصوں چیک اور سلواکیہ میں تقسیم ہوا تب ہاویل جمہوریہ چیک کے پہلے منتخب ہوئے۔

میں ویکلاو ہاویل سے واشنگٹن میں 1993ء میں بھی ملاقات کر چکی تھی۔ وہ میڈیلین البرائیٹ کے بہت اچھے دوست بھی تھے۔ کیونکہ میڈیلین کا بچپن چیکوسلواکیہ کے دارالحکومت پراگ میں گزرا تھا اور وہ بڑی روانی سے چیک زبان بول سکتی ہے۔ ویکلاو ہاویل قدرے شرمیلے مگر اچھی حس مذاق اور دلکش شخصیت کے مالک ہیں۔ بل کلنٹن اور ہاویل دونوں ہی موسیقی کے رسیا ہیں۔

بل کلنٹن نے 1994ء میں جب جمہوری چیک کا پہلا دورہ کیا تھا تو ویکلاو ہاویل نے انہیں سیکسوفون کا تحفہ دیا تھا۔ میرے دورے سے کچھ عرصہ قبل ہاویل کی اہلیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ صدر ویکلاو ہاویل نے اپنے صدارتی محل کے بجائے اپنے ذاتی گھر میں مجھے اور میڈیلین البرائیٹ کو عشائیے مدعو کیا۔

ہماری گاڑی جب ان کے گھر کے مرکزی دروازے پر جا کر رکی تو میں نے دیکھا کہ وہ گلدستہ لئے میرے استقبال کو کھڑے ہیں۔ گلدستے کے علاوہ بھی ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا تحفہ تھا۔ کھانے کے بعد ویکلاو ہاویل اور ہم پراگ کی سڑکوں پر ٹہلتے رہے۔ ہم ٹہلتے ہوئے چارلس برج تک چلے گئے جو نوجوانوں، موسیقاروں اور سیاحوں کی پسندیدہ جگہ ہے ویکلاو ہاویل نے اپنی اسیری کے دوران اپنی اہلیہ اونگا کو جو خطوط لکھے تھے وہ کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں اور کلاسیکی ادب میں شمار کیے جاتے ہیں۔

یہ ویکلاو ہاویل ہی تھے جنہوں نے امریکی قیادت کو اس بات پر قائل کیا تھا کہ ''ریڈیو فری یورپ'' کا ہیڈ کوارٹر برلن سے پراگ منتقل کیا جائے۔ سرد جنگ کے دوران ریڈیو فری یورپ کو امریکی حکومت کی سرپرستی حاصل تھی اور اس ریڈیو کی نشریات سے سوویت یونین اور کمیونسٹ پروپیگنڈے کو بھرپور طریقے سے چیلنج کیا جاتا تھا۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد ویکلاو ہاویل کی دلیل تھی کہ ریڈیو فری یورپ اب جمہوریت کے فروغ کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ 1994ء میں بل کلنٹن کی ہدایت پر ریڈیو فری یورپ کا ہیڈ کوارٹر برلن سے پراگ منتقل کر دیا گیا۔ اس ریڈیو کا نیا ہیڈ کوارٹر جس عمارت میں قائم تھا وہاں 1968ء میں روسی ٹینکوں کو پارک کیا گیا تھا۔

میں نے 4 جولائی کو ریڈیو فری یورپ پر خطاب بھی کیا۔ میرا خطاب وسطی اور مشرقی یورپ کے ڈھائی کروڑ عوام نے سنا۔ میں نے اپنے خطاب میں ریڈیو فری یورپ کی خدمات کو سراہا۔

مجھے میڈیلین البرائیٹ نے بتایا تھا کہ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کی پچاسویں سالگرہ کی تقریب میں شرکت کے

ADMIN
MUHAMMAD NADEEM
0331-6362354

ALL NEWS NETWORK

News Headlines . Daily News Papers .
Job Adds Daily.Sports Headlines .
Weather Update . Breaking News

Teachers r Great

Only Teachers & Educational
Material Allowed

PDF KI DUNIYA

Only PDF Allowed

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 29

اولمپک پارک میں بم دھماکہ

اٹلانٹا میں 19 جولائی 1995ء میں گرمائی اولمپکس مقابلے شروع ہونے تھے۔ مشہور باکسر محمد علی بھی اولمپکس کے افتتاحی پروگرام میں شریک تھے۔ انہوں نے ہی اولمپک مشعل روشن کرنے کی رسم ادا کی۔ ایک ہفتے بعد ہی اولمپک پارک میں پائپ بم کا دھماکا ہوگیا۔ بم دھماکے سے ایک عورت ہلاک اور ایک سو گیارہ افراد زخمی ہو گئے۔ بل کلنٹن نے اس دھماکے کو شیطانی عمل قرار دیا۔ میں نے بھی اس پارک میں دھماکے کی جگہ پر پھول چڑھائے۔

دھماکے کے چند روز بعد ہی ایف بی آئی نے ایک پارٹ ٹائم سکیورٹی گارڈ رچرڈ جیول کو مشتبہ افراد میں شمار کرنا شروع کر دیا۔ رچرڈ جیول نے ہی سب سے پہلے پائپ بم کی نشاندہی کی تھی۔ ابتدا میں اس نے الزام کا سختی سے انکار کیا۔ مہینوں تک میڈیا میں اس دھماکے کا چرچا ہوتا رہا۔ اکتوبر میں رچرڈ جیول الزام سے بری ہوگیا اور اصل ملزم ایرک رڈالف شناخت کرلیا گیا مگروہ فرار ہوگیا اور گرفتار نہیں ہو سکا۔

اولمپک بم دھماکے کے بعد نیو یارک کے کینیڈی ایئر پورٹ سے پرواز کرنے والی فلائٹ 800 بحیرہ اوقیانوس میں گر کر تباہ ہوگئی۔ اس کے بعد سعودی عرب کے شہر الخبر میں امریکی فوجی اڈے میں دھماکا ہوگیا جس میں 19 امریکی مارے گئے۔ اسٹیٹ آف دی یونین خطاب میں بل کلنٹن نے دنیا بھر میں دہشت گردی کی وارداتوں سے ہوشیار رہنے کو کہا اس عشرے میں دہشت گردی کی کارروائیوں کے نتیجے میں 500 امریکی ہلاک ہو چکے تھے۔ 1993ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور 1995ء میں اوکلاہوما میں ہونے والے دھماکوں کی وجہ سے بھی بل کلنٹن کو تشویش لاحق تھی بل کلنٹن سرکاری اور نجی محفلوں میں اکثر یہ بات کہتے تھے کہ آسان سفر، کھلی سرحدوں اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے دہشت گردوں کے لئے آسان ہوگیا ہے کہ وہ کہیں بھی اپنی کارروائیاں کرگزریں۔

بل کلنٹن اکثر حیاتیاتی اور کیمیائی ہتھیاروں کے ماہرین سے ملاقاتیں کرتے رہے اور دہشت گردی کے موضوعات پر مختلف کتب بھی ان کے مطالعے میں رہتیں اکثر واپسی پر وہ فکر مند نظر آتے۔

میں اپنے باورچی خانے میں رکھی ہوئی میز پر بیٹھ کر مختلف قومی مسائل کے بارے میں غور وخوض اور تبادلہ خیال کیا کرتی تھیں۔ بل کلنٹن نے 1992ء کے انتخابی دوروں میں قومی خسارہ کم کرنے کا وعدہ کیا تو جسے 1996ء تک اس طرح پورا کیا کہ امریکی قومی خسارہ نصف سے زائد ہوگیا ایک کروڑ افراد کو روزگار کی سہولت حاصل ہوئی پھر بل کلنٹن کی توجہ ویلفیئر سسٹم کی جانب مبذول ہوگئی اس وقت تک امریکہ کا ویلفیئر سسٹم ساٹھ برس پرانا ہو چکا تھا۔ اس حوالے سے وائٹ ہاؤس میں اکثر اجلاس ہوتے رہتے۔

امریکہ کا پہلا ویلفیئر پروگرام 1930ء کے عشرے میں شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کو زیادہ سے زیادہ فوائد پہنچائے جائیں۔ اس زمانے میں خواتین کے لئے ملازمتوں کے بہت زیادہ مواقع نہیں ہوا کرتے تھے۔ جبکہ 1975ء تک یہ صورتحال ہوچکی تھی کہ غیر شادی شدہ خواتین میں ماں بننے کا رجحان عام ہو چکا تھا اور یہ شرح بڑھ رہی تھی۔ اسی طرح 1985ء تک اس ویلفیئر سسٹم کے ذریعے سب سے زیادہ فائدہ انہی غیر شادی شدہ ماؤں کو ہو رہا تھا یہ وہ خواتین تھیں جن کی تعلیم اور تکنیکی تجربہ بہت کم تھا۔ اگر انہیں کوئی ملازمت مل بھی جاتی تو ان کی آمدنی اتنی قلیل ہوتی کہ اس میں ان کا گزارہ مشکل تھا۔ مجھے بھی یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ غریب خاندانوں کے لئے ویلفیئر سسٹم نہایت ضروری ہے۔

ہم ایک ساتھ ویلفیئر پروگرام چاہتے تھے جن میں خواتین کو ایسے مواقع میسر آئیں جس سے وہ اپنا اور اپنے بچوں کا مستقبل بہتر بنا سکیں۔ جس وقت بل کلنٹن اور میں نے وائٹ ہاؤس چھوڑا تو یہ اسی نئے ویلفیئر قانون کا اثر تھا کہ امریکہ میں لاکھوں ایسے افراد جو ویلفیئر پروگرام سے استفادہ کرتے تھے اب برسر روزگار ہو چکے تھے۔ 1979ء کے مقابلے میں جنوری 2001ء میں کیفیت یہ تھی کہ بچوں میں غربت کی شرح 25 فیصد کم ہو چکی تھی۔

اگست میں چیلسی کے ساتھ میں مختلف کالجوں کے دورے پر نکل کھڑی ہوئی ہم سب سے پہلے نیو انگلینڈ گئے۔ مجھے اپنی بیٹی کے ساتھ تعلیمی اداروں کا دورہ کرتے ہوئے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ میں نے سیکرٹ سروس اہلکاروں سے کہہ رکھا تھا کہ وہ مختلف کیمپوں کے دوروں کے دوران ہم ماں بیٹی سے قدرے فاصلے پر اپنی گاڑی میں موجود رہا کریں۔ چیلسی کو سب سے زیادہ شوق اسٹینفورڈ کالج دیکھنے کا تھا۔ ان دنوں اس کالج کی پرووسٹ کونڈا لیزا رائس تھیں جو آج کل امریکی صدر کی مشیر برائے قومی سلامتی ہیں کونڈا لیزا رائس نے بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا تھا چیلسی کو وہاں کا ماحول اور کیمپس بڑے اچھے لگے ہیں۔

گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے ہم لوگ جیکسن ہول (ویومنگ) چلے گئے۔ میری خواہش تھی کہ میں بھی چیلسی اور بل کلنٹن کی طرح پہاڑوں کی پیدل سیر (ہائیکنگ) کروں یہاں کے خوبصورت ماحول نے میرا دل موہ لیا۔ یہاں ہمارے ساتھ اخبار نویس بھی موجود نہ تھے البتہ ہائیکنگ کے دوران صرف محکمہ جنگلی حیات کے اہلکار ہی ہمارے

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 30

''میں صبح چھ بجے بیدار ہو جاتی ہوں۔ دفتر جانے کی تیاری کرنے لگتی ہوں۔ ناشتہ تیار کرتی ہوں۔ پہلے اپنی پالتو بلی کو کچھ کھانے کو دیتی ہوں۔ اس کے بعد اپنے نو سالہ بیٹے کو جگاتی ہوں پھر اپنے بیٹے کو پیدل سکول چھوڑ کر دفتر چلی جاتی ہوں۔ شام پانچ بجے دفتر سے واپسی پر اپنے بیٹے کو لے کر گھر واپس آتی ہوں۔ رات کا کھانا تیار کرتی ہوں۔ بیٹے کو ہوم ورک کراتی ہوں، پھر گھر کی صفائی کر کے بستر میں گر پڑتی ہوں'' اس عورت نے اس بات پر فخر کا اظہار کیا کہ اس نے اپنے کام کا آغاز جز وقتی بک کیپر کی حیثیت سے کیا تھا اور آج کل وقتی ایگزیکٹو سیکرٹری بن چکی ہے۔

سانتا فی کی ایک 37 سالہ نرس نے مجھے بتایا تھا کہ ''ہم عورتیں بیوی ہوتی ہیں، ہمیں ماں کے طور پر بھی اپنے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ پیشہ وارانہ زندگی بھی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ ہمیں سب سے آخر میں اپنے لئے سوچنے کا تھوڑا سا وقت مل پاتا ہے''۔

نیویارک کی ایک اور ماں پولیس ایتھلیٹک لیگ کی شکر گزار تھی جس کے تحت بچوں کے لئے سکول کے بعد دیکھ بھال کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یعنی ایسے بچے جن کے والدین یا ماں باپ ملازمت کرتے ہوئے انہیں یہاں ''بعد از سکول پروگرام'' میں مشغول رکھا جاتا ہے پولیس کا موقف تھا کہ ایسے مراکز میں بچے محفوظ بھی رہتے ہیں اور انہیں سکول کے بعد یہاں بھی ایک صحت مند ماحول میسر آ جاتا ہے جبکہ بچوں کے مختلف مراکز کی فیکس بہت زیادہ ہوتی ہے جسے ہر بچے کے والدین برداشت نہیں کر سکتے۔

میں نے وائٹ ہاؤس میں بچوں کی ابتدائی پرورش اور ان کی دیکھ بھال کے بارے میں دو کانفرنسوں کا انعقاد کیا۔ جس میں ہم نے مختلف ماہرین، وکلاء اور تاجروں کو مدعو کیا، ہم نے بچوں کی دیکھ بھال کے لئے 20 ارب ڈالر کی رقم مختص کی۔ اس رقم کا اعلان بل کلنٹن نے 1998ء میں کیا جسے آئندہ پانچ برسوں میں بچوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جانا تھا۔ خاص طور پر کم آمدنی والے گھرانوں کو اس سے خاصا فائدہ پہنچنے والا تھا۔

وائٹ ہاؤس میں آٹھ برس قیام کے دوران میرے سٹاف نے بڑی تندہی سے میرا ساتھ نبھایا۔ ان میں شرلی لگارا، جیفر کلائن، نکول رابز، نیرا ٹنڈن این اولیری، بیدر ہاورڈ اور روبی شمیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

نومبر کے وسط میں، میں بل کلنٹن کے ساتھ آسٹریلیا، فلپائن اور تھائی لینڈ کے دورے پر گئی۔ آسٹریلیا میں ہم نے سڈنی اور کینبرا میں وقت گزارا۔ یہاں بل کلنٹن نے میرے ساتھ سمندر میں تیراکی بھی کی۔ اس موقع پر نیوی کے غوطہ خور اور سیکرٹ سروس ایجنٹ بھی فلیپرز اور ماسک لگائے ہمارے ساتھ تیر رہے تھے۔

آسٹریلیا ہی کے دورے میں بل کلنٹن نے وہاں کے مشہور گالف کھلاڑی گریگ نارمن کے ساتھ ایک دوستانہ میچ بھی کھیلا۔ وہ اس کھیل کے لئے ایئر فورس ون میں خاصی تیاری کرتے رہے تھے۔ سڈنی میں، میں نے مشہور اوپیرا ہاؤس میں ممتاز خواتین سے بھی خطاب کیا۔

آسٹریلیا کے دورے میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے ایک پروگرام میں بل کلنٹن نے کوآلا کے ایک بچے کو جس کا نام چیلسی رکھا گیا تھا۔ خود سے کافی دیر تک چمٹائے رکھا کینبرا میں گورنر جنرل کی رہائش گاہ میں بل کلنٹن سر ولیم اور لیڈی ڈیان سے ملے۔ ہمیں ان کا وسیع و عریض لان بہت پسند آیا۔ اتنے میں لیڈی ڈیان بولیں:

''لگتا ہے وہ لوگ تمام کینگرو ہٹا چکے ہیں'' اس پر میں اور بل کلنٹن حیران ہو گئے۔ میں نے پوچھا۔

''آپ کیا کہہ رہی ہیں میں کچھ سمجھی نہیں''۔ اس پر انہوں نے کہا:

''او ڈیئر..... ہمیں بتایا گیا تھا کہ اگر یہاں موجود کینگرو صدر کلنٹن کے قریب آ گئے تو بل کلنٹن کو الرجی ہو جائے گی''۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال تھا جب کہ میں جانتی تھی کہ بل کلنٹن کو کینگرو سے کسی قسم کی الرجی نہیں ہوتی۔ یہ ساری کارستانی ہماری اس ایڈوانس ٹیم کی تھی جو کسی جگہ ہمارے دورے سے قبل پہنچ کر وہاں موجود انتظامات کا جائزہ لینے کی ذمہ داری تھی۔

مجھے یاد آیا کہ ایک بار 1994ء میں، میں بل کلنٹن کے ساتھ فرانس کے دورے پر گئی تھی۔

پیرس کے ایلسی پیلس میں فرانسیسی صدر فرانکوئی متراں ان کی اہلیہ ڈینیل نے ہمارے اعزاز میں ایک سرکاری عشائیے کا اہتمام کیا۔

میڈیم ڈینیل نے مجھ سے معذرت کی کہ میز بہت سادہ ہے اور وہ اس پر خواہش کے باوجود پھول نہیں سجا سکیں۔ میں نے حیرانی سے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔ اس پر وہ بولیں:

''ہمیں بتایا گیا تھا کہ صدر کلنٹن کو پھولوں سے الرجی ہو جاتی ہے''۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بل کلنٹن کو پھولوں سے الرجی نہیں ہوتی اور یہ بات کلنٹن کے سٹاف کو بھی معلوم تھی۔ تاہم اسٹاف اپنے طور پر ہی صدر کی حفاظت کے خیال کے طور پر اسی قسم کے اقدامات کرتا رہتا تھا۔

UrduPoint
PDF KI DUNYA

قسط نمبر 31

میں نے کہا کہ قحبہ گری کے لئے لڑکیوں اور خواتین کی ٹریفکنگ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ اس سے پورے خطے میں معیشت پر مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس دورے میں مجھے اندازہ ہوا کہ اس معاملے میں تھائی لینڈ تنہا ملک نہیں بلکہ پورا خطہ اس کی لپیٹ میں ہے۔

آج امریکی محکمہ خارجہ کے اندازے کے مطابق مشرق بعید کے اس حصے میں 40 لاکھ افراد خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ یہی افراد اور ان کی لڑکیاں اس قبیح پیشے کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ میں نے امریکی انتظامیہ پر زور دیا کہ اس برے کام کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔

بعد میں 1999ء میں ترکی کے شہر استنبول میں یورپی تعاون کی تنظیم (آرگنائزیشن فار سکیورٹی اینڈ کوآپریشن ان یورپ) کے اجلاس میں بھی نے اس بات پر زور دیا کہ مشرقی بعید میں عورتوں اور بچیوں کے خلاف اس اقدام پر بین الاقوامی برادری اپنا کردار ادا کرے۔ امریکی محکمہ خارجہ اور کانگریس کے ارکان سے مل کر میں نے بھی اس سنگین مسئلے کے حل کی کوشش جاری رکھی۔

امریکہ میں 2000 میں دی ٹریفکنگ پروٹیکشن ایکٹ منظور کیا گیا جس کے تحت امریکہ لائی جانے والی ایسی خواتین کی امداد اور بحالی کے ساتھ ساتھ بیرون ملک اس مسئلے کے خلاف کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کی مالی اعانت بھی کی جاتی ہے۔

مشرقی بعید کے دورے کے بعد ہم واشنگٹن پہنچ گئے۔ واشنگٹن آنے کے بعد ہمیں فوری طور پر کیمپ ڈیوڈ جانا تھا جہاں ہمارے رشتے داروں اور دوستوں کی دعوت کا پروگرام طے ہو چکا تھا۔ ہمارے مہمانوں میں ہیری اور لنڈا تھامسن کے علاوہ ہیری کا بھائی ڈینی تھوماسن بھی شامل تھے۔ ڈینی اور بل کلنٹن 1968ء سے ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ میری بھائی ٹونی اور راجر کے دو بیٹے بھی ہو چکے ہیں ایک کا نام زیچارے اور دوسرے کا نام ٹائلر ہے۔

کیمپ ڈیوڈ میں منجمد کر دینے والی سردی کے باوجود مرد حضرات تو گالف کھیلنے میں مشغول تھے۔ ہم خواتین نے لارل لاج میں ہی کھانا کھایا اور یہیں ایک بڑے سے ٹی وی سیٹ کے سامنے ہم نے فٹ بال میچ بھی دیکھا رات کے کھانے پر ہم نے رائے شماری کی کہ کھانے کے بعد کون سی فلم دیکھنی چاہئے۔

امریکہ میں نئے انتخاب میں بل کلنٹن دوبارہ صدر منتخب ہوئے تو ہماری مخالف ری پبلکن پارٹی کو کانگریس میں نو اور سینٹ میں دو نشستوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑا تاہم اب بھی وہ مضبوط پوزیشن میں تھے۔ ادھر دوسری مدت کے لئے بل کلنٹن کی دوبارہ حلف برداری کے دن بھی قریب آ چکے تھے اسی طرح وائٹ ہاؤس سٹاف اور کابینہ میں بھی ردو بدل ہونا تھا۔

بل کلنٹن کے چیف آف سٹاف لیون پنیٹا نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر کیلی فورنیا واپس چلا جائے گا۔ شمالی کیرولینا کے ممتاز تاجر اور لیون کے نائب ارکائن باؤر گلیون کی جگہ سنبھالنی تھی۔ ارسکائن کی بیوی سیوی ویلز ی لی میری کلاس فیلو رہ چکی تھی۔ ایولین لابرمین نے وائس آف امریکہ کی سربراہی قبول کر لی۔ مجھے بھی اپنی چیف آف سٹاف میگی سے الگ ہونا پڑا کیونکہ وہ بھی اپنی ذمہ داری سے فراغت کی خواہشمند تھی تا کہ اپنی نجی زندگی کو انجوائے کر سکے۔ میگی اور اس کے شوہر بل ہیرٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پیرس چلے جائیں گے۔ میگی سے جدا ہونے کے باوجود مجھے خوشی تھی کہ اب وہ آرام دہ زندگی گزار سکے گی۔

میلین ورڈر میری نئی چیف آف سٹاف مقرر ہوگئی۔ وہ قریب قریب ہر غیر ملکی دورے میں میرے ساتھ رہتی تھی میلین کو قانون کا بخوبی علم تھا اور قانون سازی کے حوالے سے بھی وہ پوری طرح نہ صرف باخبر تھی بلکہ کانگریس میں بھی اس کی دوستیاں استوار ہو چکی تھیں۔

کابینہ میں وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے اپنی ریٹائرمنٹ کا اعلان نومبر 1996ء میں ہی کر دیا تھا۔ واشنگٹن میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں کہ اس اہم عہدے پر کس کو مقرر کیا جائے گا۔ اس عہدے کے لئے متعدد امیدوار تھے۔ میری خواہش تھی کہ اس عہدے کے لئے بل کلنٹن میڈ یلین البرائیٹ کو منتخب کریں اس طرح وہ امریکہ کی پہلی خاتون وزیر خارجہ بھی بن جاتی۔ مجھے معلوم تھا کہ میڈ یلین نے اقوام متحدہ میں اپنے فرائض بڑے احسن طریقے سے انجام دیئے ہیں میں ذاتی طور پر میڈ یلین کی سفارتی مہارت، عالمی امور پر اس کی سمجھ بوجھ اور ذاتی ہمت سے متاثر تھی۔

میں میڈ یلین البرائیٹ کی اس خوبی سے بھی متاثر تھی کہ وہ انگریزی کے علاوہ فرانسیسی، روس، چیک اور پولش زبان بھی روانی سے بول سکتی ہے۔ یعنی وہ مجھ سے چار زبانیں زیادہ جانتی ہے۔ واشنگٹن میں خارجہ پالیسی مرتب کرنے والی اسٹیبلشمنٹ کی نظر دیگر ناموں پر تھی اور وہ میڈ یلین کی مخالفت کر رہے تھے۔

میں نے میڈ یلین البرائیٹ سے کبھی اس کی امیدواری کے بارے میں بات چیت نہیں کی یہاں تک کہ میرے

PDF KI DUNYA

ہوئی تھی۔ انہیں امید تھی کہ ان کا آپریشن جلد ہو جائے گا اور وہ جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے۔

بل کلنٹن نے آپریشن سے قبل بے ہوش ہونے سے انکار کر دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے درد دفع کرنے والی دوا لینے سے انکار کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ بطور صدر امریکہ انہیں روزانہ 24 گھنٹے الرٹ رہنا چاہئے۔ اس کی اس دلیل سے ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ ان کے پٹھوں کے آپریشن میں شدید تکلیف کا امکان تھا۔ اگر وہ بے ہوش کئے جاتے تو اس کے لئے بل کلنٹن کو امریکی دستور میں 25 ویں ترمیم کرنی پڑتی جس کے تحت انہیں نائب صدر رچرڈ ہیلگور کو اپنے اختیارات عارضی طور پر سونپنے پڑتے۔ ہیلگور بھی اس موقع پر موجود تھے۔

1985ء میں امریکی صدر رونالڈ ریگن کا بھی کولون کے کینسر کا آپریشن ہوا تھا۔ بل کلنٹن اختیارات کی منتقلی نہیں چاہتے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اخبارات میں ان کی بے ہوشی اور کمزوری کے بارے میں خبریں شائع ہوں انہیں تو بس نیٹو کی توسیع کے بارے میں مذاکرات کی فکر تھی۔ روس نیٹو کی توسیع کی مخالف کر رہے تھے۔

کافی سوچ بچار کے بعد کلنٹن نے لوکل اینستھیسیا کا انتخاب کیا۔ یعنی صرف متاثرہ حصے کو سن کر کے آپریشن کئے جانے پر وہ تیار ہو گئے۔ اس دوران بل کلنٹن اپنے ڈاکٹروں سے موسیقی کے پروگرام پر بات چیت کرتے رہے۔

آرتھوپیڈک سرجنوں اور ان کی ٹیم نے بل کلنٹن کے گھٹنے کے کیپ میں ڈرل کر کے آپریشن کا آغاز کیا اور پھٹے ہوئے پٹھوں کو نکال لیا گیا۔ اس کے بعد ان کے زخموں کی سلائی کر دی گئی۔

بل کلنٹن کے آپریشن کے دوران میں صدر اور ان کے اہل خانہ کے لئے بنائے گئے خصوصی سوئٹ میں موجود رہی۔

مجھے اپنے شوہر کی فکر لاحق تھی۔ چیلسی بھی سکول سے میرے پاس پہنچ چکی تھی۔ ہر کوئی ہمارے لئے دعا کر رہا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ میں صرف اس وقت ہسپتال میں داخل کی گئی تھی جب چیلسی پیدا ہونے والی تھی۔ اس کے علاوہ ایک بار مجھے 1980ء میں بل کلنٹن کی سائنس پرابلم اور ایک بار چند سال قبل چیلسی کے ٹانسلز کے علاج کیلئے ہسپتال جانا پڑا تھا۔ ان دونوں مواقع پر ہم او پی ڈی سے ہی فارغ ہو گئے تھے اور آپریشن کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔

تین گھنٹے کے آپریشن کے بعد بل کلنٹن کو وہیل چیئر پر شام چار بج کر 43 منٹ پر صدارتی سوئٹ میں منتقل کر دیا گیا۔ ان کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا اور وہ کافی تھکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ڈاکٹر کوفی ماریانو نے بتایا کہ صدر کا آپریشن کامیاب رہا اور وہ جلد صحت یاب ہو جائیں گے۔

میں اور چیلسی اس وقت کیری گرانٹ کی فلم دیکھ رہے تھے جوں ہی کلنٹن کی نظر ٹی وی سکرین پر پڑی وہ بولے۔

''باسکٹ بال ٹورنامنٹ کا کیا ہوا؟'' ہم نے فوراً کلنٹن کے لئے سپورٹس چینل لگا دیا۔ اس دوران بھی بل کلنٹن کو فن لینڈ کے دورے کی فکر لاحق تھی۔ ڈاکٹر کوفی ماریانو اور دیگر سرجنوں کا خیال تھا کہ طویل فضائی سفر سے ان کی تکلیف بڑھ سکتی ہے ڈاکٹروں نے مجھ سے کہا کہ میں صدر کلنٹن کو اس طویل سفر سے منع کروں میں نے ڈاکٹروں سے کہا کہ میں کوشش کر کے دیکھتی ہوں مگر میرا خیال یہی ہے کہ وہ میری بات نہیں مانیں گے۔

میں نے بل کلنٹن کے مشیر برائے قومی سلامتی سینڈی برگر کو فون کیا۔ سینڈی برگر اور اس کی بیوی سوسن سے 1970ء سے ہماری دوستی چلی آ رہی تھی۔ سینڈی کو معاملات کو قابو میں کرنے کا گر آتا ہے سینڈی برگر نے مجھے کہا کہ وہ صدر کے آئندہ دورہ ہیلسنکی کی اہمیت سے آگاہ ہیں اس نے یہ بھی کہا کہ اس کی خواہش بھی یہی ہے کہ صدر کلنٹن کو ہیلسنکی کا دورہ ضرور کرنا چاہئے۔ اگر صدر کی میڈیکل ٹیم یہ مشورہ دے کہ صدر کو طویل فضائی سفر سے گریز کرنا چاہئے تو پھر صدر کو فی الحال اپنا دورہ موخر کر دینا چاہئے۔ میں نے بھی سینڈی برگر کا یہ پیغام بل کلنٹن کو پہنچا دیا مگر بل کلنٹن کا ایک ہی جواب تھا۔

''میں اپنا دورہ موخر نہیں کروں گا۔ میں ہیلسنکی ضرور جاؤں گا''۔

میں نے بل کلنٹن کے بستر کے پاس بیٹھ کر ان کی معالج ڈاکٹر کوفی ماریانو کو طلب کیا۔ جب وہ میرے پاس پہنچی تو میں نے کہا۔

''دیکھو بل کلنٹن ہیلسنکی جانے پر بضد ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہیں وہاں لے جایا جائے گا اور بحفاظت واپس کیسے لایا جائے گا؟'' اس پر ڈاکٹر کوفی ماریانے کہا:

''مگر صدر کو اتنا طویل فضائی سفر نہیں کرنا چاہئے۔ اس طرح ان کے خون میں گٹھلیاں بننے لگیں گی اور ان کی تکلیف بہت بڑھ جائے گی''۔

میں نے بل کلنٹن کی طرف دیکھا۔ انہوں نے پوچھا۔

''ڈاکٹروں کی کیا رائے ہے؟''

''کیا صدر بورس یلسن یہاں نہیں آ سکتے؟'' میں نے کلنٹن سے سوال کیا۔

''نہیں ...... مجھے ہی جانا ہوگا'' کلنٹن نے کہا۔ پھر میں کوفی ماریانو سے بولی۔

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 33

میرے دورے میں صحافیوں کے ساتھ ساتھ مشہور زمانہ جریدے "ووگ" کی فوٹوگرافر اینی بھی شامل تھی جو مشہور شخصیات کی تصاویر بنانے میں مہارت رکھتی تھی۔ وہ افریقہ کے خوبصورت مقامات کی تصاویر کھینچنے میں خصوصی دلچسپی رکھتی تھی۔ میری خواہش بھی یہ تھی کہ امریکہ کے لوگ افریقہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرلیں۔

ہماری پہلی منزل سینیگال تھی جسے بجا طور پر لاکھوں سیاہ فام امریکیوں کا آبائی وطن بھی کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہیں سے غلاموں کی تجارت ہوا کرتی تھی۔ دارالحکومت ڈاکار میں میری ملاقات سینیگال کے صدر عبدالضیاف سے بھی ہوئی۔

سینیگال سے ہم جنوبی افریقہ پہنچے۔ یہ ملک اس براعظم میں تبدیلی کی علامت بن چکا ہے۔ اس تبدیلی کے اہم رہنما نیلسن منڈیلا ہیں۔ دوسرے اہم رہنما آرچ بشپ ڈیسمنڈ ٹوٹو ہیں جن کی وجہ سے نیلسن منڈیلا نے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا تھا۔ کیپ ٹاؤن میں میری ملاقات ڈیسمنڈ ٹوٹو سے کرائی گئی۔ نیلسن منڈیلا اور ٹوٹو دونوں اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ تلخیوں کو فراموش کرکے معافی دی جائے۔ چنانچہ جن لوگوں نے ماضی میں جرائم کا ارتکاب کیا تھا ان کے لئے اعلان تھا کہ اگر وہ ازخود اپنے جرائم کا اقرار کرلیں تو ان کے ساتھ رعایت کی جائے گی۔ اس طرح جس کے ساتھ ظلم ہوا تھا اس کا موقف بھی یہی ہوتا تھا کہ میں بھی معاف کرنے کو تیار ہوں تاہم مجھے یہ علوم ہونا چاہئے کہ میں کس کو معاف کررہا ہوں۔

نیلسن منڈیلا نے مجھے اور چیلسی کو روبن آئی لینڈ میں اس جیل کی سیر بھی کرائی جہاں انہوں نے اٹھارہ برس قید میں گزارے تھے۔ منڈیلا نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے جیل میں کئی برس تک یہ سوچتے ہوئے گزار دیئے کہ اگر انہیں رہائی ملی تب وہ کیا کریں گے۔ انہوں نے معافی کی مثال قائم کرتے ہوئے بطور صدر اپنی حلف برداری کی تقریب میں ان تین جیلروں کو بھی مدعو کیا تھا جن کی زیرنگرانی وہ اسیری کے دن گزارا کرتے تھے۔

کسی کو معاف کردینا آسان نہیں ہوتا۔ زندگی کا چھن جانا یا آزادی سے محروم ہوجانا نہایت تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔ اکثر لوگ معاف کردینے سے زیادہ اپنا بدلہ چکانے پر یقین رکھتے ہیں۔ تاہم یہ نیلسن منڈیلا ہیں جنہوں نے دنیا کو بتایا کہ معاف کرکے کس طرح آگے کا سفر کیا جاسکتا ہے۔

جنوبی افریقہ بھی غربت، جرائم اور بیماریوں کا شکار رہا ہے۔ مگر یو ایس ایڈ کی وجہ سے وہاں طالب علموں کے چہروں پر امید جگمگانے لگی ہے۔ سوویٹو کے ایک سکول میں یونیفارم میں ملبوس بچے انگریزی پڑھ رہے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے کیپ ٹاؤن کی یونیورسٹی کا دورہ بھی کیا اور وہاں بھی اعلیٰ تعلیم میں مصروف طلباء کو دیکھا۔ ان میں کوئی سائنس کا طالب علم تھا تو کوئی لٹریچر پڑھ رہا تھا۔

میں نے کیپ ٹاؤن میں خواتین کے ایک اجتماع سے بھی خطاب کیا جو اپنا مستقبل خود سنوار رہی ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اپنے کچے مکانوں کو نیم پختہ اور پختہ کرلیا ہے۔ انہوں نے اپنے لئے روزگار کا انتظام بھی بالکل اسی طرح کر رکھا ہے جیسے کمیونٹی بنیادوں پر کیا جاتا ہے۔ جس وقت چیلسی اور میں وہاں پہنچے تو اس وقت تک ان خواتین نے اپنے لئے 18 مکانات تعمیر کرلئے تھے۔

تین سال بعد جب میں بل کلنٹن کے ساتھ یہاں دوبارہ گئی تو اس وقت تک ان مکانات کی تعداد بڑھ کر 104 ہو چکی تھی۔ سچ مجھے وہاں جاکر نہایت اچھا لگا۔ وہاں ان خواتین نے ایک لوک گیت بھی سنایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ "قوت، پیسہ اور علم، ہم ان تین چیزوں کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتے"۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام خواتین کے لئے یہ گیت اپنے اندر پیغام بھی سموئے ہوئے ہے۔

جنوبی افریقہ سے ہم زمبابوے پہنچے۔ یہ ملک 1980ء میں آزاد ہوا اور اس وقت سے یہاں رابرٹ موگابے حکومت کررہے تھے۔ دارالحکومت ہرارے کے صدارتی محل میں صدر رابرٹ موگابے سے میری مختصر ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بہت کم گفتگو کی۔ ان کی زیادہ تر توجہ اپنی نوعمر اہلیہ گریس پر مبذول رہی جو مجھ سے باتیں کررہی تھیں رابرٹ موگابے ہم دونوں کی گفتگو میں وقفے وقفے سے مداخلت کرکے ہنسنے لگتے تھے۔ جب میں وہاں سے روانہ ہونے لگی تو مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ رابرٹ موگابے کی حکومت نہایت غیرمستحکم ہے اور جلد یا بدیر موگابے کو اقتدار چھوڑنا پڑے گا۔ رابرٹ موگابے کے دور کو آمرانہ کہا جاسکتا ہے۔

ہرارے میں میری ملاقات مختلف خواتین سے ہوئی جو سیاست فنون لطیفہ اور تجارت سے منسلک ہیں۔ یہ ملاقات ایک آرٹ گیلری میں ہوئی۔ ان خواتین نے بتایا کہ ان کے ملک میں شوہر آج بھی اپنی بیویوں کی پٹائی کرتے ہیں اور یہ پٹائی اس بنا پر ہوتی ہے کہ فلاں عورت نے پتلون پہن رکھی ہے اس لئے اس کے شوہر نے اس کو پیٹ ڈالا۔ ایک عورت نے خواتین کے مسائل کا بڑا دلچسپ حل بیان کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ:

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 34

پاؤلا جونز اسکینڈل

جون 1997ء میں پاؤلا جونز سیکس اسکینڈل کے بارے میں چہ گوئیاں جاری تھیں۔ اس دوران چیلسی نے تین ہزار میل دور واقع تعلیمی ادارے اسٹفورڈ میں داخلہ لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میں نے اس کی عارضی جدائی سے پریشان ضرور تھی مگر میں اپنی پریشانی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میں چیلسی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزار کر خود کو تسلی دینے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔

چیلسی نے ہائی سکول کا امتحان پاس کر لیا تھا۔ اس کے تعلیمی ادارے سائیڈ ویل فرینڈز کی گریجویشن تقریب بہت اچھی اور روایتی ثابت ہوئی۔ جب ہم اس تقریب سے واپس آئے تو وائٹ ہاؤس کا تمام سٹاف ریسٹ روم میں چیلسی کو ہائی سکول گریجویشن پر مبارکباد دینے کے لئے موجود تھا۔ ہر کوئی مبارکباد کا کیک بھی لایا تھا۔ یہ وہ سٹاف تھا جس نے چیلسی کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ چھوٹی سی لڑکی تھی اب وہ چھوٹی سی لڑکی جوان ہو چکی تھی۔

میں نے وائٹ ہاؤس میں گزارے ہوئے ایام سے یہ سبق سیکھا ہے کہ مختلف رہنماؤں کے باہمی تعلقات کا ریاست کے تعلقات اور معاملات پر بھی اثر پڑتا ہے۔ نظریاتی طور پر ایک دوسرے سے مخالف ممالک کے رہنما ایک دوسرے پر اعتماد کر کے آپس میں دوستانہ معاہدہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے مسلسل رابطے کی ضرورت رہتی ہے اس لئے صدر، نائب صدر اور میں مختلف ممالک کے دوروں میں مصروف رہا کرتے تھے۔

دنیا کے صنعتی ممالک گروپ سیون کی تنظیم ایک بڑی سیاسی اور اقتصادی پلیٹ فارم کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ اس میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، جاپان، اٹلی اور کینیڈا شامل ہیں روس کو جی سیون کے اجلاس میں مہمان ممالک کے طور پر مدعو کیا جاتا رہا ہے۔

روس کے صدر بورس یلسن کی خواہش تھی کہ ان کا ملک بھی گروپ سیون میں شامل ہو جائے جبکہ جی سیون کے بعض وزرائے خزانہ روس کی اس خواہش کے مخالف تھے۔ ان کی دلیل تھی کہ روس اقتصادی لحاظ سے ابھی بہت کمزور ہے اور یہ خود بڑی حد تک جی سیون ممالک پر انحصار کرتا ہے جبکہ بل کلنٹن اور ان کے ہم خیال رہنماؤں کا خیال قدرے مختلف تھا ان کا خیال تھا کہ اس موقع پر بورس یلسن کی حمایت کی جائے اور روسی عوام کو یہ پیغام دیا جائے کہ یورپ جاپان اور امریکہ سے تعاون کر کے مثبت فوائد کا حصول ممکن ہے۔ چنانچہ جون 1997ء میں ڈینور میں ہونے والے جی سیون کے سربراہی اجلاس میں روس کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ اور یوں روس اس تنظیم کا ممبر بن گیا۔ چنانچہ گروپ سیون کی تنظیم کا نام تبدیل کر کے اسے گروپ ایٹ (جی ایٹ) کہا جانے لگا۔

بل کلنٹن کی خواہش تھی کہ بورس یلسن کو بھی عالمی رہنماؤں کے اندرونی حلقے میں شامل کر لیا جائے۔ اس طرح روس میں یلسن کا اسٹیٹس بھی بلند ہو جاتا اس حوالے سے کہ روس میں جمہوری اقدار کو فروغ حاصل ہوا اور نیٹو میں توسیع ہوا مریکی وزیر خارجہ میڈ یلین البرائیٹ اور نائب وزیر خارجہ اور روسی امور کے ماہر اسٹروپ ٹالبوٹ کا اس حوالے سے کردار بڑا اہم رہا ہے۔

میڈ یلین البرائیٹ نے اس حوالے سے ماسکو پر دباؤ بھی ڈالا کہ وہ مغربی مدار میں شامل ہو جائے۔ مجھے بعد میں بتایا گیا کہ میڈ یلین البرائیٹ کو روسی حکام نے "میڈم میٹل" کا خطاب بھی دے رکھا تھا۔

بل کلنٹن کی صدارت کے ابتدائی دنوں میں، میں اکثر یہ سوچا کرتی تھی کہ مختلف ممالک کے سرکاری دوروں میں مرد حضرات تو سرکاری سطح کے اجلاسوں میں شریک رہا کرتے تھے جبکہ خواتین اول مختلف ثقافتی دوروں میں مصروف رہا کرتی تھیں اب مجھے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ میرے شوہر سے اچھے تعلقات کی وجہ سے ان کے مختلف سربراہان مملکت سے اچھے روابط رہے تھے اس طرح میں نے مختلف خواتین اول کو بھی اچھا ساتھی پایا اور کچھ سے میری اچھی دوستی بھی قائم ہو گئی۔

ایک بار دورے پر آئی ہوئی مختلف خواتین اول کو میں نے ڈینور میں مدعو کیا۔ یہاں ہم سب کو ایک ٹرین پر سفر کرتے ہوئے ونٹر پارک اسکائی ریسٹورنٹ تک جانا تھا۔ وہاں پہاڑی پر ہم نے لنچ کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ ان دنوں برطانیہ میں ٹونی بلیئر کو وزیر اعظم بنے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا۔ ان کی اہلیہ شیری بلیئر بھی مدعو تھیں۔ میں ان میں سے اکثر خواتین اول کو بہت اچھی طرح جانتی تھی کیونکہ ان سے گزشتہ دوروں میں ملاقاتیں ہوتی رہی تھیں۔ ان میں نینا یلسن بھی تھیں جن سے 1993ء میں ٹوکیو میں میری ملاقات ہو چکی تھی نینا پہلے سول انجینئر تھیں اور ایک واٹر سسٹم پر کام بھی کرتی رہی تھیں بعد ازاں انہیں روسی سیاست کے میدان میں اترنا پڑا۔ وہ اپنے بچوں کی ضروریات اور ان کی صحت کے بارے میں کما حقہ آگاہی رکھتی تھیں۔

کینیڈا کے وزیر اعظم ژاں شراتین کی اہلیہ ایلین ایک بہت ذہین اور خوبصورت شخصیت کی مالک ہیں۔ ان کے شوہر 1993ء میں اپنے ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے۔ میں ایلین کے ڈسپلن اور چیلنج قبول کرنے کے

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 35

ڈینور میں ہونے والے سربراہی اجلاس سے قبل میں نے کلنٹن کے ساتھ چند روز کیلئے یورپ کا دورہ کیا تھا۔ یہاں بحیرہ روم کے ایک جزیرے ماجورکا میں ہم سپین کے شاہ جوان کارلوس اول اور ملکہ صوفیہ کے مہمان تھے۔ ولی عہد فلیپ بھی ہمارے میزبان تھے۔ ولی عہد فلیپ واشنگٹن کی جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے طالب علم بھی رہ چکے ہیں۔
میں شہنشاہ جوان کارلوس کی اس لئے مداح تھی کہ انہوں نے اپنے ملک میں فسطائیت کے خلاف مزاحمت کی تھی۔ اس دورے میں ہماری ملاقات چیلسی اور اس کی ہائی سکول کی سب سے اچھی سہیلی نکی ڈیوی سن سے ہوئی جو وہاں سیاحت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ سپین کے شہنشاہ اور ملکہ صوفیہ سے ملنے کی میں اکثر متمنی رہا کرتی تھی۔ اسپین کے شاہ جوان کارلوس صرف 37 برس کی عمر میں ملک کے سربراہ بن گئے تھے۔ یہ واقعہ 1975ء کا ہے۔ ان دنوں فرانکو کا انتقال ہوا تھا۔

سپین کا اقتدار سنبھالنے کے بعد شہنشاہ جوان کارلوس نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا تھا کہ وہ اسپین میں جمہوریت کی بحالی کے خواہاں ہیں۔

سپین کے شاہ جوان کارلوس نے 1981ء میں فوج کی طرف سے پارلیمنٹ پر قبضے کو اس طرح ناکام کیا کہ وہ ٹی وی پر آگئے۔ انہوں نے اس فوجی بغاوت کی مذمت کرتے ہوئے مذکورہ فوجی لیڈر اور اس کی فوجوں کو حکم دیا کہ وہ فوراً بیرکوں میں واپس چلی جائیں۔

سپین کی ملکہ صوفیہ کا تعلق یونان سے ہے۔ وہ ایک تربیت یافتہ پیڈیاٹرک نرس بھی رہ چکی ہیں۔ وہ اپنے شوہر کی طرح خوبصورت اور دلکش شخصیت کی مالک ہیں۔ وہ ایک مشہور سماجی کارکن بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک میں اس وقت مائیکرو کریڈٹ نظام متعارف کرایا جب وہاں بہت کم لوگوں کو اس کا علم تھا۔

ہم نے انہی دنوں میڈرڈ کی سیر بھی کی۔ سپین کے وزیراعظم جوزماریا ازنار اور ان کی اہلیہ ایٹا بوٹیلا نے اپنی سرکاری رہائش گاہ مونکلوا پیلس میں ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ اس عشائیے میں ہمارے علاوہ نیٹو ممالک کے سربراہان اور خواتین اول بھی شریک تھیں۔ نیٹو میں توسیع کے لئے بل کلنٹن جو کوششیں کر رہے تھے اس کی وجہ سے پولینڈ، ہنگری اور جمہوریہ چیک نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ نیٹو میں شمولیت کے خواہاں ہیں۔

سپین کے وزیراعظم کے عشائیے کی اگلی رات شاہ جوان کارلوس اور ملکہ صوفیہ نے وسطی میڈرڈ میں واقع شاہی محل میں ایک عظیم الشان عشائیے کا بندوبست کر رکھا ہے۔ ہم اس محل میں 1995ء میں بھی آ چکے تھے۔ اس وقت شاہ اور ملکہ نے عشائیے کی ایک چھوٹی تقریب منعقد کی تھی ڈنر کے بعد شاہ کارلوس ایک بڑی سی ڈائننگ ٹیبل کو بغور دیکھ رہے ہیں وہ ٹیبل اتنی بڑی تھی کہ اس پر 100 مہمانوں کی تواضع کی جاسکتی تھی شاہ کارلوس کا خیال تھا کہ ڈائننگ ٹیبل کی اونچائی کچھ کم کر دی جائے۔

سپین کو سرکاری دورہ ختم ہونے کے بعد ملکہ صوفیہ اور شاہ جوان کارلوس مجھے بل کلنٹن اور چیلسی کو لے کر گرینیڈا (غرناطہ) میں الحمرا کے محلات دکھانے لے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بل کلنٹن کے ساتھ ڈیٹ پر جانا شروع کیا تھا تو انہی دنوں بل نے بتایا تھا کہ غرناطہ میں غروب آفتاب کا منظر سب سے زیادہ خوبصورت اور قابل دید ہوتا ہے۔

خود شاہ جوان کارلوس نے مجھے کہا کہ میں غروب آفتاب کا منظر دیکھوں۔ ہم کافی دیر تک یہاں کی سیر کرتے رہے۔ پھر ایک سو سال پرانے مکان میں قائم ریسٹورنٹ میں شاہ اور ملکہ نے ہمیں رات کا کھانا کھلایا۔ اس ریسٹورنٹ سے محل کا نظارہ کیا جاسکتا ہے ہمارے دیکھتے، دیکھتے غروب آفتاب ہونے لگا پورا محل سورج کی روشنی سے جیسے گلابی ہو گیا جب تاریکی پھیل گئی تو محل کے قمقمے جگمگا اٹھے اور محل کی خوبصورتی مزید نکھر کر سامنے آگئی۔

میری اگلی منزل ویانا تھی جہاں خواتین اور جمہوریت کے موضوع پر ایک سیمینار سے مجھے کلیدی خطاب کرنا تھا۔ اس تقریب کا اہتمام آسٹریلیا میں امریکہ کی سفیر سوانی ہنٹ نے کیا تھا۔ وہاں ایک ہزار ممتاز خواتین مدعو کی گئی تھیں وائٹل وائس نامی تنظیم کی یہ تقریب خواتین کی حالت بہتر بنانے کے لئے قائم کی گئی تھی اس مقصد کے لئے خواتین کو تکنیکی امداد کے علاوہ مالی امداد کی فراہمی کا بندوبست بھی کیا جاتا تھا۔

مشرقی یورپ میں کمیونزم کے دور میں خواتین اور بچے خاص طور پر بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ وائٹل وائس کا مقصد ہی یہ تھا کہ خواتین کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ تنظیم پوری دنیا میں خواتین کو تکنیکی تربیت دینے کیلئے کوشاں ہے۔

ہمیں اگست میں موسم گرما کی تعطیلات امریکہ میں مارتھا زوائن یارڈ میں گزارنی تھیں۔ اس جگہ آ کر ہمیں بہت سکون ملا کرتا ہے۔ ایک روز بل نے مجھے بھی اپنے ساتھ گالف کا ایک راؤنڈ کھیلنے پر مجبور کیا۔ ان کی ٹانگ کا زخم بھر چکا تھا اور اب وہ اپنا پسندیدہ کھیل ایکبار پھر کھیلنے کیلئے تیار ہو چکے تھے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے گالف کا کھیل پسند

قسط نمبر 36

ستمبر 1997ء تک وہ لمحہ آہی گیا جس کیلئے میں کئی برسوں سے پریشان تھی۔ چیلسی اسٹینفورڈ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے کیلیفورنیا جارہی تھی۔ میں اپنی پریشانی کو چھپانے کے لئے کئی ہفتوں سے اس تمام سامان کی فہرست بنائے جارہی تھی جن کی چیلسی کو ضرورت پڑ سکتی تھی۔ اس مقصد کیلئے چیلسی اور میں سامان کی خریداری کیلئے نکل جاتے۔

اسٹینورڈ کی انتظامیہ کو بھی چیلسی کی پرائیویسی اور اس کی سکیورٹی کے حوالے سے تمام معاملات کا اندازہ تھا۔ سیکرٹ سروس کا خیال تھا کہ وہ چیلسی کو ہر ممکن طریقے سے نارمل زندگی گزارنے کا موقع دیں گے۔ تاہم اس کی حفاظت کا ہر ممکن انتظام موجود ہوگا چیلسی کو اسٹینفورڈ میں 24 گھنٹوں کے دوران سکیورٹی فراہم کی جاسکتی تھی۔ اس حوالے سے سیکرٹ سروس ایجنٹس کو بھی طالب علموں کی طرز کا لباس فراہم کیا گیا ان ایجنٹوں کو چیلسی کے کمرے سے نزدیک ترین کمرے میں قیام بھی کرنا تھا۔

اسٹینفورڈ کی انتظامیہ چیلسی کے داخلے سے اس لئے بھی خوش تھی کہ اب وہاں ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کی آزادانہ نقل وحرکت پر پابندی لگنے والی تھی۔ اب صحافی ضروری کاغذات دکھانے اور کسی اہم موقع کے علاوہ کیمپس میں داخل نہیں ہوسکتے تھے۔

میں اور بل کلنٹن چیلسی کو اسٹینفورڈ تک پہنچانے کے لئے پالوآلتو میں ایک روشن دن جا پہنچے۔ اسٹینفورڈ کی انتظامیہ نے ہم سے درخواست کی تھی کہ وہ کیمپس میں ہماری آمد کے موقع پر ہماری تصاویر بنانا چاہتے ہیں تاکہ دنیا بھر سے آئے ہوئے 200 سے زائد صحافیوں کو یہاں چیلسی کے داخلے کے بارے میں باتنے میں آسانی ہوسکے۔

اسٹینفورڈ میں ان دنوں طالب علموں کی تعداد 1659 تھی۔

ہم اس تین منزلہ اقامت گاہ کی عمارت میں بھی گئے جہاں کسی ایک کمرے میں چیلسی کو قیام کرنا تھا۔ آخری وقت تک ہونے والی شاپنگ اور پیکنگ سے میں بری طرح تھک چکی تھی چیلسی کے کمرے میں دو بستروں کی گنجائش تھی۔ اس کے علاوہ دو ڈیکس اور کپڑے رکھنے کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی۔ میں نے چیلسی کے کپڑے، تولئے اور دیگر سامان اس کی درازوں میں رکھنے میں اس کی مدد کی۔

بل کلنٹن بھی اس وقت ان باپوں کی طرح لگ رہے تھے جو کیمپس میں قدم رکھنے کے بعد وہاں کے ٹرانس میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ بل چیلسی کا سامان خود لے کر آنے پر مصر تھے۔ انہوں نے اپنے مضبوط بازوؤں میں اس کا بستر اٹھا رکھا تھا۔ چیلسی بھی اس وقت اس باکسر کی طرح لگ رہی تھی جو پہلی مرتبہ رنگ میں اترتا ہے۔ چیلسی کا بستر لگانے اور بچھانے میں اس کی روم میٹ نے بھی معاونت کی۔

چیلسی میرے جذبات سے واقف تھی کہ میں اس کی جدائی برداشت کرپاؤں گی اور وہ اس لئے نروس بھی ہورہی تھی۔ میں نے چیلسی کو بتایا کہ ایسے موقع پر ہر ماں کے جذبات واحساس تو ہی ہوتے ہیں جن سے میں دوچار رہو رہی ہوں۔

اس موقع پر ایک طالب علم مقرر نے بھی اپنی والدہ کے جذبات کے بارے میں حاضرین کو اس طرح بتایا۔

”محترم والدین آپ نے اپنا کردار ادا کردیا۔ آج کب آپ اپنی اولادوں کو یہاں چھوڑ جائیں گے تو وہ آپ کو یقیناً یاد آئیں گی اور آپ کے بچے بھی آپ کو ایک مہینہ یا پندرہ منٹ تک شدت سے یاد کریں گے۔ میری والدہ کی مثال ہی لے لیجئے۔ جب میں یہاں آنے لگا تو وہ خوب روئیں۔ اور وہ یہاں میرے ساتھ آئیں اور میرے لئے بہت زیادہ فکر مند رہیں۔ انہوں نے میری دراز میں میرے کپڑوں کو بڑے سلیقے سے رکھا۔“

میں اور چیلسی اس کی تقریر سن کر ہنستے رہے۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں اس معاملے میں تنہا نہیں ہر ماں کو اپنی اولاد کی فکر ہوتی ہے۔ سہ پہر میں وہاں موجود تمام والدین کو اپنی اولادوں سے رخصت ہونا تھا۔ اب ہر طالب علم اپنی مرضی سے اپنا سامان دوبارہ سیٹ کرنا چاہے تو کرسکتا تھا۔

میں بھی دیگر ماؤں کے ساتھ واپس کے راستے پر چل پڑی۔ گزشتہ کئی ہفتوں کی منصوبہ بندی، خریداری، پیکنگ اور ازسرنو پیکنگ کے بعد ساری مائیں تھکی ہوئی تھیں اب ہمیں اپنے بچوں کو الوداع کہنا تھا۔ تاکہ وہ اپنی نئی زندگی شروع کرسکیں۔

وہاں موجود والد صاحبان کے جذبات ہماری طرح نہ تھے۔ مگر اس وقت جب بچوں کو الوداع کہنے کا وقت آیا تو سب کے چہرے پر ایک خاص انداز کی فکر مندی کے آثار نمودار ہوئے۔ بل نے ایک شخص کو مخاطب کرکے کہا۔

”کیا بات ہے چلنا نہیں ہے کیا؟“

1997ء کے آخر میں بل کلنٹن اور میں برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر اور ان کی اہلیہ شیری کی دعوت پر ان کی سرکاری رہائش گاہ پر مہمان بنے۔ ہمارے میزبانوں نے ہمیں مختلف نوادرات بھی دکھائے۔ جن میں ملکہ الزبتھ اول کی انگوٹھی اور سینٹ ہیلنا میں نیولین کے زیر استعمال رہنے والی میز شامل تھی۔ ہمیں وہ قید خانہ بھی دکھایا گیا جہاں

UrduPoint.com
PDF KI DUNY

قسط نمبر 37

جب میں بلفاسٹ سے لندن پہنچی تو مجھے بذریعہ کار وہاں سے 40 میل دور واقع بکنگھم شائر لے جایا گیا۔ٹونی بلیئر اور شیری نے یہیں میرا استقبال کیا۔ اس جگہ کو برطانوی وزیر اعظم صاحبان 1921ء سے اپنی تعطیلات گزارنے کے لئے استعمال کرتے آ رہے ہیں ٹونی بلیئر نے نیلی جینز پہن رکھی تھی اور ان کے چہرے پر لڑکوں جیسی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ ڈنر کے بعد ہم لوگ آتشدان کے پاس بیٹھ کر دیر تک گپ شپ کرتے رہے۔

9 نومبر کو میں کیلی۔ میلین اور کیرن فنی کے ساتھ اینڈریوز ایئر فورس میں سے بوئنگ 707 میں سوار ہوئی۔ یہ جہاز پہلے ایئر بورس ون کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا تھا۔ اس میں مجھے دس منٹ کی بریفنگ دی گئی۔ یہ بریفنگ تازقستان کے بارے میں بھی تھی۔ کیوں کہ میں وہیں جا رہی تھی، تاہم دس منٹ بعد ہی جہاز کے عملے کا ایک فرد میرے پاس آیا اور بولا کہ جہاز کے ایک انجان میں خرابی کے سبب ہم اینڈریوز ایئر فورس بیس پر واپس اترنے پر مجبور ہیں۔ اس اطلاع پر میں زیادہ پریشان نہیں ہوئی۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ جہاز اپنے بقیہ تین انجنوں کے ذریعے بھی بخوبی اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے۔

جوں ہی اینڈریوز ایئر فورس بیس پر ہمارا جہاز اترا ویسے ہی فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کی چمک نظر آنے لگی۔ جب تک تکنیکی عملہ جہاز کی خرابی کی وجہ ڈھونڈنے میں لگا رہا تو میں نے بل کلنٹن کو فون پر ساری بات بتادی چند گھنٹوں بعد مجھے بتایا گیا کہ اگلے سہ پہر سے پہلے جہاز پرواز کے قابل نہیں ہوسکتا۔ اس طرح آدھی رات کو مجھے وائٹ ہاؤس آنا پڑا۔

میں وائٹ ہاؤس پہنچی تو میں نے دیکھا کہ بل کلنٹن ٹیلی فون پر چیسی سے بات کر رہے ہیں چیلسی نے سی این این ڈاٹ پر کام بریکنگ نیوز سنی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ ”خاتون اول کا طیارہ ہنگامی طور پر واپس اتار لیا گیا ہے۔ جہاز میں سوار تمام مسافر خیریت سے ہیں۔“

تھوڑی دیر بعد میری خیریت معلوم کرنے کے لئے میری والدہ کا فون بھی آ گیا۔ وہ صرف میری آواز سننا چاہتی تھیں۔بعض احباب نے اگلے روز واشنگٹن پوسٹ میں جہاز کی خرابی کی خبر پڑھ کر مجھے فون کیے خبر سے یہ تاثر ابھرتا تھا جیسے میں نے جہاز کی سیڑھیوں سے نہیں بلکہ پیراشوٹ کی مدد سے چھلانگ لگائی ہے۔

جہاز کی مرمت کے بعد اگلے روز ہم تازقستان کے لئے روانہ ہوئے۔ تازقستان میں سخت برف باری ہوئی تھی۔ ہماری لینڈنگ سے قبل ہی رن وے سے برف صاف کی گئی تھی۔ جہاز رکنے کے بعد جہاز پر جمی برف بھی ہٹائی گئی۔ استقبال کے لئے آنے والے تازق، کرغیز اور ازبک اپنے روایتی لباسوں میں ملبوس تھے۔

تازقستان تیل اور گیس کی دولت سے مالا مال ملک ہے۔ یہاں امریکی امداد سے خواتین کے لئے ایک مرکز بھی قائم کیا گیا۔ میں نے اس مرکز کا دورہ بھی کیا۔ الماتی میں مجھے ڈاکٹروں نے بتایا کہ امریکی امداد کی وجہ سے اب یہاں اسقاط حمل اور زچگی کے دوران ماؤں کی ہلاکت کی شرح میں کافی کمی آ چکی ہے۔ میں اپنے ساتھ 20 لاکھ ڈالر مالیت کی ادویات اور دیگر طبی ساز و سامان لے کر آئی تھی۔

ازبکستان کے دارالحکومت تاشقند میں ایئر پورٹ سے سیدھے میں صدر اسلام کریموف سے ملنے چلی گئی۔ صدر اسلام کریموف کٹر کمیونسٹ تھے اور انہیں کایت پسند بھی کہا جاتا ہے وہ بل کلنٹن سے بہت متاثر تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا۔

”بل کلنٹن صدر ہوتے ہوئے اپنے عوام سے رابطہ کس طرح برقرار رکھنے میں کامیاب۔“ مجھے اندازہ ہوا کہ ازبک صدر کو جمہوریت کا کوئی تجربہ نہیں ایسے سربراہوں کے لئے کوئی منظم نصاب موجود نہیں جن کی مدد سے وہ جمہوریت اور لوگوں کے دل جیتنے کا ہنر سیکھ سکیں۔

اسلام کریموف پر مغرب میں اس بنا پر تنقید کی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے ملک میں انتہا پسند مسلمانوں کے خلاف کریک ڈاؤن کی مہم جاری رکھی ہوئی ہے۔ مگر اسلام کریموف ایسے مسلمانوں کو سیاسی مظاہرین گردانتے ہوئے ان سے نمٹنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسلام کریموف دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ رواداری کے قائل ہیں۔

مجھے بخارا میں یہودیوں کے ایک معبد کا دورہ بھی کرایا گیا وہاں مجھے ایک یہودی نے بتایا کہ ملک میں موجود یہودی کریموف حکومت میں بڑے تحفظ کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

سمرقند کے ریگستان اسکوائر میں اسلام کریموف نے مجھے بڑے فخر سے بتایا کہ شیر دور مدرسہ دوبارہ کھل چکا ہے اور یہاں دینی تعلیم کا بندوبست کیا جا چکا ہے اور طلباء یہاں داخلہ لے رہے ہیں۔ اسلام کریموف نے یہ بھی کہا کہ بعض طاقتیں ان کی حکومت کمزور کر کے یہاں بھی طالبان طرز کا اسلام لانا چاہتی ہیں (ان دنوں افغانستان پر طالبان کی حکومت قائم تھی)۔ اسلام کریموف مذہبی آزادی کے قائل تو تھے مگر وہ مذہبی دعویدار غیر ملکی عناصر کو برداشت کرنے پر تیار نہ تھے۔

PDF KI DUNIYA

قسط نمبر 38

مونیکا لیونسکی اسکینڈل

جنوری 1998ء کے آغاز ہی میں بل کلنٹن کو ایک بار پاؤلا جونز کے سول کیس کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ یہ کیس پہلے سے زیر سماعت تھا۔ بل کے وکلاء کا خیال تھا کہ اس معاملے کو عدالت سے باہر طے کر لیا جائے مگر سپریم کورٹ کا فیصلہ تھا کہ سماعت جاری رکھی جائے 17 جنوری 1998ء کو بل کو عدالت میں پیش بھی ہونا تھا۔
میں پاؤلا جونز کے معاملے کو عدالت سے باہر طے کرنے کی اصولی طور پر مخالف تھی۔ کیونکہ اس طرح صدر کی ذات پر حرف آتا کہ اس نے پیسے دے کر کسی مقدمے سے اپنی جان چھڑائی۔
جس وقت بل کلنٹن عدالت میں پیشی کیلئے جا رہے تھے تو میں نے انہیں گلے لگا کر رخصت کیا۔ اور ان کی کامیابی کے لئے دعا کی۔ پھر میں وائٹ ہاؤس میں اپنے رہائشی حصے میں چلی گئی اور ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔ جب بل کلنٹن واپس آئے تو وہ خاصے غصے میں اور تھکے ہوئے لگ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو انہوں نے بتایا کہ تمام الزامات کی انہوں نے تردید کی ہے۔ اس روز واشنگٹن کے ایک ریسٹورنٹ میں دوستوں کے ساتھ رات کا کھانا کھانے کا ہمارا پروگرام پہلے سے طے تھا۔ گر ہم نے وہ پروگرام منسوخ کر دیا اور رات کا کھانا گھر ہی کھایا۔
وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا۔ آئندہ بجٹ کے لئے صدر نے صحت اور تعلیم کے لئے مزید رقم مختص کرنے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ اس کے علاوہ بچوں کی دیکھ بھال کے فنڈ میں اضافے کا فیصلہ بھی کر لیا گیا تھا۔
21 جنوری بروز بدھ کی صبح بل نے مجھے صبح صبح جگا دیا۔ اس وقت وہ مسہری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا۔ آج صبح کے اخبارات میں کچھ شائع ہوا ہے اور تمہیں اس بارے میں علم ہونا چاہئے انہوں نے بتایا کہ اخبارات میں ایسی خبریں شائع ہوئی ہیں کہ ان کے وائٹ ہاؤس کی ایک سابق ملازمہ سے تعلقات تھے اور انہوں نے اس سے کہا تھا کہ پاؤلا جونز کیس میں انہوں نے وکلاء کے سامنے کئی باتیں جھوٹ کہی تھیں۔ اسٹار ان کے اس مبینہ اعتراف کی روشنی میں ان کے خلاف مزید تحقیقات کے بارے میں غور کر رہے تھے بل نے مجھے بتایا کہ مونیکا لیونسکی سے ان کی دو سال قبل ملاقات ہوئی تھی کئی مواقع پر انہوں نے اس سے بات چیت کی تھی اور اس نے ان سے کہا تھا کہ وہ ملازمت کی تلاش میں اس کی مدد کریں بل کا کہنا ہے کہ مونیکا نے انکی توجہ کا غلط مطلب نکالا ہے۔ مجھے ان کی بات پر اس لئے یقین آ گیا کہ ایسا کچھ درجنوں مواقع پر بھی ہو چکا تھا میں نے اس حوالے سے بل سے مسلسل سوالات کئے انہوں نے ہر بار یہی جواب دیا کہ اس خاتون سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا اور ان کی توجہ کا غلط مطلب لیا گیا مجھے نہیں معلوم کہ اس روز بل کے ذہن میں کیا بات تھی مگر انہوں نے اپنے سٹاف اور دوستوں کو یہی کہانی سنائی ہے جو مجھے سنا چکے تھے۔ میں نے اپنی نجی زندگی کو عام لوگوں سے الگ تھلگ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر موجودہ صورتحال میں، میں کیا کر سکتی تھی۔
میرے نزدیک مونیکا کا معاملہ سیاسی مخالفین کی جانب سے تیار کردہ ایک اور اسکینڈل تھا۔ مگر میں جانتی تھی کہ مونیکا کے معاملے میں بھی ہمیں ایک اور تکلیف دہ تحقیقات کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کے ساتھ ہی بہت ہی بہت سے سیاسی خطرات بھی موجود تھے۔ جونز کے کیس میں بھی بل کو ایک جال میں بری طرح پھنسا دیا گیا تھا تاکہ وہ یا تو عہدۂ صدارت سے استعفیٰ دے دیں یا مواخذے کے لئے تیار رہیں۔
بلاشبہ اس روز کی سب سے بری خبر یہی تھی لیکن میں نے اور بل نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم اپنی روزمرہ کی مصروفیات جاری رکھیں گے وائٹ ہاؤس کے ویسٹ ونگ میں کام کرنے والے ملازمین اپنے سیل فون پر گفتگو کر رہے تھے اور بند دروازوں کے پیچھے سرگوشیوں میں مصروف تھے میں نے انہیں یقین دلایا کہ ہم اس بحران پر بھی قابو پا لیں گے اور ماضی کی طرح اس معاملے میں بھی منہ توڑ جواب دینے کے لئے تیار ہیں میں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر سکون رکھا ہوا تھا۔
میں یہ بات جانتی تھی کہ لوگ اس اسکینڈل کے بعد سوچ رہے ہوں گے۔ وہ سوچتے ہوں گے کہ میں صبح کس طرح بیدار ہوتی ہوں گی اور تنہا لوگوں کے درمیان کس طرح جاتی ہوں گی اگر میں ان الزامات کو درست نہیں سمجھتی، تب بھی ان الزامات کے بارے میں دوسروں کی باتیں سن کر مجھے پر کیا گزرتی ہوگی، یہ واقعی ایک مشکل کام تھا کہ آپ کسی صبح سو کر اٹھیں اور یہ کہیں کہ اب مجھے کسی بات کی پروا نہیں ہے۔
مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ میں نے مصنوعی طور پر اس فکر سے نجات حاصل کرنے لئے بداخلاقی کا سہارا لیا تھا، کہ وہ میرے حقیقی جذبات میں متصادم نہ ہو جائے۔ اس معاملہ میں میرے وضاحتی خطاب کے بعد رپورٹرز کے ایک ہجوم نے مجھے گھیر لیا۔ ان میں سے کسی نے چیخ کر کہا، ''آپ کا کیا خیال ہے کہ صدر پر لگائے جانے والے الزامات غلط ہیں؟'' میں نے جواب۔ ''قطعی غلط ہیں'' میرے خیال میں کسی انسان کے لئے وہ وقت بہت مشکل اور تکلیف دہ ہوتا ہے جب آپ اپنے کسی محبت کرنے والے اور اس سے عقیدت رکھنے والے شخص پر حملہ ہوتے ہوئے

PDF KI DUNY

ADMIN
MUHAMMAD NADEEM
0331-6362354
ALL NEWS NETWORK
News Headlines . Daily News Papers .
Job Adds Daily.Sports Headlines .
Weather Update . Breaking News
Teachers r Great
Only Teachers & Educational
Material Allowed
PDF KI DUNIYA
Only PDF Allowed
PDF KI DUNIYA

قسط نمبر 39

سٹیٹ آف دی یونین خطاب میں شرکت کے لئے جب میں ہاؤس گیلری میں اپنی نشست پر پہنچی تو وہاں موجود متعدد خواتین نے میری آمد کو سراہا۔ بل کلنٹن نے بھی بڑے اعتماد سے اپنی تقریر مکمل کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران انہوں نے ملک کے لئے کون کون سے ترقیاتی کام کئے۔

5 فروری 1998ء کو برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر کے اعزاز میں سرکاری عشائیے کا اہتمام تھا۔ بل، ٹونی، میں اور شیری بلیئر اچھے دوست بھی بن چکے تھے اس ڈنر میں پروٹوکول کے مطابق امریکی کانگریس کے اسپیکر نیوٹ گنگرچ میرے بائیں جانب جب کہ ٹونی بلیئر میرے دائیں جانب بیٹھے تھے۔ نیٹو میں توسیع، بوسنیا اور عراق پر گفت وشنید کے دوران نیوٹ گنگرچ نے جھک کر میرے کان میں سرگوشی کی۔

”آپ کے خاوند کے خلاف عائد الزامات نہایت مضحکہ خیز ہیں۔ اگر یہ الزام درست ہے تب بھی اب اس کا ذکر بے کار ہے۔“ میں اس کی بات سن کر حیران رہ گئی، بعد میں، میں نے بل اور ڈیوڈ کینڈل کو یہ بات بتائی کہ اسپیکر کے خیال میں الزامات درست نہیں۔

23 مارچ 198ء کو میں نے بل کلنٹن کے ساتھ گھانا کے دارالحکومت آکرا پہنچی۔ جہاں بل کے خطاب کو سننے کے لئے پانچ لاکھ افراد کا مجمع اکٹھا ہو چکا تھا۔

اگست 1998ء خونریز واقعات کا مہینہ ثابت ہوا۔ 7 اگست کو کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارتخانوں میں بم کے دھماکے ہوئے۔

ان دھماکوں میں اسلامی دہشت گردوں کا ہاتھ تھا۔ ان دھماکوں میں پانچ ہزار سے زائد افراد ہو گئے جبکہ 264 افراد ہلاک ہوئے۔ ہلاک شدگان میں سے 12 امریکی تھے ہلاک شدگان کی زیادہ تعداد افریقی آفس ورکرز اور راہگیروں پر مشتمل تھی انٹیلی جنس اداروں کے مطابق یہ کارروائی اسامہ بن لادن کی ایماپر کی گئی تھی۔

ادھر عراق میں صدام حسین نے اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کو ملک سے چلے جانے کا حکم دے دیا تھا۔ بل کلنٹن کا زیادہ تر وقت اقوام متحدہ اور اپنے اتحادیوں سے مشورے میں گزرتا کہ صدام حسین کے اقدام کا کیا جواب دیا جائے۔

وسط مدتی انتخابات قریب تھے اور ابھی مونیکا لیونسکی کا معاملہ ختم نہیں ہوا تھا۔ ڈیوڈ کینڈل مجھے اور بل کلنٹن کے اس حوالے سے ہونے والی کارروائیوں سے روزانہ آگاہ کرتا رہتا۔

14 اگست کی رات جمعہ بلیو اوول روم میں باب بارنیٹ، مجھ سے ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں فکرمند ہوں۔ اس کو میں نے جواب دیا کہ ”میں فکرمند نہیں ہوں۔ اس لئے کہ میں نے اس موضوع پر بل کلنٹن سے کئی بار گفتگو کی ہے“ اس پر باب بارنیٹ نے مجھ سے کہا کہ:

”آپ کو اس بارے میں حقیقت کا سامنا کرنے کے لئے خود کو تیار رکھنا پڑے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کچھ باتیں درست ہوں۔“ اس کی بات سن کر میں بولی۔

”دیکھو باب ...... میرے شوہر کی غلطیاں ہوں گی مگر اس نے کبھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔“

ہفتہ 15 کی صبح بل کلنٹن نے ایک بار کئی ماہ پہلے کی طرح مجھے نیند سے جگایا۔ اس وقت وہ بستر پر بیٹھے ہوئے نہ تھے بلکہ کمرے میں ٹہل رہے تھے بل نے پہلی بار کہا کہ معاملہ اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے جیسا وہ مجھ سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور اب ان کا یہ خیال ہے کہ انہیں اس بات کو تسلیم کر لینا ہوگا کہ ان کے (مونیکا لیونسکی کے ساتھ) غیر موزوں تعلقات استوار رہ چکے ہیں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے درمیان بلاتسلسل کیا کچھ ہوتا رہا تھا انہوں نے کہا کہ وہ کئی ماہ قبل بھی یہ بات نہیں بتا سکے تھے کیونکہ انہیں اس بات پر شرمندگی بھی تھی وہ جانتے تھے کہ اس بات کو جان کر میں غصہ بھی کر سکتی ہوں اور مجھے اس سے تکلیف بھی نہ ہوگی۔

میری سانسیں رکنے لگی تھیں۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور رونے لگی۔ ساتھ ہی میں بل پر چیخنے بھی لگی۔

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“ ”تم کیا کہہ رہے ہو؟ ...... مجھ سے تم نے کیوں جھوٹ بولا؟“ میں شدید اشتعال کی کیفیت میں تھی۔ میرا غصہ ہر لحہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

”آئی ایم سوری ...... آئی ایم سوری ...... میں تمہیں اور چیلسی کو بچانا چاہتا تھا“ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہ آ رہا تھا۔ مجھے اب اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ بل کلنٹن نے اس نوجوان عورت (مونیکا لیونسکی) پر توجہ مرکوز کر کے غلطی کی تھی۔ وہ یہی سمجھتے رہے کہ معاملہ ٹھیک ٹھاک رہے گا۔

مجھے کسی طور پر یقین نہیں آ سکتا تھا کہ وہ ایسا کچھ کر گزریں گے جس سے ہماری ازدواجی زندگی اور خاندان خطرے میں پڑ جائے گا۔

میں قوت گویائی سے محروم ہو چکی تھی۔ میرا دل ٹوٹ چکا تھا مجھے غصہ اس بات کا بھی تھا کہ میں بل کلنٹن پر اب تک

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 40

میرے اور کلنٹن کے درمیان اختلافات

رائے عامہ کے جائزوں کے مطابق بل کلنٹن کی شہرت کا گراف مزید بلند ہو گیا تھا۔ میں ان سب باتوں سے فرار کی خاطر تعطیل پر جانے کی خواہاں تھی۔ میں واشنگٹن سے باہر چلی جانا چاہتی تھی۔ چیلسی چاہتی تھی کہ وہ مارتھا زوائن یارڈ واپس چلی جائے جہاں اس کی سہیلیاں اور دوست اسکے منتظر تھے۔ چنانچہ بل، میں اور چیلسی اگلی سہ پہر کو وہاں کے لئے روانہ ہو گئے ہمارا کتا بڈی بھی اس سفر میں بل کلنٹن کا ساتھ دینے کیلئے موجود تھا۔ بڈی ہمارے خاندان کا واحد رکن تھا جو بل کا ساتھ دے رہا تھا۔

ہماری روانگی سے قبل میری انتہائی ٹھنڈے مزاج والی پریس سیکرٹری مارشا بیری نے میری طرف سے ایک بیان تیار کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ ''مسز کلنٹن کے لئے یہ ایام نہایت مشکل ہیں اور ان کے مذہب پر مضبوط عقیدے میں اضافہ ہو گیا ہے۔''

تعطیل گزارنے کے لئے ہم ایک کرائے کے مکان میں جا پہنچے، بحران اس وقت بڑی حد تک کم ہو چکا تھا لیکن میری شدید اداسی، مایوسی اور ختم نہ ہونے والا غصہ برقرار تھا۔ میں شاذونادر ہی بل سے گفتگو کرتی اور جب بھی ان سے گفتگو کرتی تو اس میں شدید اکتاہٹ شامل ہوتی ہے۔

میں نے اس دوران مطالعہ، اور ساحل سمندر پر چہل قدمی کے ذریعے اپنے آپ کو پرسکون کیا۔ میں اس دوران اوپر کے کمرے میں اور بل نیچے سوتے رہے۔ دن کے مقابلے میں رات گزارنا بہت مشکل کام تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ احساس بھی پریشان کر رہا تھا کہ آپ کا بہترین دوست، جس کی آپ نے ہمیشہ مدد بھی کی ہو، وہی آپ کو زخمی کر رہی تھی اور یہ بات میں نے بل سے بھی کہی۔ وہ اب بھی وضاحتیں کر رہے تھے اور معافیاں مانگ رہے تھے مگر میں اب ان کے ساتھ الگ کمرے میں سونے کو تیار نہیں تھی میں اب اپنے ماضی کی خوشگوار یادوں کے سہارے زندہ تھی اور میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں کیا کروں۔

گھر میں اب مکمل اور گہری خاموشی تھی۔ چیلسی اپنا زیادہ تر وقت خاندان کے دوستوں کے ساتھ گزارتی تھی۔ میرے اور بل کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ہم کسی دروازے پر تالا ڈال کر اس کے پیچھے گم ہو جائیں۔ میڈیا کے لوگ ہماری تلاش میں تھے۔

تعطیل گزار کر جب ہم واپس آئے تو بل کلنٹن افغانستان میں اسامہ بن لادن کے تربیتی کیمپوں پر کروز میزائلوں کے حملوں کے بارے میں مصروف ہو گئے۔

افغانستان پر میزائل اس وقت داغے گئے جب امریکی انٹیلی جنس کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ اسامہ اور ان کے قریبی رفقاء ہدف پر آ چکے ہیں۔ مگر کروز میزائلوں کا حملہ ناکام ثابت ہوا کیونکہ اسامہ بن لادن وہاں سے کئی گھنٹے قبل جا چکے تھے اس بات کا ثبوت ہونے کے باوجود امریکی سفارت خانوں پر حملے میں اسامہ ملوث تھے، افغانستان پر ہونے والے حملوں کی وجہ سے بل کلنٹن تنقید کا نشانہ بنے۔

بل کلنٹن پر یہ تنقید بھی ہوئی کہ انہوں نے اپنے بارے میں عوامی توجہ ہٹانے کے لئے یہ حملے کرائے۔ گھر میں ایک مستقل خاموشی نے ڈیرے جما لئے تھے۔ چیلسی اپنا زیادہ وقت ہمارے خاندانی دوست جل اور کین آنکول کے بیٹے زیک کے ساتھ گزارتی۔ اس گھر میں میری دل شکستہ بچی کو بھرپور محبت ملتی تھی۔ بل اور میرے لئے یہ امر نہایت تکلیف دہ تھا کہ وہ ایک ساتھ رہیں لیکن اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔ ذرائع ابلاغ کے نمائندے مستقل ہمارے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔

میں ان دنوں لوگوں میں زیادہ گھلنا ملنا نہیں چاہتی تھی لیکن مجھے یہ بھی احساس تھا کہ ہمارے بہت سے دوست ہیں جن کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ان میں ورنن اور این جورڈن بہت ہمدرد تھے۔ ان کے علاوہ کیتھرین اگر اہم بھی تھے جسے خود بھی بے وفائی کا تجربہ ہو چکا تھا۔ کیتھرین نے ایک بار مجھے لنچ پر بلایا اس کے بعد والٹر کرونکا کیٹ نے بل مجھے اور چیلسی کو دعوت دی کہ ہم اس کی کشتی پر سیر کو چلیں ابتدا میں ہم جانے کے خواہشمند تھے مگر والٹر اور اس کی اہلیہ اہلیسی نہایت خلوص سے ہمیں دعوت دے رہے تھے۔

ان دنوں بل شدید تنقید کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور مجھ پر بھی یہ تنقید کی جا رہی تھی کہ میں اب بھی اس شخص کے ساتھ جڑی ہوئی ہوں۔ والٹر نے لوگوں کی تنقید کے بعد ہم سے کہا۔

''لوگوں کو یہ بات کیوں سمجھ میں نہیں آتی کہ اچھی شادیوں کی پرکھ مشکل حالات ہی میں ہوتی ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی مکمل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چھوڑیں سب باتوں کو آیئے کشتی کی سیر پر چلیں''۔

ہم اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اگرچہ میں اندر سے بالکل سن ہو چکی تھی مگر کھلے سمندر کی سیر پر جانا مجھے بہت فرحت انگیز لگا۔

PDF KI DUNYA

قسط نمبر 41

1868ء میں صدر اینڈریو جانسن امریکہ کے پہلے صدر تھے جن کا ایوان نمائندگان نے مواخذہ کیا تھا۔میری نظر میں اینڈریو جانسن کا مواخذہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔اس مواخذے میں سینٹ میں محض ایک ووٹ کی بدولت اینڈریو جانسن مواخذے سے بری ہو گئے تھے۔رچرڈ نکسن امریکہ کے دوسرے صدر تھے جن کا واٹر گیٹ سکینڈل کے حوالے سے مواخذہ کیا گیا۔اور بل کلنٹن امریکہ کے تیسرے صدر تھے جنہیں مواخذے کا سامنا تھا۔

میں نے استغاثے کے وکیل سٹار کی رپورٹ تو نہیں پڑھی مگر مجھے بتایا گیا کہ اس میں لفظ جنس (سیکس) 445 صفحات کی رپورٹ میں 581 مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔سٹار کا خیال میں بل کلنٹن کے مواخذے کے لئے گیارہ وجوہ موجود تھیں۔میرا خیال ہے کہ سٹار نے اپنی قانونی حدود سے تجاوز کر لیا تھا۔

جس روز کینتھ سٹار نے کانگریس میں اپنی رپورٹ پیش کی اس کے اگلے ہی روز بل اور میں نے ڈیموکریٹک بزنس کونسل کی ایک تقریب میں شرکت کی جہاں میں نے بل کو "میرے شوہر اور ہمارے صدر" کہہ کر متعارف کرایا۔نجی طور پر میں بل کلنٹن کو معاف کر دینے پر غور کر رہی تھی۔

کئی ہفتوں تک بل کلنٹن مجھ سے چیلسی سے اور اپنے دوستوں سے کابینہ کے ارکان سے وائٹ ہاؤس کے سٹاف اور رفقا سے معذرت طلب کرتے رہے۔ستمبر میں وائٹ ہاؤس کی ایک دعائیہ تقریب میں جس میں مختلف مذہبی رہنما بھی موجود تھے بل کلنٹن نے اپنے گناہوں کا اعتراف بھی کیا اور معافی کا فیصلہ امریکی عوام پر چھوڑ دیا لیکن اپنا صدارتی عہدہ نہیں چھوڑا۔اس مرحلے پر میں یہ چاہتی تھی کہ ہماری شادی برقرار رہے۔

بل کی معذرت نے ان کی مقبولیت میں اضافہ کر دیا۔60 فیصد امریکیوں کی رائے تھی کہ کانگریس کو نہ تو صدر کا مواخذہ کرنا چاہیے اور نہ ہی بل کلنٹن کو صدارت سے مستعفی ہونا چاہیے لوگوں کا خیال یہ بھی تھا کہ سٹار کی رپورٹ غیر موزوں ہے۔

میری اپنی مقبولیت بھی برقرار رہی اور یہ 70 فیصد تک جا پہنچی تھی۔جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ امریکی عوام بنیادی طور پر اچھے اور رحم دل واقع ہوئے ہیں۔

میں عام طور پر گہرے جذبات کا اظہار کرنے والی عورت نہیں۔میں اپنے قریبی دوستوں کے سامنے بھی اپنے جذبات ظاہر نہیں کرتی۔اس حوالے سے میں بالکل اپنی والدہ جیسی ہوں ہم دونوں ہی ایسے مواقع پر اپنے آپ سے مشورہ کر کے کسی نتیجے پر پہنچتے تھے۔

اگست 1998ء کے بعد سے میں بالکل تنہا ہو کر رہ گئی تھی۔میں اپنا زیادہ تر وقت تنہائی میں گزرتی۔میں عبادت کرتی اور مطالعہ کرتی رہتی۔لیکن مجھے دوستوں کی بھی ضرورت تھی۔جو مجھ سے برسہا برس سے واقف تھے جنہوں نے مجھے بیماری اور صحت مندی میں بھی دیکھا۔اور جنہوں نے مجھے ماں بنتے ہوئے بھی دیکھا اور جو یہ سمجھ سکتے تھے کہ میں کن کیفیات سے گزر رہی ہوں۔

انہی دنوں جمہوریہ چیک کے صدر ویکلاو ہاویل اپنی نئی اہلیہ ڈیگمار کے ساتھ وائٹ ہاؤس آئے،سیکنڈ فلور پر ان کے اعزاز میں تقریب ہوئی۔بعد میں سٹیوری وینڈر نے مجھ سے کہا کہ اس نے ایک گیت لکھا ہے جو وہ مجھے سنانا چاہتا ہے۔وائٹ ہاؤس میں اس نے پیانو پر ایک دلکش گیت سنایا۔میں اس کے قریب ہی ایک چھوٹی سی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔میرا سٹاف بھی وہاں موجود تھا جب پیانو پر گیت ختم ہوا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو چکی تھیں گیت کا موضوع معافی کی قوت تھا۔میں نے دیکھا کہ میرے سٹاف کی آنکھوں کے گوشے بھی نم ہو چکے تھے۔

21 ستمبر 1998ء کو بل کلنٹن نے اقوام متحدہ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کیا اور بین الاقوامی دہشت گردی اور اس سے نمٹنے کی متحدہ کوششوں کی ضرورت پر زور دیا۔ان کی تقریر کے اختتام پر وہاں موجود صدور وزرائے اعظم اور مختلف وفود نے انہیں مبارکباد دی۔

اس موقع پر بل نے پاکستانی وزیراعظم نواز شریف سے بھی ملاقات کی اور ان سے پاکستان کے جوہری پروگرام پر پابندی اور برصغیر کو جوہری ہتھیاروں کی وجہ سے لاحق خطرات پر بھی گفتگو کی اگلے روز ہم نیویارک سے واشنگٹن واپس پہنچ گئے مجھے لگا کہ اب ری پبلکن والوں کی ساری کرتب بازی دھری رہ جائے گی۔

اگلے روز نیلسن منڈیلا وائٹ ہاؤس آئے۔وہ بھی اقوام متحدہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے امریکہ آئے ہوئے تھے انکی اہلیہ گارشا بھی ان کے ساتھ تھیں ایسٹ روم میں افریقی امریکیوں کے مذہبی رہنماؤں کے ساتھ ہونے والی دعوت میں نیلسن منڈیلا نے بل کلنٹن کے لئے احترام اور محبت کے جذبات کا اظہار کیا پھر انہوں نے بل کو براہ راست مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہماری اخلاقیات ہمیں یہ اجازت نہیں دیتیں کہ ہم اپنے دوستوں کو تنہا چھوڑ دیں اور آج رات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کی زندگی کے ان مشکل اور غیر یقینی لمحات میں ہم آپ ہی کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں۔"

آخری قسط

صدر جارج ڈبلیو بش کی جیت

وائٹ ہاؤس میں برسوں قیام کے دوران بھی میں اپنی والدہ یا چیلسی کے ساتھ اکثر نیویارک چلی جاتی تھی اور وہاں براڈوے کے شوز میوزیم میں نمائش یا محض دوستوں سے ملاقات کیا کرتی تھی ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ بل کلنٹن کی مدت صدارت کے اختتام پر ہم نیویارک ہی میں رہائش اختیار کرلیں گے۔

اس مقصد کے لئے ہم نیو یارک میں ایک گھر کی خریداری کے لئے مختلف گھروں کا جائزہ لیتے رہے تھے تاہم سکیورٹی کے نقطۂ نظر سے یہ مناسب نہ تھا کہ ہم وہاں رہتے مگر مکان ڈھونڈنا میرے لئے تفریح کا سبب بھی تھا۔ یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ ہم آرکنساس کے گورنر مینشن اور وائٹ ہاؤس میں برسوں رہے تھے مگر ہمیں برسوں کے دوران ہم اپنا گھر نہیں بنا سکتے تھے بالآخر ہمیں ایک اچھا مکان مل ہی گیا یہ نیویارک کے شمال میں چیپاکوا کے مقام پر ایک پرانا فارم ہاؤس تھا جو ہمیں پسند آ گیا تھا۔

میری زندگی کے مشکل فیصلوں میں دو سب سے اہم تھے۔ ایک یہ کہ میں نے بل کلنٹن کے ساتھ ازدواجی زندگی برقرار رکھنے کا اور دوسرا نیویارک سے سینٹ کا الیکشن لڑنے کا فیصلہ تھا۔ آج میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں اپنی شادی کو برقرار رکھنا چاہتی تھی کیونکہ میں بل کلنٹن سے محبت کرتی تھی اور مجھے احساس تھا کہ ہم نے ایک ساتھ محبت کے برسوں گزارے ہیں۔

مجھے اس بات کا بھی احساس تھا کہ میں چیلسی کی اکیلے پرورش نہیں کرسکتی تھی۔ اس کے لئے ہمارا ایک ساتھ رہنا ضروری تھا۔ میں جانتی تھی کہ میں تنہا رہ کر بھی ایک مطمئن اور بھرپور زندگی گزار سکتی تھی مگر میں اس بات کی خواہاں تھی کہ میں اور بل کلنٹن ایک ساتھ بڑھاپے میں قدم رکھیں۔ ہم دونوں ہی اپنے یقین، محبت اور اکٹھے گزارے ہوئے ماضی کے ساتھ اپنے ازدواجی تعلق کو ازسرنو قائم کرنا چاہتے تھے۔

جولائی کے اواخر میں، میں اسرائیل کے دورے پر تھی۔ ایک سرکاری تقریب میں بطور خاتون اول میری ملاقات فلسطینی رہنما یاسر عرفات کی اہلیہ سوہا عرفات سے ہوئی۔ وہ عربی میں تقریر کررہی تھی جبکہ میں ہیڈ فون پر مترجم کے ذریعے ان کی بات سمجھ رہی تھی۔

سوہا کا کہنا تھا کہ اسرائیلیوں نے فلسطینیوں کے خلاف زہریلی گیس استعمال کی ہے۔ ان کی تقریر کے لئے کھڑی ہوئی تو مسز سوہا عرفات نے روایتی عرب انداز میں مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے گال پر بوسہ دیا۔ بعد ازاں نیو یارک کے جرائد میں اس موقع کی تصاویر بھی شائع ہوئیں جن میں سوہا کو میرے گال پر بوسہ لیتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس وجہ سے نیویارک کے یہودی ووٹر میرے حوالے سے بعض تحفظات کا شکار تھے۔

میں چاہتی تھی کہ نیویارک کی 62 کاؤنٹیز کا دورہ کروں۔ چنانچہ میں نے ایک خاص فورڈ وین میں اپنا دورہ شروع کر دیا۔ میرے اس دورے میں صافی بھی میرے ساتھ تھے۔ میں مختلف سڑکوں پر ڈنر کے لئے رک جایا کرتی اور وہاں موجود کسی بھی ہوٹل یا کیفے میں جا کر کھانا کھاتی اور وہاں موجود افراد سے گپ شپ لگاتی میں ان کے ذہنوں میں موجود سوالات کے بارے میں ان سے دریافت کرتی۔

انتخابی مہم کے ماہرین اسے "پرچون سیاست" (ریٹیل پالیٹکس) کہتے ہیں مگر میرے لئے مختلف شعبہ زندگی سے وابستہ افراد سے جڑے رہنے کا یہ بہترین ذریعہ تھا۔

چیپاکوا میں ہم نے جو مکان خریدا تھا وہاں میں زیادہ وقت نہ گزارپاتی تھی۔ وہ مکان عام طور پر خالی رہتا تھا وہاں صرف سیکرٹ سروس کے چند ارکان ہی موجود رہتے تھے جنہوں نے وہاں اپنی کمانڈ پوسٹ قائم کررکھی تھی۔ انتخابی مہم کے دوران میں آدھی رات کو ہی سو پاتی تھی اور صبح ساتھ بجے پھر اپنی گاڑی میں انتخابی مہم پر نکل کھڑی ہوتی۔

ابتدائی دوروں میں لوگوں کو محض مجھے دیکھنے آجاتے تھے مگر چند مقامات کے دورے کے بعد میری مقبولیت بڑھنے لگی اور لوگ میری انتخابی تقریبات میں بڑے پیمانے پر شریک بھی ہونے لگے جہاں ان سے مختلف مسائل اور امور پر کھل کر گفتگو ہوا کرتی تھی۔ وہ لوگ مجھ سے سخت سوالات بھی کرتے اور میرے لطائف پر کھل کر قہقہے بھی لگاتے۔ کبھی کبھی ووٹر میرے بالوں کی تعریف بھی کرجاتے تھے۔ میں جہاں جاتی میرا زبردست خیرمقدم کیا جاتا۔

نیویارک کی مختلف کاؤنٹیز کے دورے میں بعض خواتین اس بات پر خفگی کا اظہار بھی کرتیں کہ میں اب تک بل کلنٹن کے ساتھ بطور بیوی زندگی گزار رہی ہوں۔

میرے اور میرے خاندان کے لئے یہ ضروری تھا چیلسی بھی بعض انتخابی دوروں میں میری اسپنڈ ویگن میں موجود رہا کرتی تھی۔ 19 مئی کو نیویارک کے میئر روڈولف جولیانی نے سینٹ کے انتخاب سے پیچھے ہٹنے کا اعلان کردیا ان دنوں اخبارات میں ان کے بارے میں خبر شائع ہوئی کہ انہیں پروسٹیٹ کینسر ہے اور یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ ان کے بعض خواتین سے ناجائز تعلقات استوار ہیں سیاسی اختلافات کے باوجود مجھے ان خبروں کی

PDF KI DUNY